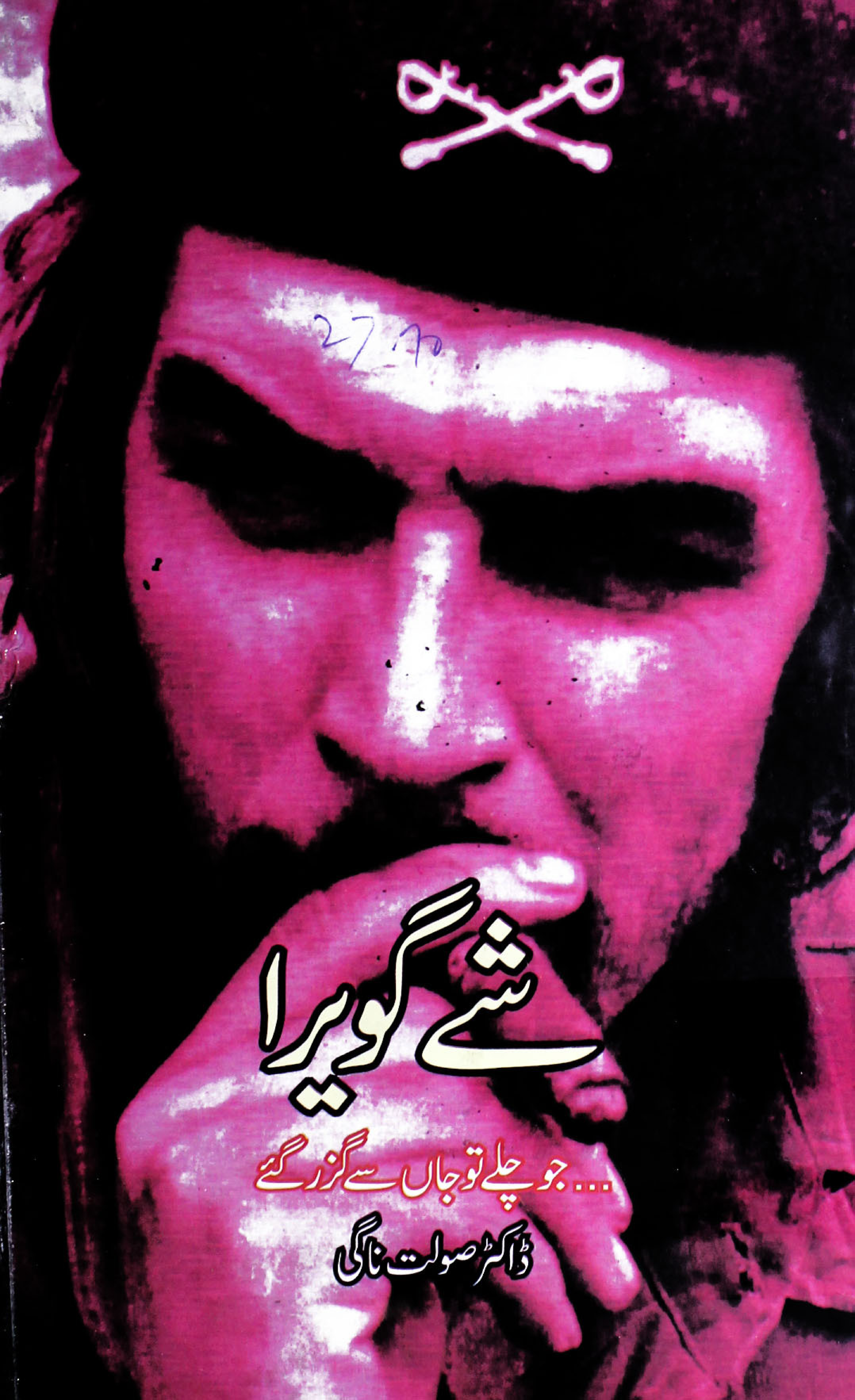

شے گویرا

... جو چلے تو جاں سے گزر گئے

ڈاکٹر صولت ناگی

Marfat.com

شے گویرا

......جو چلے تو جاں سے گزر گئے

ڈاکٹر صولت ناگی

فکشن ہاؤس
18-مزنگ روڈ لاہور
فون: 7249218-7237430
E-mail:FictionHouse2004@hotmail.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : شے گویرا
......جو چلے تو جاں سے گزر گئے
84195
مصنف : ڈاکٹر صولت ناگی
پبلشرز : فکشن ہاؤس
18- مزنگ روڈ، لاہور
فون:7249218-7237430
اہتمام : ظہور احمد خان
کمپوزنگ : فکشن کمپوزنگ اینڈ گرافکس، لاہور
پرنٹرز : اکرم پرنٹرز، لاہور
سرورق : عباس
اشاعت : 2008ء
قیمت : -/240روپے

ہیڈ آفس : 18- مزنگ روڈ لاہور، پاکستان

برانچ لاہور
124- ٹیمپل روڈ لاہور
فون:042-7321040

سب آفس حیدر آباد
52,53 رابعہ اسکوائر حیدر چوک گاڑی کھاتہ حیدر آباد
فون:022-2780608

Marfat.com

انتساب!

سعد کے نام

جس میں گوہر کا عزم اور ڈارون کی بصیرت شامل ہے

اور

اپنی شریکِ حیات کوکب کے نام

جس نے مجھے تحریر کے لئے آسودگی بہم پہنچائی

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

○ دیباچہ	منو بھائی	7
○ باب اول		
	حرفِ تعارف	9
○ باب دوم		
	شے کا کیوبا مشن	25
○ باب سوئم		
	شے گویرا اور کانگو	57
○ باب چہارم		
	شے ارنسٹو گویرا اور بولیویا کا مشن	104
○ باب پنجم		
	شے کے خطوط	132

Marfat.com

○باب ششم

اپنے پروفیشنل ساتھیوں سے خطاب 175

○باب ہفتم

شے کے انٹرویوز، مضامین اور حقیقت پر مبنی تحریریں اور افسانے 188

○باب ہشتم

شے اور بولیویا، شے کی آخری تحریریں 220

○باب نہم

شے کو پیش کیے گئے خراجِ عقیدت 227

(i) سورج کے بغیر جنگ کا دن __ Tita-Infante 228

Che's Revolutionary Humanism (ii) 238

○باب دہم

لاطینی امریکہ کے حوالے سے سوویت یونین اور کیوبا کے اختلافات 248

○Bibliography 271

Marfat.com

دیباچہ

شے گویرا سامراج کے خلاف انسانی جدوجہد کی داستان کا وہ کردار ہے جس نے تاریخ کو ایک نیا موڑ دیا۔ آج جب سرمایہ داری کو نا قابلِ حل تضادات کا سامنا ہے اور دُنیا بھر کے عوام استحصالی نظام کے خلاف کمر بستہ ہیں تو ایسے میں بالعموم اُن کے لئے اور بالخصوص لاطینی امریکہ کے عوام کے لئے جہاں جدوجہد سوشلزم کے حصول کی منزل کے قریب تر پہنچ چکی ہے گویرا کا عزم اور اُس کی جدوجہد مشعلِ راہ ہے۔

گویرا کے بارے میں ہمارے یہاں کچھ زیادہ لٹریچر موجود نہیں ہے۔ اس سلسلے میں تحقیق پر مبنی یہ کتاب ہمارے قارئین کے لئے یقیناً راہ نما ثابت ہوگی۔ مصنف کی شے گویرا اور مارکس ازم پر گہری نظر قابلِ ستائش ہے۔

منو بھائی

Marfat.com

Embassy of the Republic of Cuba
Islamic Republic of Pakistan

The Ambassador

Islamabad, May 12, 2008

Dr. Saulat R. Nagi.

Dear Dr Nagi:

I appreciate very much receiving a copy of the Che's Biography written by you. Unfortunately, my lack of knowledge of the urdu language didn't allow me to read it. Therefore, no comments could be made about the content of the book by me.

Anyway, I would like to express my congratulations to you for such efforts you made to bring Che Guevara to the attention to the Pakistani readers. Che was an icon of the generations of the past centuries but it is refeshing to see that the new generations are making him part of their lives. It proves that persons and personalities, physically can passed away, but their ideas, if the were the right ones, can live forever.

This is the case of Che Guevara, the ultimate fighter for the rights of the developing countries and of all social classes marginalized by injustice and stereotypes imposed for years and centuries.

Che spoke a lot about the New Man of the 21 Century. It could appear just as a dream or a baseless illusion. We are already in the 21 Century and injustices still prevail in our world. In no way we can give up to make this a better world for all of us who live in it and to create the new generations of the new centuries.

I hope this book could reach to different generations of Pakistani and help them to understand better the life of this important personality of the 20 Century that marked our lives forever.

All the best.

Sincerely.

Gustavo Machin Gomez

Marfat.com

باب اول

حرفِ تعارف

نہ رہا جنونِ رُخِ وفا یہ رسن یہ دار کرو گے کیا
جنہیں جرمِ عشق پہ ناز تھا وہ گنہگار چلے گئے۔۔!

Marfat.com

یہ 18 اکتوبر 1967ء کی ایک سوگوار صبح تھی۔ اگر فیض سے الفاظ مستعار لئے جائیں تو محض یہی کہنا برمحل ہوگا کہ یہ داغ داغ اجالے سے پیوست ایک شب گزیدہ سحر تھی۔ کچھ خستہ اور درماندہ جسم اپنے دریدہ پیراہن اور خالی شکموں کے باوجود ہاتھوں میں بندوقیں تھامے اور قلب وجگر میں تمام انسانیت کا دکھ سمیٹے 'بولیویا' کے گنجان جنگلات میں انسانی آزادی کی انمٹ تاریخ رقم کر رہے تھے۔ یہ اُس آزادی کی داستانِ خونچکاں تھی جس میں اہلِ جنوں کے ہاتھ ہی نہیں گردنیں بھی قلم ہو جاتی ہیں۔ آزادی ___ استحصال کی ہر زنجیر سے، افلاس کی کبھی نہ ختم ہونے والی تقصیر سے اور سرمایے کے جبر کی ہر تعزیر سے ___ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ راہ جو اُدھر کو جاتی ہے مقتل سے گزر کر جاتی ہے۔ لیکن یہ سترہ جانثار تو ستم کے ایسے کئی ادوار سے گزر چکے تھے اور اُن کے پُرشکوہ قائد کا تو یہ کہنا تھا۔

''موت جہاں کہیں بھی ہمیں متحیر کرے گی، وہیں ہمیں اپنا استقبال کرتی ہوئی پائے گی، بشرطیکہ ہمارا نعرۂ جنگ کچھ گوشِ اخاز (سننے والے کانوں) تک پہنچ سکے اور ہمارے ہتھیاروں کو اٹھانے کے لئے کچھ اور ہاتھ لپک رہے ہوں، اور کچھ ایسے لوگ بھی تیار ہوں، جو ہمارے جنازے کے نوحے کی صداؤں کو گنگناتی ہوئی مشین گنوں کی موسیقی کے مدوجذر اور جنگ وفتح کے نئے جنگجویانہ نعروں کے ساتھ بڑھاوا دے سکیں۔''

کسے خبر تھی کہ یہ سحر اُن کی زندگی کی آخری سحر ثابت ہوگی اور اگر اُنہیں اس کا علم ہوتا بھی تو اُن میں سے کسی کو بھی اس انجام کی چنداں فکر نہ ہوتی۔ معاملہ ہرگز یوں نہ تھا کہ اُنہیں جاں کے زیاں کی تشویش نہ تھی بلکہ زندگی کی اصل اہمیت کا اندازہ اگر کسی کو تھا تو وہ 'شے' اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ اور کس کو ہوسکتا تھا جو زندہ کھلتی ہوئی انسانیت کو ہی جوہرِ حیات کی حیثیت دیتے تھے اور وہ اِس راہ پر گامزن ہونے کی قیمت کو بھی بخوبی جانتے تھے اور یہ قرض اتارنے کے

Marfat.com

لئے ہمہ وقت تیار بھی تھے۔

'بولیویا' میں 'شے گویرا' کی آمد کا علم تو امریکی سامراج اور اس کے پالتو گماشتوں کو بہت پہلے ہو چکا تھا۔ مزید یہ کہ 'بولیویا' کی کمیونسٹ پارٹی کا سرکردہ لیڈر 'مونجے' جو براہِ راست سوویت یونین کے زیرِ اثر تھا، گویا 'سٹالنسٹ ماڈل' (گو کہ یہ خردشیف کا دور تھا جو اسٹالن کے خلاف ضرور تھا لیکن عملی طور پر لینن ٹراٹسکی کے 'مستقل انقلاب' کے فلسفے کا قائل بھی نہیں تھا) کا محض ایک ادنیٰ سا مہرہ تھا۔ علی الاعلان 'شے' کی جدوجہد کا مخالف ہو گیا، حالانکہ 'بولیویا' اور 'چلی' کا شمار لاطینی امریکہ کے سب سے زیادہ مفلوک الحال ممالک میں ہوتا تھا، باوجودیکہ اس تمام علاقے کو معدنی دولت سے مالا مال کرنے میں فطرت نے کوئی پہلوتہی نہیں کی۔ دنیا میں 'تانبے' کی پیداوار کی سب سے بڑی کانیں 'چلی' اور 'پیرو' میں ہیں۔ لیکن محنت کش کے حالاتِ زندگی اس قدر تلخ تھے کہ شے کے بقول ''وہ اپنی زندگی کو اس طرح جیئے جا رہے تھے جیسے یہ ایک ایسی عادت تھی جس سے چھٹکارا پانا ان کے بس میں نہ تھا۔''

میں یہاں 'شے' کی تحریروں کے کچھ اقتباسات آپ کی نذر کروں گا جن کی مدد سے اُس وقت کے لاطینی امریکہ میں بندۂ مزدور کے اوقات کی صعوبتوں کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے (گو کہ یہ حالات آج بھی کچھ زیادہ بہتر نہیں ہیں)۔

''بڑی کانوں میں ایک طرف مزدور کے جیئے جانے کی عامیانہ ضرورت کی نفرت اور دوسری طرف (اُس کی) خنک اہلیت اور ضعیف ناراضگی باہم پیوست ہوتی ہیں ___ ہم دیکھیں گے کہ وہ کون سا ایک دن ہوگا جب کوئی کان کن مزدور مسرت سے اپنے پھاوڑے کو اٹھا کر شعوری شادمانی سے اپنے پھیپھڑوں میں خود زہر انڈیلے گا۔''

یہاں مارکس کی بیگانگی (Alineation) کے فلسفے کو 'شے' کیسے تلخ حقیقت کے طور پر پیش کرتا ہے۔

میں یہاں 'شے' کی تحریروں سے کچھ اور اقتباسات اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ تا کہ یہ واضح ہو سکے کہ 'میڈیسن' کا ایک طالب علم اپنے گرد پھیلے ہوئے انسانی کرب کے باعث اپنی ذات میں موجود ایک انقلابی کو کیونکر دریافت کرتا ہے۔ یہ وہ عرصہ ہے جب 'شے' اپنے دوست 'البرٹو گرینیڈو' کے ہمراہ ایک پرانے موٹر سائیکل پر جس کا نام دونوں نے 'لا پوڈروزا' (La Poderosa) رکھا تھا،

Marfat.com

تقریباً تمام لاطینی امریکہ کا سفر کرتا ہے۔ یہ سفر اُس کی بقیہ تمام زندگی کو کچھ اس طرح سے بدل دیتا ہے جیسے ڈوبتے ہوئے آتشیں آفتاب کی مہربان کرنیں افق کا رنگ بدل دیتی ہیں۔ گویا ایک مارکسی انقلابی کی حیثیت سے خود کو دریافت کرتا ہے۔ شے نے اِس سفر کے دوران میکسیکو سے ارجنٹائن تک پھیلی ہوئی ایک قوم یعنی mestizo کی عظمت کا سراغ لگا لیا تھا۔ اب اُسے اپنی شناخت کے لئے کسی کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ شے جس کی آنکھوں میں اس سفر سے قبل ایک نامور ڈاکٹر بننے کے خواب بسے ہوئے تھے، جب اُس نے اپنے سامنے بے بسی سے ایڑیاں رگڑتی ہوئی زندگی کی تلخ حقیقت کو ہر سو پھیلے ہوئے دیکھا اور انسانی محنت کو انسانی جسم کے ساتھ الاؤ میں پگھل کر 'تانبے' کی دولت کی شکل میں ڈھلتے ہوئے پایا تو اُس پر یہ راز کھلا کہ کوئی ڈاکٹر، مارکسی انقلابی بنے بغیر اپنی ذات کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ شے لکھتا ہے ''اگلی صبح 8 بجے ٹرک ہمیں 'یوکیوا ایکیمیٹا' لے گیا، ہم اپنے ہمسفر ساتھی (محنت کش کان کن) جوڑے سے علیحدہ ہو گئے جو پہاڑوں کی جانب اُن 'سلفر' کی کانوں کی طرف روانہ ہو گیا جہاں کی فضا انتہائی ناقص تھی اور جہاں زیست کا سفر اس قدر جان لیوا تھا کہ آپ کو کام کرنے کی غرض سے کسی پروانے (اجازت نامے) کی ضرورت نہیں تھی اور نہ ہی کوئی آپ سے یہ دریافت کرتا تھا کہ آپ کون سی سیاست سے وابستہ ہیں۔ جو واحد با مقصد حقیقت تھی وہ تھا محنت کشوں کا جوش، جس کے عوض وہ روٹی کے چند ٹکڑوں کی خاطر اپنی صحت اور زندگی کو برباد کرنے پر مجبور تھے اور وہ (ٹکڑے) بمشکل ہی ان کی ہستی کو بقا فراہم کرنے کا سبب بنتے تھے۔''

وہ لاطینی امریکہ کے درماندہ مگر واقفِ حال محنت کشوں کے اندازِ فکر کو کچھ یوں بیان کرتا ہے۔

''یہ کتنی کرب ناک حقیقت ہے کہ (سرمایہ دار) لوگوں کا اس طرح سے استحصال کرتے ہیں، اجتماعیت (یعنی) ''کمیونسٹ کیڑا'' (سرمایہ دار کی) نفیس زندگی کے لئے ایک خطرہ ہے، 'کمیونزم' جو کہ اس محنت کش کی آنتوں پر دندان آرائی کر رہا تھا، ایک بہتر زندگی کی خواہش سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں تھا، ایک ایسا احتجاج جو مسلسل فاقوں کے باعث ایک عجیب و غریب نظریے کی محبت کا اسیر ہو گیا تھا جس کے جوہر پر اُس کو کبھی بھی مکمل گرفت حاصل نہ ہو سکی لیکن اُس کے معنی ''غریب کے لئے روٹی'' ایک ایسی چیز تھی جسے وہ فوراً سمجھ گیا۔ اور اہم ترین بات یہ تھی اِس فکر نے اُس کا دامن اُمید سے بھر دیا تھا۔''

Marfat.com

یہ وہ دور تھا جب لاطینی امریکہ کا محنت کش تیسری دنیا کے کسی بھی اور محنت کش کی مانند چند لقموں کے عوض اپنے جسم کی تمام تر محنت کا نذرانہ پیش کر رہا تھا۔ اُس وقت 'چلی' میں ایک ریٹائرڈ فوجی ''کارلوس ایبانیز۔ڈیل۔کیمپو' پاپولر سوشلسٹ پارٹی کی حمایت سے تقریباً اقتدار حاصل کر چکا تھا، جبکہ کمیونسٹ اپنی پارٹی پر پابندی کے باعث ''سلوڈور ایلنڈے''*(Allenda) کی حمایت کر رہے تھے۔ گو 'ایبانیز' امریکہ کے خلاف پائی جانے والی نفرت کو اپنی حمایت میں استعمال کرنے کی کوشش میں مصروف تھا اور اُس کے ساتھ ساتھ تانبے کے علاوہ دوسری معدنیات کی کانوں اور ریلوے کو قومی ملکیت میں لینے کا دعویدار تھا، لیکن شے کے لئے پیرو میں موجود بے پناہ معدنی دولت پر امریکی قبضے اور استحصال کے باعث 'ایبانیز' کے قومی ملکیت میں لئے جانے کے دعوؤں اور کامیابی کی صورت میں اُن پر عمل درآمد ایک بے معنی کاوش تھی۔ شے لاطینی امریکہ میں استحصال کی ہر شکل کو تمام ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔ اور پورے براعظم کی دولت کو قومی اثاثہ بنائے بغیر وہ نامکمل اور نیم دلانہ نیشنلائزیشن کے عمل کے شدید خلاف تھا۔ گو 'ایبانیز' نے کسی حد تک ان وعدوں کو پورا بھی کیا لیکن ان نیم دلانہ اقدامات نے عوامی بے چینی کو کم کرنے کی بجائے اُسے مزید تقویت دی۔ چنانچہ جب 'ایبانیز' کے بعد کمیونسٹوں کی مدد سے سلوڈور ایلنڈے برسراقتدار آیا اور اُس نے سسٹم کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کی تو امریکہ اور اس کے پالتو حواری فوجیوں نے 'ایلنڈے' کی مقبول اور منتخب عوامی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور چلی کے ضیاء الحق یعنی 'پنوچے' نے جو قتل عام شروع کیا، اس کی مثال یا تو عہدِ 'سوہارتو' میں ملتی ہے (جو از خود امریکی پیشہ ور قاتلوں کا کیا دھرا تھا جہاں PKK سے وابستہ ایک کروڑ کمیونسٹوں کو نذرِ داد کیا گیا تھا) یا پھر تاریخ چنگیزی** میں جو اس انسانی سانحے کے قریب ترین آنے کی سعی لاحاصل کرتی ہے۔ لاطینی امریکہ میں امریکی سامراج کی دلچسپی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ سامراج اپنے پہلو میں کسی مارکسی انقلاب کو برداشت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ کچھ ناقدین کی اس رائے میں زیادہ صداقت دکھائی نہیں دیتی کہ بولیویا میں 1952ء کے انقلاب کے باعث کسان مطمئن ہو چکے تھے، زمین کی کسی قدر

---

* انگریزی میں ایلنڈ سے لکھا جاتا ہے لیکن چلی میں اسے آئن ڈے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

** عباسیوں نے بنو امیہ کے خاندان اور ان کی قبروں کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا صرف عمر بن عبدالعزیز کی قبر چھوڑ دی گئی۔ خلیفہ ہشام کے مدفون جسم کو نکال کر کوڑے مارے گئے اور بعد ازاں نذر آتش کر دیا گیا۔ (فلپ کے ہٹی [illegible] Arabs [illegible]

Marfat.com

تقسیم نے عوامی بے چینی کو کسی حد تک کم کر دیا تھا۔ حکومتِ وقت کی تومیانے* کی پالیسی کے باعث محنت کش طبقات چین کی بانسری بجا رہے تھے، اِس لئے گویرا کو بولیویا میں پذیرائی حاصل نہ ہوئی اور اس کی گوریلا تحریک کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اور یہ سلسلہ اس کی موت پر ختم ہوا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ 1952ء کے انقلاب کے وقت شے بولیویا میں موجود تھا۔ دوسرے یہ مسلح انقلاب جو کان کن مزدوروں اور کسانوں کا مرہونِ منت تھا، زیادہ تر شہری علاقوں تک محدود تھا گو کسانوں کو اس سے یقیناً کچھ فوائد حاصل ہوئے لیکن اس انقلاب کی نوعیت نیم بورژوا اور نیم پرولتاریہ کی سی تھی۔ اگر ووٹ کے حق کی آزادی کے معنی، جمہور کی معاشی آزادی ہے تو یقیناً یہ آخرالذکر آزادی پرولتاریہ کے لئے ایک خواب ہی رہی۔ اپنی فطری بورژوا حیثیت میں یہ انقلاب آغاز ہی سے تضادات کا شکار تھا، پرولتاری آمریت کا قیام تو دور کی بات تھی، طبقاتی انداز فکر بھی ابھی مکمل طور پر پروان نہیں چڑھا تھا۔ مارکس نے درست کہا ہے کہ کوئی قانون اپنے ثقافتی اور معاشی نظام سے بالاتر نہیں ہو سکتا اور بولیویا کے 'انڈینز' تو ثقافت کے لفظ سے ہی بے بہرہ تھے اور کیوں نہ ہوتے انہیں تو کبھی انسان سمجھا ہی نہیں گیا تھا۔ اسی طرح بولیویا کی عمومی اکثریت بھی ثقافتی طور پر بہت پیچھے تھی کیونکہ ان کا معاشی نظام طبقاتی تضادات کا شکار تھا۔ ردِ انقلاب کا آغاز تو انقلاب کے کچھ دیر بعد ہی شروع ہو گیا تھا اور اس پر آخری اور کاری ضرب 1964ء کی فوجی بغاوت نے لگا دی جو اس کے تابوت کا آخری کیل ثابت ہوئی۔

دوسرے جہاں تک شے گویرا کا تعلق ہے تو وہ انقلاب کی غرض سے بولیویا میں 1966ء میں داخل ہوا تھا جب عوام امریکہ نواز فوجی آمریت کے بھاری بھرکم جوتوں تلے پس رہے تھے اور معاشی بدحالی اپنی انتہا پر تھی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ 9 اکتوبر 1967ء کو جن بھیڑیوں نے شے کے جسد کو پھاڑا تھا ان کا تعلق نہ صرف یہ کہ بولیویا کی سپیشل فورسز سے تھا بلکہ اُن کی قیادت بلاواسطہ امریکیوں کے ہاتھ میں تھی اور انہیں امریکی فضائیہ کی بھرپور مدد حاصل تھی۔ اور اس کا مقصد صرف ایک شخص کو مقتلِ شہر میں لانا تھا اور اُس کا نام تھا شے گویرا۔ ارنسٹو شے گویرا تو یہ کہتے ہوئے امر ہو گیا کہ:

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

---

* حالانکہ یہ دونوں کوششیں بری طرح ناکام ہوئی تھیں جس کا ثبوت 1966ء کی فوجی آمریت کی شکل میں رونما ہوا۔

Marfat.com

لیکن اس کے بدن کی بے کل چاندنی ہر سو بکھر گئی، اس کے چہرے کے نیلم مرجان اور اس کے نظریات کا کندن آج تلک ہے، جگمگ، جگمگ، رخشاں رخشاں۔ ''بی۔بی۔سی'' کا وہ پروڈیوسر جس نے شے کے جسد کی آخری تصویر بنائی تھی یقیناً اہلِ ایمان میں سے ہی ایک تھا لیکن اسے بھی یہ کہے بنا نہ بنی کہ ''جتنا میں شے کو غور سے دیکھتا تھا اتنی ہی مجھے اُس میں (جیز ز) عیسیٰ کی شبیہ واضح دکھائی دیتی تھی۔'' اک مارکسسٹ کو کوئی اہلِ ایمان اِس سے بڑا اسلام کیا پیش کرسکتا ہے۔

ہر انقلابی جدوجہد کی کامیابی یا عارضی ناکامی کے داخلی اور خارجی اسباب ہوتے ہیں۔ 1967ء کے 'بولیویا' میں، معاشی تضادات اور طبقاتی کشمکش تو یقیناً اپنے عروج پر تھی لیکن سوال یہ ہے کہ کیا معروضی حالات ابھی کسی انقلابی جدوجہد کے آغاز کے لئے مکمل طور پر سازگار تھے، بظاہر تو اس کا جواب مثبت ملتا ہے۔ کیونکہ بولیوین کمیونسٹ پارٹی کی موجودگی، اس کا اثر و رسوخ، 1952ء کے بورژوا انقلاب سے آشنا ایک نسل کی موجودگی اور امریکن نواز فوجی آمریت کے خلاف نفرت تو بہر حال مسلح جدوجہد کے لئے ایک سازگار ماحول کی نمائندگی کر رہے تھے لیکن کیا کمیونسٹ پارٹی کا 'آزادانہ کردار'* ___ یہاں میں لفظ آزادانہ پر زور دوں گا، اس کا آئینہ دار تھا۔ کیونکہ دنیا کی بیشتر کمیونسٹ پارٹیوں بشمول کمیونسٹ انٹرنیشنل کے، تقریباً سب کا کردار سٹالن کے عہد سے مکمل طور پر تبدیل ہو کر رجعت پسندانہ ہو چکا تھا۔ وہ مارکسزم سے منحرف ہو کر سوویت بیوروکریسی کی آلہ کار بن کر رہ گئی تھیں اور سوویت یونین مارکسی انقلابی عمل کی عالمی تشہیر کے بجائے پُرامن بقائے باہمی کے اصول، اگر اسے اصول کہا جائے تو، پر کاربند تھا، غالب امکان ہے کہ اسی امن کو برقرار رکھنے کے لئے سوویت یونین نے اپنے 'پتلے' مونجے کو یہ اشارہ دیا تھا کہ وہ امریکی سامراج کے ہاتھ مضبوط کرتے ہوئے شے کے خلاف مہم شروع کردے۔ یہ تھیوری اتنی بے وزن نہیں ہے اِس کی وضاحت یوں ہوتی ہے کہ شے ٹراٹسکی کی طرح سوویت یونین کو پرکھ چکا تھا۔ خاص طور پر جب اس نے سوویت یونین کو 1962ء میں میزائل کے بحران کے دوران، حالت شکست خوردگی میں دیکھا تھا۔ 1965ء میں الجزائر میں افروایشین کانفرنس میں گویرا نے سوویت یونین اور مشرقی یورپ کی ترمیم پسندانہ معاشی پالیسیوں پہ کڑی تنقید کی تھی اور سوویت بیوروکریسی کو دیکھتے ہوئے شے نے ٹراٹسکی کی مانند باور کروایا تھا کہ انقلاب غداروں کی زد میں ہے اور

* جسے مارکسی داخلی عنصر سے تعبیر کرتے ہیں۔

Marfat.com

ردِ انقلاب کا آغاز بھرپور طریقے سے ہو چکا ہے جس کا انجام سرمایہ دارانہ نظام کے شکنجوں میں لوٹنے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہوگا۔ ایک سچے مارکسسٹ کا تجزیہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔ اس تجزیے کے بعد سوویت یونین بمشکل تین دھائیوں تک خود کو سسکتے ہوئے برقرار رکھ پایا۔

شے کی داستان ابھی تمام تو نہیں ہوئی۔ بلکہ ابھی تو مورخ محض حرفِ آغاز ہی رقم کر رہا ہے اور مجھے بھی تو ابھی واپس لوٹنا ہے۔ 1928ء کے عہد کی جانب جہاں 14 جون کو روزریو (Rosario) میں ایک وائٹ کالر (درمیانے طبقے) طبقے کے والدین (جن کے نام بالترتیب 'ارنسٹو گویرا لینچ' اور 'سیلاڈی لاسرنا' تھے) کے ہاں پہلے بچے نے جنم لیا جس کا نام 'ارنسٹو گویرا' رکھا گیا۔ گویرا بچپن ہی سے Infantile asthma یعنی دمے کا مریض تھا۔ لیکن کسے خبر تھی کہ یہ طفل، جواں ہو کر نور کا وہ نورس گوہر بنے گا جو اس سیارے کے تمام مظلوم عوام کے لئے روشنی کا پیام بن کر جگمگائے گا۔ چند سال بعد گویرا کے والدین اس کے عارضے کے باعث اُسے بیونس آئرس سے دور 'کورڈوبا' کے قریب قصبے میں لے آئے اور پھر یہیں سکونت اختیار کر لی۔ یہ ایک قیاس ہے کہ یہاں کا موسم نمدار ہوگا جو بچے کے بے چین پھیپھڑوں کو کسی قدر سکون فراہم کر پائے گا۔ مگر انہیں کیا خبر تھی کہ یہ بے چین روح تو پورے عالم کا کرب سمیٹے ہوئے ہے، اُسے بھلا سکون کہاں میسر ہوگا، بیچارے بھولے والدین۔ یہ غالباً 1932ء تھا۔ بیماری کی شدت نے 9 سال کی عمر تک گویرا کو سکول کی تعلیم سے محروم رکھا۔ لیکن اسے تو خود محروموں کا محافظ بننا تھا وہ بیماری کے ہاتھوں شکست کیونکر تسلیم کر لیتا۔ نوجوان گویرا ایک انجینئر بننا چاہتا تھا تاکہ وہ کچھ ایسا تعمیر کر سکے جو ناقابل تسخیر ہو جائے لیکن اسے تو خود امر ہونا تھا، اور پھر بقول غالب ؎

میری تعمیر میں مضمر ہے صورت اک خرابی کی
ہیولا برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقان کا

(یہ شعر از خود جدلیاتی مادیت کی ایک مکمل تصویر ہے) سو 1948ء میں گویرا نے خود کو انجینئرنگ کالج کی بجائے بیونس آئرس کے میڈیکل سکول میں پایا اس وقت تک شاید وہ عملی مارکسی تو نہیں تھا لیکن مارکس کے اس قول پہ انتہائی ثابت قدمی سے عمل پیرا تھا جس کے مطابق "پیشے کا انتخاب اپنی ضروریات کو مدنظر رکھ کر نہیں بلکہ انسانیت کو پیشِ نظر رکھ کر کرنا چاہیے۔" یہ وہ لمحہ تھا جس سے گویرا کے اس سفر کا آغاز ہو گیا جس کے دوران اُس نے تنہائی میں استحکام کو تلاش کر لیا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

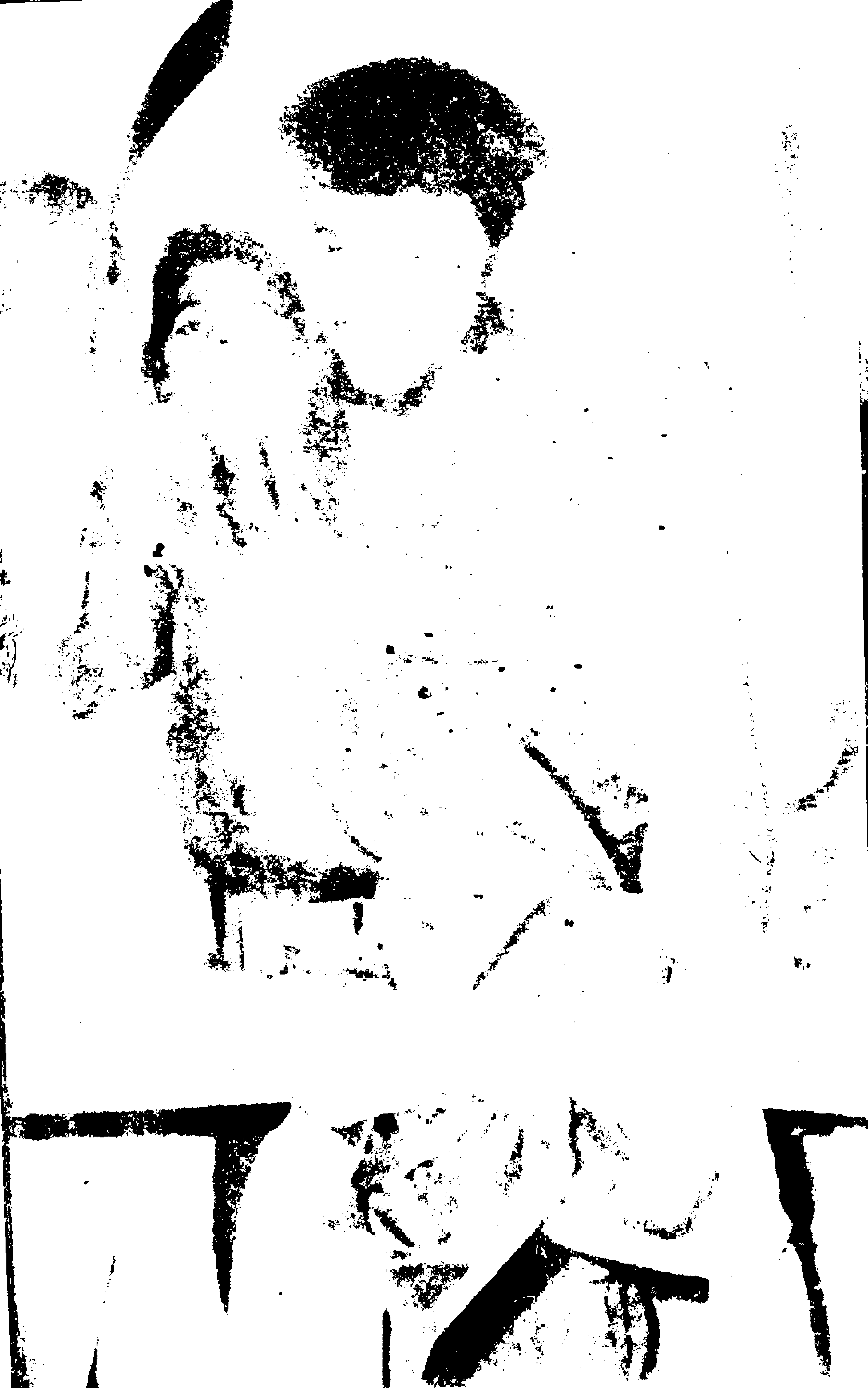

Marfat.com

اور بقول اُس کے، ''میں ہم میں بدل گیا'' اس سفر کومزید تقویت 1950ء میں ملی جب 'ارنسٹو گویرا' نے ارجنٹائن کے شمال میں 4500 کلومیٹر پر محیط فاصلے کو ایک موٹر سائیکل پر طے کرنے کی ٹھانی جس کا ذکر اِس مضمون میں کہیں ہو چکا ہے۔ اس کا ساتھی اُس کے بھائی کا دوست 'البرٹو گرنیڈا' تھا جو پیشے کے اعتبار سے ایک بائیو کیمسٹ تھا جس نے برص (کوڑھ) کے مرض میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ اور دونوں کی بار برداری کا ذمہ ایک ایسے موٹر سائیکل پر تھا جسے 'لا پوڈروزا' (یعنی مضبوط ترین) کا صِفاتی نام دے کر صرف اپنی تشفی کی گئی تھی بقول شے ''ان لمحات میں ہماری کوشش کا جرم قبیح ہم سے پوشیدہ ہو گیا اُس لمحے ہمیں سڑک پر اپنے آگے اڑتی ہوئی دھول اور اُس 'موٹر بائیک' پر سوار اپنا آپ ہی سُجھائی دیتا تھا جو شمال کی جانب اپنی اڑان میں کلومیٹروں کو نگل رہی تھی۔'' اُن دو شوریدہ سروں نے پورے لاطینی امریکہ کی دشت پیمائی کرنے کی ٹھان لی اور دسمبر 1951ء کی ایک خنک شام کو رختِ سفر باندھ لیا، زادِ راہ بہت کم تھی ویسے بھی صحرا نوردوں کو اس کی ضرورت بھی کچھ کم ہی پڑتی ہے۔ اِس سفر کے بارے میں گویرا نے، اس کے دوران اور اس کے اختتام پر ایک خوبصورت کتاب ترتیب دی جس کا نام 'سفر کے نوٹس' یا 'موٹر سائیکل ڈائریاں' تجویز کیا۔ میڈیسن کی ڈگری کے حصول کے فوراً بعد شے گویرا نے ایک مرتبہ پھر تمام لاطینی امریکہ کا دورہ کیا جس میں بولیویا، پیرو، ایکواڈور، پانامہ، کوسٹاریکا، اور گوئٹے مالا شامل تھے۔ اسی دوران اس کی ملاقات ایک جواں سالہ مارکسی انقلابی ''انٹونیو (نکو) لوپیز'' سے ہوئی جس کا تعلق کیوبا سے تھا۔ اس ملاقات کے بعد شے گویرا کے خیالات میں اور پختگی آ گئی، اسی دوران بولیویا میں کسانوں اور کان کن محنت کشوں نے شہروں میں مسلح انقلاب برپا کیا۔ گویرا نے اس کا قریبی مشاہدہ کیا، لیکن اس کے انقلابی رویے میں شدت اُس وقت آئی جب 1954ء میں امریکہ نواز قوتوں نے گوئٹے مالا میں ''جیکو بوآربنز'' (Jacobo Arbenz) کی بائیں بازو کی منتخب حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ شے امریکی سامراجیوں کی دسترس سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور میکسیکو آن پہنچا جہاں زندگی نے دار و رسن کے لئے اس کا انتخاب کر لیا۔ یہاں اِس کا رابطہ کیوبا کے جلاوطن انقلابیوں سے ہوا، میکسیکو ہی میں اس نے 'پیرو' کی ایک خاتون 'ہلڈا گے، ڈی' سے شادی کی جس نے 'ہلڈیٹا' نامی بچی کو جنم دیا۔ بچپن میں ''چاچینا'' کے عشق کے بعد زندگی نے بالآخر بخیہ گری کی مہلت فراہم کر ہی دی۔ لیکن یہ وقفہ کچھ زیادہ دراز نہ تھا۔ کیونکہ اسی دوران شے کی ملاقات فیڈل کاسترو سے ہوئی یعنی

Marfat.com

''آ ملے سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک'' اور اس ملاقات کے کچھ ہی دیر بعد نومبر 1956ء میں شے کاسترو کے شانہ بشانہ انسانیت کی عالمگیر فتح کے حصول کی خاطر ڈاکٹر کی حیثیت سے ایک ایسی ناتمام جدوجہد کا حصہ بن چکا تھا جس کا منطقی انجام دنیا بھر کے طبقاتی معاشروں کے مکمل خاتمے کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ شے نے اِس معرکے کے لئے جس کشتیGranma* کا انتخاب کیا وہ بھی شے کے حوالے سے تاریخ کے صفحات میں اپنے نام کے ساتھ موجود ہے۔ ایک مسیحا کے علاوہ شے نے اپنی عسکری صلاحیتوں سے انقلابیوں سمیت تمام دنیا کو متحیر کر دیا، چنانچہ جولائی 1957ء میں اسے کمانڈر کا عہدہ دے کر اس پر دوہری ذمہ داریوں کا بوجھ ڈال دیا گیا۔ شاید مارکسی انقلابیوں کے لئے یہ قدم فیصلہ کن ثابت ہوا کیونکہ یہ شے ہی تھا جس کی کمان میں وسطی کیوبا میں 'سانتا کلارا' کے مقام پر'بٹیسٹا' (Batista) کی افواج کو شکست فاش ہوئی، میدان کارزار ڈاکٹر گویرا کے ہاتھ رہا۔ ظلم کی طویل اندھی رات تمام ہوئی اور

صبح ہوئی من تن تن تن\
اور جو دیکھنا چاہے پردیسی\
پاس آئے دیکھے جی بھر کے\
یہ زیست کی رانی کا جھومر\
یہ امن کی دیوی کا کنگن

فروری 1959ء میں شے کی خدمات کے صلے میں اسے کیوبا کی شہریت دی گئی، گو شے کو اس کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ وہ تو تمام دنیا کا باشندہ تھا اور ہر مظلوم کی امید میں تابندہ تھا۔ وقت نے پھر مختصر سی مہلت دی اور کچھ لمحوں کے لئے موسمِ گل پھر بام پر آیا۔ 'ایلیڈا مارچ' نے شے کے دل میں کچھ ایسی گرہ لگائی کہ شے اُسی بزم کا مستقل مہمان ہو گیا۔ 'ایلیڈا مارچ' کی زلف کی اسیری کا انجام چار بچوں کی صورت میں نکلا بقول اکبر الہ آبادی

عاشقی جب قید زوجیت میں آجاتی ہے\
جلوۂ کثرتِ اولاد دکھا جاتی ہے

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا جس کے لئے بندہ معذرت خواہ ہے۔ اکتوبر میں شے کو زرعی

* کیوبا سے شائع ہونے والے جریدے کا نام بھی Granma ہے۔

Marfat.com

اصلاحات کے ادارے کے انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ کا اعلیٰ ترین افسر مقرر کیا گیا، اور نومبر میں کیوبا کے نیشنل بنک کے صدر کے بارِ گراں کا اضافہ بھی کر دیا گیا۔ کرنسی سے شے کی نفرت کا یہ عالم تھا کہ بحیثیت صدر (گورنر سٹیٹ بنک) وہ کرنسی نوٹوں پر اپنے دستخط ثبت کرنے کی بجائے محض شے لکھ دیا کرتا تھا، انقلابی حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے شے گویرا نے سوویت یونین کا دوبار اور جرمن ڈیموکریٹک ریپبلک، چیکوسلواکیہ، چائنہ اور شمالی کوریا کے دورے کئے اور اِن ممالک کے ساتھ بہت سے معاہدے بھی کئے۔ 1961ء میں 'یوروگائے' میں کیوبا کے وفد کی قیادت کرتے ہوئے شے نے امریکن صدر جان ایف کینڈی، کے نام نہاد 'اتحاد برائے ترقی' کا پول کھولا، 1964ء میں افریقہ کے دورے اور اقوام متحدہ سے اپنے خطاب کے بعد ہمارا انقلابی خود کو میدانِ عمل یعنی انقلابی جدوجہد سے زیادہ دور نہ رکھ سکا۔ لینن اور ٹراٹسکی کے مسلسل انقلاب کا خواب شے کی آنکھوں میں بسا ہوا تھا۔ گویرا مارکس کے اِس فلسفے پر کاربند تھا کہ سامراج کا کردار عالمی خصوصیت کا حامل ہوتا ہے چنانچہ اُس کے خلاف جدوجہد بھی عالمگیر پیمانے پر ہونا چاہیے۔ اور چونکہ لاطینی امریکہ میں 1820ء میں 'سائمن بولیور' کے زمانے سے انقلابی جدوجہد جاری تھی سو اسی کو عالمی سامراجی نظام کا کمزور پہلو بنا کر اس پر بھرپور طریقے سے آخری فتح تک وار کیا جانا چاہیے۔ اسی دوران کانگو میں ایک اور عظیم انقلابی ''پیٹرائیس لومبا'' کی قیادت میں آزادی کی جنگ کا آغاز ہو چکا تھا۔

'لومبا' وزارت عظمیٰ کے عہدے تک تو یقیناً پہنچ گیا لیکن بقول شے کانگو کے عوام ابھی انقلابی بلوغت کے اس مرحلے تک نہیں پہنچ پائے تھے کہ وہ اس تبدیلی کا دفاع کر پاتے۔ چنانچہ کانگو میں بھی گوئٹے مالا جیسے حالات پیدا کر دیئے گئے۔ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ اور اس کے نمک خواروں نے لومبا کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اقوام متحدہ نے اپنی فوجیں واپس بلا لیں۔ سوویت یونین ہمیشہ کی طرح گومگو کے عالم میں تھا، اس نے ایک مرتبہ پھر پُرامن بقائے باہمی کی خاطر لومبا کو مصلحت کی صلیب پہ قربان ہونے دیا۔ لومبا تو بحرِ خوں میں شناوری کے باعث سرخرو ہو گیا لیکن کانگو میں انقلاب کی مشعل ہمیشہ کے لئے روشن ہو گئی۔ ''تشامبی اور مبوتو'' جیسے انقلاب دشمنوں نے حکمرانی سنبھال لی لیکن اس کے ساتھ ہی کانگو میں گویا دبستان کھل گیا۔ سرخی انقلابی جدوجہد کا آغاز ہو گیا اور ایسے میں شے کیونکر پیچھے رہ سکتا تھا۔ شے، کاسترو، بن بیلا اور ناصر نے ایک نیا

Marfat.com

باب رقم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ابھی بہت سی قربانیوں کی ضرورت تھی، تیغِ ستمگر ابھی کسی اور کھوج میں لگی ہوئی تھی۔ کانگو کا مشن بظاہر ناکام ہو گیا لیکن آزادی کی ایسی شمعیں روشن چھوڑ گیا کہ ہر اہلِ جنون اِس کوچہ قاتل کو جانے کے لئے بے قرار ہو گیا۔ شے کو واپس آنا ہوا۔ لیکن ابھی عشق کے اور بھی امتحان باقی تھے۔ شے ہمت ہارنے والوں میں سے ہرگز نہیں تھا۔ بلکہ وہ تو ہیگل کے اِس قول کا قائل تھا کہ ''میری پیدائش کا لمحہ ہی میری موت کا لمحہ ہے۔'' اس مرتبہ اسے لاطینی امریکہ سے صدا آئی تو وہ بے حرص و ہوا، بے خوف و خطر، اس ہاتھ پہ کف اُس کف پہ جگر، لے کر بولیویا کو روانہ ہو گیا۔ گو یہ دونوں مشن کاسترو کی مکمل حمایت سے شروع کیے گئے تھے لیکن احتیاطاً شے کیوبا کی شہریت سے اپنے استعفےٰ کا مشہور خط کاسترو کے حوالے کر گیا تھا تاکہ کسی ایسے لمحے جب حالات کاسترو اور کیوبا کے لئے سازگار نہ رہیں تو کیوبا کو امریکی اور سوویت جارحیت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خط شاید شے کی ایک بہت بڑی غلطی تھی کیونکہ کاسترو نے اسے کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کے اجلاس میں پڑھ کر سنا دیا تھا اور ایک اہم راز کو فاش کر دیا تھا جسے افشا کرنے کی شے کو امید نہ تھی۔ لیکن غالباً یہ اندازہ غلط ہے کیونکہ اول تو شے مسلسل انقلابی عمل کے لئے پیدا ہوا تھا اور وہ سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود نہیں تھا کہ اسے اپنے لئے کسی وطن کی شہریت کی بھیک کی ضرورت ہوتی، دوسرے اِس خط کے پڑھ کر سنائے جانے اور کانگو مشن کی ناکامی کے بعد کاسترو نے اپنے دوست کے لئے تمام راستے کھلے چھوڑ دیئے تھے، وہ کہیں بھی جا سکتا تھا۔ وہ کیوبا لوٹ سکتا تھا، وہ انقلابی مہم شروع کر سکتا تھا جس کے لئے کیوبا کی عملی حمایت اس کے ساتھ ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے آخری راستہ اپنایا۔ اور سائرہ مینسٹرا کے 26 جولائی کے اُن چار کامریڈوں کے ساتھ وہ بولیویا جا پہنچا اور انقلابی دستوں کو منظم کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اسے نہ صرف کیوبا بلکہ بولیویا کے ساتھیوں کی حمایت بھی حاصل تھی اور پیرو کے کامریڈ دعوتِ عمل کے لئے تیار تھے۔ اپریل 1967ء میں شے کا وہ بیان منظرِ عام پر آیا جس میں شے نے دنیا بھر میں یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کے خلاف دو یا تین ویتنام قائم کرنے کی تجویز دی تھی جو تین براعظموں کے لئے ایک پیغام کے نام سے مشہور ہے۔ بولیویا میں جو کچھ ہوا اس کی تفصیل آپ آگے پڑھیں گے لیکن امریکی سامراج اور اس کے پٹھوؤں کے ساتھ ساتھ سوویت یونین کی بدعہدی نے سب سے مہلک کردار ادا کیا۔ جو کمیونسٹ پارٹی آف بولیویا کے سیکریٹری جنرل کے عمل کی صورت میں نمایاں ہوا

Marfat.com

اور اسی پارٹی کی نشان دہی پر 8 اکتوبر 1967ء کو زخم زخم شے اور اس کے سترہ انقلابی ساتھیوں کو سامراجی گماشتوں نے گرفتار کرلیا اور 9 اکتوبر کو یہ عظیم انقلابی اپنے مقصد پہ نثار ہوگیا۔

آخر کو آج اپنے لہو پر ہوئی تمام
بازی میانِ قاتل و خنجر لگی ہوئی
لاؤ تو قتل نامہ میرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

اب اسے انقلاب اور انقلابیوں سے امریکی نفرت کی علامت کہا جائے یا شے کی شخصیت کا خوف قرار دیا جائے کہ موت کے بعد اس کے دونوں ہاتھ قلم کئے گئے اور اُسے کسی نامعلوم قبر میں اتار دیا گیا۔ یاد رہے کہ بھگت سنگھ کے ساتھ بھی تقریباً یہی سلوک کیا گیا تھا، فرق تھا تو محض یہ کہ بھگت سنگھ کو شمشان گھاٹ پہنچا کر اس کی راکھ غائب کر دی گئی۔ شے درست کہا کرتا تھا کہ سامراجی کردار ہر جگہ ایک جیسا ہوتا ہے۔ 1997ء میں بالآخر شے کی باقیات کو ڈھونڈ لیا گیا، اسے کیوبا میں 'سینٹا کلارا' کے مقام پر پورے اعزاز سے دفن کر دیا گیا۔

قتل گاہوں سے چن کر ہمارے علم
اور نکلیں گے عشاق کے قافلے

کہا جاتا تھا کہ 9/11 کے بعد شے کا گوریلا کردار ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں اور لازم ہے کہ ہم دیکھیں گے کہ عراق اور افغانستان میں امریکہ آج بھی اسی قسم کی محاذ آرائی کا شکار ہے۔ بلکہ وہ سب کچھ جو پہلے شب خون کی صورت پہاڑوں میں پوشیدہ رہ کر ہو رہا تھا، آج بصرہ اور کابل کے میدانوں میں ہو رہا ہے اور بے بس امریکی سامراج سوائے اپنا منہ نوچنے کے اور کچھ بھی نہیں کر پا رہا۔ گو یہ سب کچھ کسی انقلابی عمل کا حصہ نہیں ہے بلکہ مذہبی افیون، معاشی بدحالی، ڈرگ اور تیل مافیا کی بدولت عمل پذیر ہے جو کہ دنیا کے امن کے لئے انتہائی خطرناک ہے لیکن کیا امریکی سامراج اور دنیا کے کارپوریٹ سرمایہ دار نے عوام کے پاس اور کوئی متبادل راستہ چھوڑا ہے؟ کیا سرمایہ دارانہ نظام شدید بحران کا شکار نہیں ہے؟ کیا سوویت یونین کے خاتمے کے محض 17 سال بعد ہی مارکسزم کی سچائی سب پر عیاں نہیں ہو رہی۔ بقول فیض

Marfat.com

اک ذرا سوچنے دو
یہ بھرا شہر جواب وادیِ ویراں بھی نہیں
اس میں کس وقت کہاں
آگ لگی تھی پہلے
اس کے صف بستہ دریچوں میں سے کس میں اول
زہ ہوئی سرخ شعاعوں کی کمان
جوت جگی تھی پہلے
سوچنے دو

مارکسسٹ مورخ اور تجزیہ دان آئیزک ڈوشر (Isacc Deutcher) کے بقول
''سرمایہ داری فاتحانہ انداز میں اپنی قبر کی جانب گامزن ہے۔''

☆☆☆

شے کے اپنے الفاظ

Che' own words

Whenever death may surprise us let it be welcomed provided that this battle cry may reach some receptive ear and another hand be extended to weild our weapons, and another men be ready to intone the funeral dirge with staccato of singing of machine guns and new battle cries of war and victory.

مندرجہ بالا الفاظ کا ترجمہ (شے کے نام مصنف کا ہدیہ عقیدت)
مجھے قضا کا کوئی ڈر نہیں
گر آرزو ہے تو یہ فقط
جب زندگی ساتھ چھوڑ دے

84195

Marfat.com

حیات ہیئت بدل چکے
میری شکل کوئی اور ہو
کسی سفر کا نیا دور ہو
بس یہی ہے میری اک ندا
آزاد رہنے کی یہ لگن
انقلاب کا یہ بانکپن
کسی اور کی بنے صدا
یہی زیست کی ہے بقا
کچھ اور دست دراز ہوں
جو پرچمِ انقلاب کو
چٹان بن کے تھام لیں
پھر جذبہ انقلاب سے
کچھ اور دل گداز ہوں
جو مقتلوں تک جا سکیں
میرا مدعا بڑھا سکیں
صحنِ آرزو میں جو
گلِ امید کھلا سکیں
جہد کے نت نئے چراغ
ہر سمت وہ جلا سکیں
اور میرے جسد کے چار سو
نہ ہو کوئی نوحہ کناں
نہ گریہِ ماتمِ جاں
بس اک نغمہِ آزاد ہو
جو انقلاب کا ساز ہو

Marfat.com

سامراج کے خلاف
اک مستقل آواز ہو
نہ جس میں کوئی یاس ہو
نہ ظلمتوں کا داغ ہو
صبح کی ایک آس ہو
بس فتح کا احساس ہو

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب دوئم

شے کا کیوبا مشن

گلوئے عشق کو دار و رسن پہنچ نہ سکے
تو لوٹ آئے تیرے سر بلند، کیا کرتے

Marfat.com

شے گویرا کا کیوبا مشن

جیسا کہ ہم جانتے ہیں، شے کا اندازِ فکر لاطینی امریکہ کے اس کے پہلے سفر کے دوران ہی شخصی سے اجتماعی ہو گیا تھا۔ 'گوئٹے مالا' میں 'آربینز' (Arbenz) کے خلاف C.I.A (سی آئی اے) کی سازشوں کی کامیابی اور فوجی حکومت کے اقتدار سنبھالنے کے بعد جب شے کو جان بچانے کے لئے 'گوئٹے مالا' سے نکل کر میکسیکو میں جائے پناہ تلاش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس کے نظریات میں مکمل تبدیلی آ چکی تھی۔ اپنی تصنیف ''موٹر سائیکل ڈائریز'' (Motor Cycle Diries) میں گویرا نے لکھا ہے ''میں چاہوں گا کہ آپ اس شخص سے ملیں جو کبھی میں تھا۔'' یہ ایک جملہ ایک نئے گویرا کے جنم لینے کا آغاز ہے۔ دراصل لاطینی امریکہ کے ممالک کی حالت زار دیکھنے کے بعد گویرا کے اندر موجود خوابیدہ انقلابی نے آنکھیں کھول دیں۔ ٹائیبو کے الفاظ میں ''پیرو'' کے سماج میں معاشی ناانصافی اور غیر ہمواری کی ہیبت، بولیویا کے لیڈروں کی کھوکھلی سیاست، کولمبیا کی انتہائی زور آور فوج، مرکزی امریکہ میں سامراجی غنڈوں کے ہاتھوں (عوام کا) استحصال، کارڈبورڈ (کاغذی) ڈکٹیٹروں (آمروں) کے تشدد پر مبنی ہتھکنڈے، ناکافی غذائیت، بھوک، جہالت، اور خوف، یہ وہ تمام مناظر تھے جو شے کی آنکھوں میں اُس کی جوانسالی میں ہی بس گئے تھے۔ یہیں سے اس کے عزم صمیم اور اُس کی بیداریِ شعور کا آغاز ہوا کہ لاطینی امریکہ میں انقلاب محض ایک سماجی ضرورت ہی نہیں تھی بلکہ ایک ایسی ضرورت تھی جسے ملتوی نہیں کیا جا سکتا تھا'' (ٹائیبو 1997:612ء)

'رچرڈ ہیرس' لکھتا ہے ''تاہم موٹر سائیکل ڈائریز میں جس بات نے مجھے توجہ دینے پر مجبور کیا

Marfat.com

وہ یہ ہے کہ لاطینی امریکہ میں ہونے والی سماجی ناانصافی کے خلاف گویرا کا غم وغصہ اور کم تر خوش نصیبوں اور کچلے ہوئے انسانوں کی مدد کی خواہش، ذاتی راست بازی اور پاکیزگی کے ساتھ عبارت نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر انتھک جنگجوؤں اور مشنریوں کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ لی۔ اینڈرسن بیان کرتا ہے کہ اس (شے) کے پاس ایک طنز آمیز اور استہزائی بذلہ سنجی تھی، (572:1997) اور وہ رومانیت اور (نظریاتی) عقیدے پر مبنی فکر کے عجیب وغریب امتزاج پر عمل کرتا تھا جبکہ وہ جو اس کے ساتھ تھے وہ اُن سے بہت زیادہ (کرگزرنے) کا تقاضا کرتا تھا تو اپنے آپ سے اس سے بھی زیادہ کا متقاضی تھا۔''

اس نے ذاتی قربانی، دیانتداری، اپنے مقصد کے لئے قربانی دینے، اور اپنے نظریات میں مکمل یقین کے اصولوں کی مثال قائم کردی، وہ مثال جو اس نے اپنی زندگی گزارتے ہوئے اور موت کا سامنا کرتے ہوئے قائم کی ''وہ وقت اور فطرت کے نظریات سے ماورا ہے۔ جو آنے والی نسلوں میں موجود جدوجہد کرنے والوں اور خواب دیکھنے والوں کو متاثر کرتی رہے گی۔'' (اینڈرسن 1997)

گویرا جب میکسیکو پہنچا تو اس کی ملاقات کیوبا کی ایک چھوٹی سی جلاوطن کمیونٹی سے ہوئی جس کی قیادت ایک مسحورکن جوان سال فیڈل کاسترو کر رہا تھا جس کی عمر 28 برس تھی۔ کاسترو کا مقصد کیوبا میں انقلاب برپا کرنا تھا۔ وہ پہلے ہی یہ کہہ چکا تھا کہ ''اس برس آزادی یا شہادت میں سے ایک ہمارا مقدر ہوگی۔'' گویرا نے ملاقات کی پہلی رات ہی ''بٹیسٹا'' حکومت کا تختہ اُلٹنے کی کاسترو کی مہم میں شمولیت کا فیصلہ کرلیا۔ اگلے 16 ماہ گویرا نے پوری لگن سے محنت کی تاکہ اپنے اندر وہ تمام جسمانی اذیتیں برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کرے جو اس مہم کے لئے درکار تھیں۔ گویرا محض ایک ڈاکٹر ہی نہیں تھا، ایک انقلابی لیڈر اور گوریلے کی تمام خصوصیات اس میں موجود تھیں۔ اپنی نوجوانی کے زمانے میں لاطینی امریکہ کے اپنے طویل سفر کے دوران اس نے فاقے اور صعوبتیں برداشت کی تھیں جو آنے والے وقتوں میں اس کے کام آنے والی تھیں۔ کیوبا کی اس مہم کے دوران ہی اس کے کیوبن دوستوں نے اسے شے کا نام دیا۔ جو 'ہے' (hey) کے وزن کے مطابق ہے۔ کیونکہ گویرا ارجنٹائن کے طریقہ کار کے مطابق اپنے جملے کا آغاز یا اختتام لفظ شے بامعنیٰ 'ہے' سے کیا کرتا تھا۔ یہ مختصر نام اس قدر زبان زدِ عام ہوا کہ اُس کی شخصیت کی پہچان بن گیا۔ نئے نام اور نئے مشن کے

Marfat.com

ساتھ گویرا اور کاسترو اپنے اسّی (80) ساتھیوں کے ساتھ 25 نومبر 1956ء کی سحر کو ایک کشتی جس کا نام گرینما (Granma) تھا اور جس کی لمبائی 38 فٹ تھی (دراصل یہ ایک موٹر بوٹ تھی) میکسیکو سے 'سائرہ میسٹرا' (کیوبا) کی جانب روانہ ہو گئے۔ کاسترو کا منصوبہ بیک وقت 'ہوانا' اور 'اورینٹ' کے صوبوں کے شمال جنوب اور جنوب مشرق کے شہری علاقوں میں بغاوت کا آغاز کرنا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اندرون ملک میں مین ٹین زاز (Mantanzas)، لاس ویلاز (Las Villas)، اور کیما گیوری (Camaguery) کے صوبوں میں موجود دستوں کے ذریعے ان علاقوں میں انقلاب برپا کرنا تھا۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایک متحدہ کوشش تھی جسے ایک ہی وقت میں ملک کے مختلف حصوں میں شروع ہونا تھا۔ منصوبے کے پہلے حصے میں ملک کے اندر ایسی صورتحال پیدا کرنا تھا کہ 'بٹیسٹا' حکومت تذبذب کا شکار ہو جائے اور اس کی توجہ بٹ جائے۔ اس اثنا میں کاسترو اور گویرا کو 'اورینٹ' کے ساحل پہ اترنا تھا۔ اپنی پوزیشن کو مضبوط بنانے کے بعد کاسترو نے 'سائرہ میسٹرا' کے کنارے کے ساتھ ساتھ آپریشن شروع کرنا تھا۔ لیکن یہ تمام منصوبے لاحاصل رہے کیونکہ 'بٹیسٹا' حکومت کو خبر مل چکی تھی اور اس نے فوج کو جنگ میں جھونک کر آپریشن کو ناکام بنا دیا۔ چنانچہ انقلابیوں کے پاس پہاڑوں کا رخ کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ باقی نہیں تھا۔

اصل منصوبے کے مطابق 'گرینما کشتی' کو چار دن میں کیوبا پہنچنا تھا (یعنی 29 نومبر کو) لیکن جیسا کہ اکثر ہوتا ہے جنگ تیار شدہ منصوبوں کے عین مطابق نہیں لڑی جا سکتی۔ کشتی کے کیوبا پہنچنے میں تاخیر ہو گئی۔

وہ 29 نومبر کی بجائے 2 دسمبر کو کیوبا کی جنوب مشرقی ساحل پر آن لگی۔ یہ مقام بھی طے شدہ جگہ سے دور تھا۔ کاسترو کے ساتھی کسی طور کشتی کو کھینچ کر گہرے پانیوں سے نکال لائے اور اسے ریت پہ کھڑا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن ایک تو اس کوشش میں اُن کا اسلحہ اور سامان ضائع ہو گیا اور دوسرے سمندری بیماری (Sea Sickness) نے انہیں بری طرح متاثر کیا۔ تھکے ہارے مسافر جب کنارے پر پہنچے تو غلط مقام اور دو دن کی تاخیر کے باعث اندرونی مدد بھی ان تک نہ پہنچ پائی۔ اندرونی مدد جس کا نام 26 جولائی کی تحریک رکھا گیا تھا اور جس کی قیادت طالب علم تنظیموں کا ماہر 'فرینک پے از' کر رہا تھا، اسے ملک کے اندر بھی تحریک کا آغاز کرنا تھا۔ لیکن کچھ اختلافات کے باعث اسے فوراً ختم کرنا پڑا۔ سینٹیا گو Santiago۔ ڈی۔ کیوبا، اور ملک کے گرد بہت سے

Marfat.com

دوسرے مقامات پر تحریک ادھوری رہی۔ سینٹیا گو۔ ڈی۔ کیوبا، میں جو کامیابی حاصل بھی ہوئی وہ بھی عارضی تھی۔ بٹیسٹا فوج کے حملوں نے وہاں بھی انقلابیوں کو پہاڑوں میں پوشیدہ رہنے پر مجبور کر دیا۔ کچھ انقلابی عام لوگوں میں گھل مل گئے۔ اور اب تمام ساتھیوں کے پاس ملک کے اندر جانے کے لئے انفرادی کوششوں کے سوا اور کوئی راستہ باقی نہیں تھا۔

انقلابیوں کو اس وقت جس کا اندازہ نہیں ہو سکا وہ یہ حقیقت تھی کہ 'بٹیسٹا' حکومت کو اس کاروائی کی خبر پہلے مل چکی تھی۔ فوج کے دستوں نے 5 دسمبر کو کاسترو، گویرا اور اُن کے ساتھیوں کے گردونواح کے علاقے 'الجیریا۔ ڈی۔ پیو' کو گھیرے میں لے لیا، جبکہ وہ گنے کے کھیت میں آرام کر رہے تھے۔ جیسا کہ گویرا نے بعد میں لکھا کہ ''چند لمحوں میں گولیوں کی طوفانی بارش شروع ہو گئی۔'' باسٹھ انقلابی پہلے ہی مرحلے میں مارے گئے، کاسترو، گویرا اور اٹھارہ دوسرے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

کاسترو اور شے کے لئے حالات انتہائی کٹھن تھے، اب ان کے لئے محض ایک سہارا تھا اور وہ تھی کسانوں کی حمایت، اسی پر ان کی کامیابی یا مکمل تباہی کا دارومدار تھا۔ اور بالآخر یہی حمایت ان کی بقا کی ضامن بنی۔ کسانوں نے انقلابیوں کے بارے میں خاموشی اختیار کر لی۔ چنانچہ فوج اپنی کوشش کے باوجود انقلابیوں تک نہ پہنچ پائی۔ گویرا نے ایک جگہ لکھا ہے ''ایک مرتبہ جب معرکے کا آغاز ہو گیا تو حکمرانوں کے جبری طریق کار اور اُن کی بربریت نے عوامی جدوجہد کو دبانے کی بجائے بڑھانا شروع کر دیا۔ فوج کی بداخلاقی اور ڈھٹائی نے ہمارے کام کو سہل بنا دیا۔'' ایک اور جگہ وہ لکھتا ہے کہ ''مقابلے میں جب ہم کسانوں کو چیزوں کی قیمت ادا کرتے تو وہ حیران رہ جاتے کیونکہ ان کا سابقہ ایسے لوگوں سے کبھی نہیں ہوا تھا۔''

لیکن محض کسانوں کی خاموشی سے انقلابیوں کی مشکلات کا مداوا نہیں ہو سکتا تھا، انہیں ان کی مدد کی ضرورت تھی، بالخصوص انہیں اس جنگ میں شامل کرنے کی ضرورت اور ان کی کوشش یہی تھی کہ وہ فوج سے ایک قدم آگے رہیں۔ ایک قدم آگے رہنے کے لئے انہیں کسانوں پر یہ ظاہر کرنا تھا کہ کامیابی ان کے ساتھ ہے نہ کو فوج کے ساتھ، ایک گوریلے کے لئے اپنی فتح کو حاصل کرنے سے پہلے اس کا اظہار زیادہ ضروری ہوتا ہے، 'بٹیسٹا' فوج کے مظالم، گوریلاؤں کے رویے اور معاونت اس کے علاوہ 'پے از PA-IS' کی بھیجی گئی 'لوجیسٹک' نے ان انقلابیوں کو قدم جمانے کا

Marfat.com

موقع دے دیا۔ شروع کی ناکامیوں کے بعد 'پے از' شہروں میں کسی حد تک اپنی بنیاد (Base) قائم کرنے میں بعدازاں کامیاب ہو گیا تھا۔

پہلے سال کے اختتام تک کاسترو کی چھوٹی سی دیہاتی گوریلا فوج نے کامیابیاں حاصل کرنا شروع کر دیں اور جنگ پہلے سے دوسرے مرحلے میں داخل ہو گئی۔ اب گوریلے، فوج کا مقابلہ کرنے لگے تھے۔ جیسا کہ گویرا نے کہا "یہ ایک معیاری تبدیلی تھی*۔" شے گویرا "کیوبا کی انقلابی جنگ کی یادآوری" میں لکھتا ہے۔ "اب ایک ایسا مکمل علاقہ ہمارے پاس تھا جہاں ہمارے دشمن ہمارا سامنا کرنے سے ڈرنے لگے تھے۔ حالانکہ ہمیں بھی ان کا سامنا کرنے کا کوئی ایسا شوق نہیں تھا۔"

پہلے سال کے اختتام پر گوریلا "فوج" نے ایک بنیادی نوعیت کا اشیائے خورد و نوش کی رسد کا نظام، ایک فیلڈ ہسپتال، اور معمولی سی صنعتی خدمات، جس میں بنیادی نوعیت کا ایک بارود (اسلحے) کا پلانٹ، چمڑہ رنگنے کا پلانٹ، سگار بنانے کی ایک فیکٹری اور ایک چھاپہ خانہ شامل تھا تعمیر کر لئے تھے۔ اسی چھاپہ خانے سے وہ 'ال۔ کیوبینولائیز' (اخبار) نکالتے تھے۔ اس کے علاوہ سائرہ میسٹرا کے اردگرد اور اس کے اندر رابطے کا ایک نظام بھی قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ان کی سب سے بڑی کامیابی ایک ریڈیو اسٹیشن کی تعمیر تھی [ریڈیو ریبل ڈی] جس کے ذریعے اب وہ اپنی نشریات بھی بھیج رہے تھے۔

اب یقیناً وہ دن ایک خواب کی طرح تھے جب گوریلاؤں نے پہلی مرتبہ کیوبا میں قدم رکھے تھے۔ پینتیس ہزار کی تعداد میں دشمن فوج اب بکھر رہی تھی، گو ان کے بم برساتے ہوئے ہوائی جہاز اب بھی دکھائی دیتے تھے لیکن جوابی کارروائی بھی شدید ہوتی تھی۔ اندرونی بغاوت اور گوریلا دستوں کے بیرونی دباؤ کے باعث 'بٹیسٹا' کی مزاحمت دم توڑنے لگی۔ دسمبر 1958ء کی وہ مشہور جنگ جو 'سانتا کلارا' کی فتح کے لئے لڑی گئی، گولیوں بموں اور مورچہ بندیوں کی کہانی ہے۔ شے گویرا اور اس کا ساتھی 'کیمیو سائن فیوای گوس' کی قیادت میں گوریلا فوج نے شہر کا محاصرہ کر لیا، شے نے 'بٹیسٹا' فوج سے ہتھیار پھینکنے کا مطالبہ کیا، انکار کے بعد شہر پر حملہ بول دیا گیا، 'ٹائبو' کے مطابق شدید جنگ کے بعد بٹیسٹا فوج کی مزاحمت دم توڑنے لگی، گویرا نے ایک کہنہ مشق کمانڈر کی طرح شہر پر حیران کن حملوں کے سلسلے کا آغاز کیا، جس کے باعث بٹیسٹا کے سپاہیوں کی پسپائی کا

*"Qualitative Change" کا ترجمہ

Marfat.com

آغاز ہو گیا۔ 'بتیستا' ملک سے فرار ہو گیا اور گویرا فاتح بن کر شہر میں داخل ہوا' کستانیڈا' Castaneda کے مطابق ''شہر پر قبضے کے لئے ہونے والی لڑائی فنی اعتبار سے اتنی مکمل تھی کہ اس کے دوران محض 6 گوریلے مارے گئے جبکہ دشمن کو تین سو کے قریب سپاہیوں کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔''

انقلاب کے بعد شے نے مرکزی شہر میں بندرگاہ کے ساتھ تعمیر شدہ قلعے میں ایک دوکان کھول لی۔ ناقدین کے مطابق یہ فیصلہ کاستر و کا تھا' 'کستانیڈا' اور 'اینڈرسن' کا اندازہ ہے کہ انقلاب کی کامیابی کے حساس ترین ایام میں کاسترو، مشہور زمانہ، طاقتور اور انقلابی گویرا کو ایک طرف اس لئے رکھنا چاہتا تھا تاکہ امریکہ کے ساتھ وقت سے پہلے کسی جنگ کے خطرے کو مول نہ لیا جائے۔ انہی مورخین کے کہنے کے مطابق کاسترو* کی قومیت پرستی اور قیادت میں اس کے مرکزی کردار کی خاطر بھی گویرا کو منظر سے ہٹانا مقصود تھا اور اس کا امکان بھی ہے، لیکن اس کے شواہد موجود نہیں ہیں۔ کاستر و کو علم تھا کہ جلد ہی انقلابی انصاف کا مرحلہ شروع ہونے والا ہے اور اس مرحلے میں شے کی ضرورت ہو گی۔ شاید اسی باعث اسے قلعے میں رکھنے کی ضرورت پیش آئی ہو۔

مصروف روز و شب کا آغاز ہو گیا تھا۔ شے کو 'بتیستا' حکومت کے اہم عہدے داروں کے بارے میں فیصلے دینا تھے۔ منصف کے قلمدان کے ساتھ ساتھ شے نے 'گوریلا جنگی طریق کار' کے مسودے پر بھی کام شروع کر دیا۔ اسی دوران تھکاوٹ اور بیماری نے اسے آن لیا۔ دمے کے شدید حملوں کے باعث اسے ہسپتال میں قیام کرنا پڑا۔ لیکن اس دوران بھی وہ کسی نہ کسی طرح میٹنگوں کے اُس سلسلے میں شامل ہوتا رہا جس میں 26 جولائی کی تحریک کو پاپولر سوشلسٹ پارٹی میں مدغم کرنا (جو بعد میں کمیونسٹ پارٹی کے طور پر سامنے آئی) اور زمین کے بارے میں اصلاحات کرنا مقصود تھا۔ صحت مند ہوتے ہی شے کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہو گیا، جولائی میں اس نے ایشیا، مشرق وسطیٰ اور یوگوسلاویہ کا دورہ کیا جہاں اس نے ''ٹیٹو''** کے مارکیٹ سوشلزم اور 'جمال ناصر' کے معتدل انقلاب کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ [غالباً اس کا بدلہ جمال ناصر نے گویرا کے کانگو مشن کے بارے میں اسے 'ٹارزن' کہہ کر لیا] 'ہوانا' واپسی پر گویرا کو نئے تشکیل شدہ

* کاسترو بنیادی طور پر قوم پرست تھا جو بعد میں کمیونسٹ بنا جس کا سہرا شے گویرا کے سر ہے۔

** یوگوسلاویہ کا سوشلسٹ لیڈر مارشل ٹیٹو جو اُس زمانے میں بہت مقبول تھا اور جس نے یوگوسلاویہ کو متحد رکھنے میں اہم [illegible]
[illegible] تھی۔ آج کا یوگوسلاویہ [illegible]

Marfat.com

'قومی زرعی اصلاحات' کے ادارے کے صنعتی پہلو کی قیادت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ شے کی ذمہ داریوں میں فوجی تعلیمی پراجیکٹ، فوجی نیوز لیٹر، سینما اور پلاسٹک کے فن کے افزائش کے علاوہ لاکیبانا (La Cabana) بیس کے کمانڈر کا عہدہ بھی شامل تھا۔

نومبر میں گویرا کو کیوبا کے نیشنل بنک کا صدر بنا دیا گیا۔ بنک اور صنعتی عہدے کے علاوہ گویرا کو چینی کی پیداوار کے اہم منازل پر بھی نظر رکھنے کو کہا گیا تھا۔ شے نے اگلے چار سال تک کیوبا کی معیشت کو بھرپور طریقے سے آگے بڑھایا۔ گویرا کا انہاک، غیر شخصیت پرستانہ طریق کار اور روایتی ترقیاتی پالیسیاں تمام مورخوں کے لئے توجہ کا باعث بنیں۔ سیاست سب سے اہم تھی۔ معیشت سیاسی نتائج حاصل کرنے کا ذریعہ تھی ___ شے کا مقصد انسانی تعلقات کی مالی معاملات سے مکمل علیحدگی یا دوسرے لفظوں میں انسانی رشتوں کے درمیان سرمایے پر مبنی تعلقات کا خاتمہ تھا۔ صنعت و زراعت، تجارت پر حکومت کا مکمل کنٹرول، سوویت یونین کے ساتھ اقتصادی تعلقات اور ایک ایسی سیاسی حکمت عملی جس کی ترغیب اخلاقیات پر ہو، یہ وہ بنیاد تھی جس پر شے کیوبا کے نئے سماج کی تشکیل کرنا چاہتا تھا۔ رضا کارانہ محنت اس کے منصوبے کی تکمیل تھی۔ شے بذات خود کرینوں (Cranes)، کانوں، فیکٹریوں اور کھیتوں میں خدمات انجام دیا کرتا تھا۔

یہ کیوبا کے انقلاب کے بہترین دن تھے۔ اجرت بہت زیادہ تھی۔ زرعی اصلاحات کا سلسلہ جاری تھی، تعلیم کے لئے مہم جاری تھی اور سرکاری طور پر نسل پرستی کے خلاف کام ہو رہا تھا۔ لیکن اس کے برعکس دوسری جانب شے پر انقلاب کو مضبوط کرنے کے علاوہ ایسکمبرے (Escambray) کے پہاڑوں سے ردِ انقلاب کی کوششوں کو ناکام بنانا، کیوبا کے ساتھ امریکہ کے بگڑتے ہوئے تعلقات پر نظر رکھنا اور کیوبا کی معیشت کو محض چینی کی پیداوار تک محدود رکھنے کی سوویت حکمت عملی کا مقابلہ بھی کرنا تھا۔ سوویت یونین کی بیوروکریسی شے کو ہمیشہ شک کی نظر سے دیکھتی تھی اور زیادہ تر اسے 'ماؤ' کا پیروکار کہا جاتا تھا۔ جبکہ چین کی نظر میں وہ محض ایک بگڑا ہوا سوویت مہرہ تھا۔ یہ درست ہے کہ شے سوویت قیادت اور خاص طور پر خروشیف کو ترمیم پسند کہتا تھا لیکن اسے خود کو چین کا حامی کہلوانا یا مارکسسٹ، لیننسٹ (Marxist-Leninist) کے علاوہ کوئی بھی لیبل لگوانا پسند نہیں تھا۔ اپنے سوویت دوست 'اولنگا ڈردس سنکوف' کو لکھے گئے ایک خط میں گویرا نے اپنی اس ناپسندیدگی کا اظہار کچھ ان الفاظ میں کیا تھا:

Marfat.com

''بہت سے سوویت کامریڈ لاطینی امریکہ کے عوام کی آزادی کے لئے گوریلا طرز کی جنگی منصوبہ بندی اور مالی انتظامات کے معاملات کے بارے میں میری رائے کے سالانہ مالیاتی تخمینۂ حساب (Budgetry Finance) کے خلاف ہونے کو چینی پوزیشن سمجھ لیتے ہیں۔ کیا ان معاملات پر میری کوئی ذاتی رائے نہیں ہو سکتی جو کہ (عوامی جمہوریہ) چین کی فکر سے آزاد ہو۔''

شے گویرا بطور ایک گوریلا

کیوبا کی مہم کے دوران شے ایک ایسے فیصلہ کن قائد کی حیثیت سے مشہور ہو چکا تھا جسے خیالات کی نسبت عمل کی دنیا بھاتی تھی اور جسے تنظیمی امور پر عبور تھا۔

اس نے ایک گوریلا لیڈر کی حیثیت سے بھی اپنا لوہا منوالیا تھا۔ 'گورڈن ۔میک اور میک*' کے کہنے کے مطابق یہ خاصیت شے کی خوبی اور خامی دونوں حیثیت سے نمایاں ہوئی۔ ایک جانب اس کی خاصیت کا یہ پہلو جس نے اسے ایک نظریاتی اور اصول پسند انسان بنایا، ناقابل مصالحت تھا۔ وہ کسی بھی آسان کوشش کے خلاف تھا جس پر اسے نظریات سے سمجھوتا کرنا پڑے۔ اس لحاظ سے وہ فیڈل (کاسترو) سے بہت مختلف تھا جو اپنے مقصد کو آگے بڑھانے کی خاطر ہمیشہ 'معاملات طے' کرنے کا عادی تھا۔ لیکن شے کی سمجھوتا نہ کرنے (غیر مصالحت پسندی) کی عادت نے ایک انقلابی لیڈر کی حیثیت سے اس کی قابلیت کو محدود کر دیا۔ جب کہ اس کی نظریاتی وابستگی نے بعدازاں اسے ایک معروف انقلابی لیڈر کی تمثال بنا دیا لیکن اگر انقلاب (کیوبا کے انقلاب) کے دوران ان دونوں قائدین کے کردار کو الٹا دیا جائے جیسے کہ اس (گویرا) کی سوانح عمری لکھنے والے عہد جدید کے مورخ جان ۔ لی اینڈرسن نے کہا ہے کہ ''اس کے پاس جھوٹ بولنے اور بھورے ناک والوں (مکاروں) کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے یہاں سیاست کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ جبکہ کاسترو کی 26 جولائی کی تحریک میں سب سے پہلی اور اہم چیز سیاسی فتح تھی۔''

گوریلا جنگی حکمت عملی کی تھیوری

شے نومبر 1956ء میں میکسیکو سے کیوبا کے لئے نکلا وہ ایک باشعور نوجوان تھا۔ 26 ماہ بعد

* گارڈن ایچ ۔ میک اور میک نیول یونیورسٹی آف ریچمنڈ میں تشدد پسندی اور تقابلی جنگی منصوبہ بندی کے شعبہ قائم شدہ دفتر میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہے۔

Marfat.com

جنوری 1959ء کو وہ ایک 'ماہر' گوریلا بن کر ابھرا۔ گوریلا کی حیثیت سے اس کی پہچان اور 'بتیستا' کے خلاف جدوجہد کے دوران اس کی انقلابی حکمتِ عملی خاص طور پر اس اندازِ فکر کی نسبت سے جو اس میں پروان چڑھا۔ اسے سمجھنا، شے کو سمجھنے اور لاطینی امریکہ کی سیاسی زندگی پر اس کے چھوڑے گئے فیصلہ کن تاثر کو سمجھنے کے لئے بہت ضروری ہے۔

''شے کی سوانح عمری لکھنے والے بعض مورخین نے آغاز ہی میں کہا تھا کہ فیڈل کاسترو کیوبا کے اندر ایک مستقل انقلابی کی حیثیت سے رہ سکتا ہے جبکہ شے کیوبا کے باہر رہ کر ہی ایک مستقل انقلابی کی حیثیت برقرار رکھ سکتا ہے۔''

شے کے خیال میں دورانِ انقلاب جو تربیت اسے حاصل ہوئی اور جن دشواریوں سے اسے گزرنا پڑا۔ ان کی تفصیل کا لکھا جانا آنے والی نسلوں کی جدوجہدِ آزادی کو کسی قدر سہل بنا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی تنظیمی اور فوجی ذمہ داریوں میں سے وقت نکال کر اپنے تجربات کو قلم بند کرتا رہا اور ایک سال کے بعد 'گوریلا محاربہ: ایک طریقِ کار' کے نام سے اس کی تصنیف شائع ہوئی۔ ناقدین کے مطابق یہ گوریلا جنگی طریق کار کے لئے انتہائی موثر کتاب ہے۔ اگلے تین عشروں میں اس کتاب کے کئی زبانوں میں ترجمے ہوئے، یہ اُن کے لئے بھی سودمند ثابت ہوئی جو شے کے نقشِ قدم پر چلنا چاہتے تھے اور اُن کے لئے بھی جو اس کے مخالف تھے۔

شے گوریلے کی تعریف یوں کرتا ہے کہ:

''گوریلا ایک ایسا سپاہی ہے جو اپنے گھر کو گھونگھے کی طرح اپنی کمر پر اُٹھا کر چلتا ہے۔''

کیمپ کی زندگی کی تفصیلات کی اہمیت گوریلے کی اپنی عافیت اور اس کے آپریشنوں کی اہلیت کے لئے ضروری ہے۔

شے فوجی پڑاؤ کے قیام کے بارے میں اپنا مشاہدہ بیان کرتا ہے اور گوریلے کے ساز و سامان کی تفصیل بھی دیتا ہے۔ بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اسے اپنے جوتے کب اتارنا چاہئیں۔ وہ اس حال میں بھی کتابوں کی اہمیت پر زور دیتا ہے تاکہ انسان کی تہذیبی سطح بلند رہے۔ اس طرح وہ تمام برائیوں خاص طور پر 'جوئے' کی لت سے دور رہتا ہے۔

شے واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ گوریلے کو تنازعے کا آغاز بہت معمولی اور سادہ سے مسئلے کے ذریعے سے کرنا ہوگا، آغاز میں اُسے دشمن کی 'انسانی' اور اسلحے کی برتری کا سامنا ہوگا، اگر وہ

Marfat.com

یہاں میدان مار لیتا ہے تو اسے قوت کے توازن کو اپنی سمت کھینچنے کا راستہ تلاش کرنا ہوگا جو کہ تین مرحلوں پر مشتمل ہے اور بہت طویل بھی ہے۔ اس کوشش کی ''محرک قوت'' گوریلا ''فوکو'' (Foco) ہوگی۔ قربانی دینے والے سپاہیوں پر مشتمل ایک چھوٹا سا دستہ جو اپنی مثال خود بن کر اور اپنے عمل کی ڈرامائی صلاحیتوں کے باعث ''کشش کے ستون'' کا کام دے گا جس کے ذریعے دیہاتی آبادی یقینی طور پر لیکن بہت آہستگی سے اس کے قریب کھنچی چلی آئے گی۔ اور اس طریقے سے گوریلا تمہیدی مرکزے (nucleus) کو بڑھاتا چلا جائے گا، اس عرصے میں وہ خانہ بدوشوں اور نیم صحرا نوردوں کی زندگی بسر کرے گا تاوقتیکہ اس کی قوت اور مقامی آبادی سے اس کے تعلقات اتنے گہرے نہ ہو جائیں کہ وہ وہاں بہ حفاظت مقیم ہو سکے۔ گوریلا فوج کی افزائش بھی قدم بہ قدم عمل پذیر ہوگی۔ یہ عمل اسی طرح کا ہوگا جیسے شہد کی مکھی کے اس چھتے کا ہوتا ہے جس لمحے نئی 'ملکہ' اپنے لشکر کے ساتھ پرانے چھتے سے علیحدہ ہوتی ہے۔ چھتے کی ماں یعنی سب سے بہتر گوریلا کمانڈر (چیف) سب سے کم خطرے والی جگہ پر ٹھہرے گا جبکہ باقی کی فوج نئے ستونوں پر حملہ آور ہوگی اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا۔

''وقت کے ساتھ ساتھ اور یقیناً کامیابیوں کے ذریعے گوریلا زیادہ جارح ہوتا جائے گا اور دشمن کے علاقوں میں دور تک حملہ کرے گا۔ افزائش کے اسی عمل میں گوریلے کے آپریشن کا خط 'باہر سے اندر کی جانب'، ''دیہاتوں سے شہروں کی طرف'' ہوگا جیسے یہ عمل آگے بڑھے گا گوریلوں کے چھوٹے چھوٹے دستے حکومتی قوت کے مرکز پر حملہ آور ہوں گے، وہ پل اڑائیں گے، سرنگیں بچھائیں گے اور بے چینی پھیلائیں گے اور یہ سب کچھ محاربے کی خصوصیات کے 'اوپر' اور 'نیچے' جانے سے عمل پذیر ہوگا۔ اور اس طرح گوریلا تحریک دھیرے دھیرے حکومت وقت کی باقیات کو گھیرے میں لے کر جدوجہد اور جارح حکمت عملی کے آخری حصے میں داخل ہو جائے گی۔''

''اس مرحلے میں کامیابی کی کنجی مستقل حرکت کی اہمیت ہوگی جو کہ عوامی ہیجان کو آگے بڑھانے میں مددگار ثابت ہوگی۔ جب حکومت وقت دفاع پر مجبور ہو جائے گی تو اس وقت کسی مناسب لمحے میں تمام ملک میں ایک ہمہ وقت تحریک شروع کی جائے گی تا کہ دشمن کی جنگ کرنے کی ہمت کو ختم کر دیا جائے۔ گوریلا کی فتح تب مکمل ہوتی ہے جب دشمن یہ جان لے کہ شکست اب نوشتۂ دیوار ہے اور وہ اس کے مطابق عمل کرتے ہوئے دارالحکومت کو چھوڑ دے۔''

Marfat.com

شے کی گوریلا چالوں اور ان کے آپریشنوں کے بارے میں بحث، مقابلے کی دورخی فطرت کو خوبصورتی سے بیان کرتی ہے۔ وہ اپنے قاری پہ واضح کرتا ہے کہ گوریلا کا عمل دشمن کے عمل کے ساتھ مطابقت کا حامل ہونا چاہیے، اِس کھیل کا آغاز گوریلا کی بقا پر منحصر ہے۔ گوریلے کو اپنی جسمانی کمزوریوں پہ تکنیکی ذہانت کے ذریعے حاوی ہونا ہوگا۔ یہ صرف اُسی وقت ممکن ہے جب وہ اپنے عمل کو دشمن کی عملی (آوپریشنل) خصوصیات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔ اس نسبت سے گوریلے میں ان خصوصیات کی موجودگی ضروری ہے۔ اسے متحرک، لچکدار، ناقابل اعتبار، اور تسلسل سے چوکنا رہنا ہوگا۔ اسے 'شب خون' مارنے کا ماہر ہونا چاہیے۔ اور اِس قابل بھی کہ وہ حیرت، صدمے اور دھوکے کا فائدہ اُٹھا سکے۔ اگر اِن واقعات کا تانا بانا درست ہو تو پہلے پہل اضافی برتری کے ذریعے یہ دشمن کی معروضی برتری کے توازن کو بگاڑتا ہے اور بعد ازاں اس پر مکمل طور پر غالب آجاتا ہے۔

شے کی اِس انقلابی گوریلا تھیوری سے دو عملی نتائج نکلتے ہیں، ایک تو یہ کہ تمام عمل کو ایک ''جست کے ساتھ شروع'' ہونا چاہیے اور جب یہ عمل شروع ہو جائے تو باغی کو حکومتی کوششوں سے ایک قدم آگے رہنا چاہیے تاکہ نفسیاتی آغاز کو حاصل کیا جا سکے۔ پہل کاری پر قابو پانے اور اسے مسلسل اپنے پاس رکھنے کی کنجی کا انحصار گویرا کے مطابق گوریلا جنگجو کی ذاتی وانفرادی خصوصیات پر ہے۔ گوریلا کی اخلاقیات بہت اعلیٰ ہونا چاہیے۔ اسے جسمانی، ذہنی اور روحانی خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے۔ گوریلا کے لئے لازم ہے کہ وہ دیانتدار، صحت مند، ملائم، لچکدار، اختراع پسند، خاموش، اور بے حد مستقل مزاج ہو۔ اور خوراک، پانی، کپڑوں اور پناہ گاہ کی عسرت کا عادی ہو جو اس کی شکار کرنے والی حیوانی زندگی کی عام ترجیحات میں شامل ہیں مگر یہاں شے گوریلے سے ان تمام ترجیحات کی قربانی کا تقاضا کرتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ اسے جوانمرد ہونا چاہیے بلکہ اپنے مقصد کے ساتھ وفادار اور ایک ایسا انسان جو ''غیر معمولی ساتھی'' ہو۔ گوریلا نظام حکومت کی اعلیٰ جنگی قوت کے خلاف اپنی ارفع قابلیت، مقصد کی وفاداری اور ذاتی خصوصیات کے ساتھ جنگ کرتا ہے، **''اگر اسے فتح حاصل ہوتی ہے تو وہ صرف اس لئے کہ وہ زیادہ بہتر انسان ہے!''**

شے کے نظریات نے اسے لاطینی امریکہ کی مضبوط اور روایتی سیاسی جماعتوں کے خلاف لا کھڑا کیا۔ اور اس کے نظریات غیر روایتی اور کسی قدر 'ملحدانہ' [بائیں بازو کی تقلیدی سیاست سے

Marfat.com

دور] تھے۔ گویرا کے مطابق سیاسی پارٹیاں 'معروضی اور تاریخی حالات' کے بہانے عمل سے دور رہنا چاہتی ہیں۔ مارکسزم سے اپنے گہرے تعلق کے باوجود وہ ایک ساختیاتی مادیت کا قائل نہیں تھا۔ وہ عمل کا انسان تھا۔ تاریخی عمل کا انتظار اس کا طریقِ کار نہیں تھا۔ بیٹھ کر انقلاب کا انتظار کرنا اس کے نزدیک کچھ نہ کرنے کا ایک بہانہ تھا۔ اس کے بقول ''اگر کاسترو میکسیکو میں بیٹھ کر اس وقت کا انتظار کرتا رہتا جب اس کے نقاد یہ فیصلہ دیتے کہ حالات انقلاب کے لئے تیار ہیں تو وہ آج بھی وہیں بیٹھا ہوا اس وقت کے آنے کا منتظر ہوتا۔'' [شے کا یہ جملہ ہم بار بار دوہرائیں گے]

گویرا کے خیال میں کیوبا کے انقلاب کو ہر جگہ دوہرایا جا سکتا ہے خاص طور پر لاطینی امریکہ اس کے لئے انتہائی موزوں ہے۔ ''انقلاب اپنا خیال خود رکھ لے گا، ضرورت محض اس کی ہے کہ مشکلات کے مقابلے کے لئے ہمت اور خواہش پیدا کی جائے۔''

بائیں بازو کی سیاسی پارٹیاں اس لئے بھی گویرا کے خلاف تھیں کیونکہ ان کے نزدیک تمام انقلابی عمل براہ راست پارٹیوں کی زیرِ نگرانی عمل پذیر ہونا چاہیے۔ صرف پارٹی ہی قیادت کے قابل ہے۔ شے کھلے عام اس کا انکار کرتا تھا۔ شے کا کہنا تھا ''جنگ کی قیادت صرف وہی کر سکتے ہیں جو جنگ کو خود لڑتے ہیں۔'' اس کے دلائل کی نہ صرف عملی بلکہ اخلاقی بنیاد بھی تھی۔ پہلے معاملے میں صرف گوریلا خود ہی جان سکتا ہے کہ اسے فتح کے لئے کس کی ضرورت ہے۔ ''جدوجہد''، شے کا کہنا تھا، ''عظیم معلم ہے'' اور یقیناً یہ فیصلہ کن امر ہے کہ وہ لوگ جو جدوجہد میں شامل ہوتے ہیں ان کا تعلق خواہ کسی بھی سیاسی جماعت سے ہو، محض عمل اور عملی جدوجہد کے ذریعے ہی وہ زیادہ بہتر اور زیادہ تیزی سے سیکھتے ہیں۔ اتنی تیزی سے کہ وہ ریاست کی مادی برتری پر غالب آ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ شے کے اندازِ فکر میں لاطینی امریکہ کی بائیں بازو کی پارٹیوں کے لئے مذمت کا عنصر بھی نمایاں ہے۔ اس کے نزدیک یہ سیاسی جماعتیں موٹی، سست اور فاسد ہو چکی ہیں جبکہ ان کے برعکس گوریلا ذاتی قربانیوں کا ایک نمونہ ہے۔ فتح کے لئے 'انقلابی کوشش اور انقلابی روح' کی ضرورت ہے۔

یہ اندازِ فکر سوویت نظریے کے بالکل برعکس تھا جس کے مطابق جدوجہد کے لئے 'پرامن بقائے باہمی' کو اہمیت حاصل تھی۔ مسلح جدوجہد کا طریق کار اس اندازِ فکر کے مطابق تاریخ کی غلطی پر مبنی تھا۔ اس سوچ کے مطابق دنیا بھر کی سیاسی جماعتوں کو ووٹ کی طاقت کے ذریعے اقتدار حاصل

Marfat.com

کرنا چاہیے اور اگر یہ راستہ بند ہو جائے تو پھر حزدور تحریکوں اور کم درجے کے سیاسی ہیجان کے ذریعے اقتدار کے حصول کو ممکن بنایا جانا چاہیے۔ سٹالن کے عہد میں سوویت یونین کے مزاج میں جو تبدیلیاں آئیں ان کے باعث پوری دنیا کی آزادی کی تحریکوں کو نقصان پہنچا۔ خاص طور پر ایک ملک میں انقلاب' کی پالیسی کی وجہ سے یورپ میں بائیں بازو کی بساط ہی الٹ گئی۔ لاطینی امریکہ میں بھی سکوت سا طاری ہو گیا۔ البتہ افریقہ میں بائیں بازو کی تحریکوں نے زور پکڑنا شروع کر دیا۔ خاص طور پر کانگو، ایتھوپیا اور انگولا اس سے متاثر ہوئے۔ ادھر سوویت یونین کے ساتھ گہرے تعلقات کے باعث کیوبا پر انقلاب کو برآمد کرنے سے روکنے کا دباؤ بڑھ گیا۔ کاسترو نے بظاہر سوویت پالیسی کو تسلیم کر لیا لیکن اپنی اصولی پالیسی کو تبدیل نہیں کیا وہ ان تمام ممالک کے عوام کو امداد فراہم کرتا رہا جہاں گوریلا انقلاب کی امید کی جا سکتی تھی۔ یا جہاں عوام سامراجی حکومتوں سے برسرِ پیکار تھے۔ لیکن گویرا کو ایسے کسی سمجھوتے سے دلچسپی نہیں تھی۔ بلکہ اس کے تمام بیانات "مستقل انقلاب" کی دعوت دیتے تھے۔ ویسے بھی اس کی شہرت، بحیثیت ایک معتبر مستند انقلابی کے جو براعظموں میں انقلاب' لانا چاہتا تھا، عام ہو چکی تھی۔ اس کے کہنے کے مطابق "ہمارے انقلاب کی مثال اور اس سے حاصل شدہ نتیجے نے تمام 'کافی ہاؤس' تصوریوں کو ختم کر دیا ہے۔ ہم نے دکھا دیا ہے کہ تھوڑے سے لوگ جنہیں موت کا کوئی خوف نہ ہو ایک منظم اور باقاعدہ فوج پر نہ صرف غالب آ سکتے ہیں بلکہ اسے شکست بھی دے سکتے ہیں۔" فروری 1969ء کے اوائل ہی میں امریکہ نے اسے لاطینی امریکہ کی حکومتوں کے خلاف کوششوں کے پیچھے "ایک بنیادی قوت" کی حیثیت سے شناخت کر لیا تھا۔ لیکن اس کی حرکات اور اس کی موجودگی کے بارے میں کچھ کہنا ایک انتہائی دشوار کام تھا۔ اسی عرصے میں کانگو (زائرے) میں گوریلا جنگ بھرپور انداز میں شروع ہو چکی تھی۔ گویرا کے کچھ ناقدین کا خیال ہے کہ سوویت مخالفت، کیوبا پر سوویت دباؤ اور کانگو کی مہم کا آغاز اور گویرا کی فطرت، یہ تمام وہ عناصر تھے جن کے باعث گویرا نے کانگو جانے کا ارادہ کر لیا۔ گویرا کا ایک خیال یہ بھی تھا کہ کانگو میں وہ افریقہ کے تمام انقلابیوں کے فوکو (Foco) تشکیل دے گا تا کہ انقلاب کو تمام افریقی ممالک میں برآمد کیا جا سکے۔ کیونکہ اس کے نزدیک مارکسزم کو دنیا میں پھیلانے اور برقرار رکھنے کا یہی ایک واحد طریقہ تھا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جب گویرا پوری سنجیدگی اور دیانتداری کے ساتھ نظریے کے تحفظ کی کوششوں میں مصروف تھا تو سوویت یونین میں اس کو مہم جو کہا جا رہا

Marfat.com

تھا۔ وقت نے ثابت کر دیا کہ کون درست تھا، سوویت ترمیم پسند یا گویرا بطور 'مہم جو'۔

وکٹر کیسیس اور شے گویرا

ایک نقاد کی حیثیت سے Self Potrait میں وکٹر کیسیس لکھتا ہے:

ارنسٹو گویرا 'سائرہ میسٹرا' میں ایک شاہد کی حیثیت سے اپنے بلاوے کی دوبارہ تصدیق کرتا ہے۔ میکسیکو میں آزادی کی جنگ کی تیاری کے دوران اس کے کیوبن دوستوں نے اسے ایک نیا نام دیا جو تمام عمر اس کے مستقبل کی جدوجہد اور جنگوں میں اس کے ساتھ رہا۔ وہ نام تھا 'شے'۔ شے ایک 'EL. Cubon Libre' نامی اخبار میں جو کہ انیسویں صدی کے کیوبن انقلابی پریس کی روایات کو برقرار رکھے ہوئے تھا ''فرانیکوٹائی ریڈار'' Francotirador (تیز نشانہ لگانے والا) کے قلمی نام سے لکھتا رہا۔

یہ مختصر تبصرے انقلابی جنگ کے واقعات کا حصہ نہیں ہیں جو 'Verda olivo' نامی رسالے میں 1959ء کی فتح کے بعد شائع ہوئے۔ اور بعد ازاں 1963ء میں کتاب کی شکل میں Ediciones Union نے شائع کئے۔

یہ مضامین ایک ایسے اخبار کے کالم کے لئے لکھے گئے جسے **''بغیر گولیوں کی بندوقوں کے ساتھ''** کا نام دیا گیا ہے۔ یہ نہ صرف تیزی میں لکھے گئے، بلکہ جنگ کے دباؤ کے درمیان تخلیق کئے گئے۔ جن میں فوری خبر رسانی کے علاوہ نظریاتی عزائم بھی شامل تھے۔ یہ دو مختلف مخصوص موضوعات کو چھوتے ہیں جو تیز مزاح اور مصنف کی طنزیہ اہلیت پر مشتمل ہیں۔

وہ شخص جوان فوری نوٹس کو باغی پریس کے لئے لکھ رہا ہے وہ وہی لاطینی امریکی سیاح ہے اور ابھی تک نہیں بھی ہے۔ اس نے اب اپنے راستے کو شناخت کر لیا ہے۔ خاص طور پر اپنی تحقیق اور تجزیے کی قابلیت کو برقرار رکھتے ہوئے جو کہ اسے دوسری سرزمینوں، دوسرے معرکوں اور دوسرے مقابلوں تک لے جائے گی۔

دوستی کی قدر اس کی سرشت کا خاصہ رہی۔ مقابلے کے دوران تپیدہ (گرم) اور مزید مضبوط۔ ہمارے پاس اس کا 'سائرد۔ ریڈونڈو' کا پورٹریٹ موجود ہے جو اب تک شائع نہیں ہوا۔ اس میں اس کے مزاح کی کاٹ موجود ہے۔ جس کا اظہار اس نے 'سائرہ میسٹرا' میں ایک صحافی

Marfat.com

جورگ گیری کارڈو میسیٹی (Mesetti) کو انٹرویو دیتے ہوئے کچھ اس طرح سے کیا ہے کہ ''پہلا ہم وطن جسے میں صدیوں بعد ملا ہوں۔''

'قتل کیا گیا پلا' کی کہانی بعدازاں ''انقلابی جنگ کے واقعات'' (تصنیف) میں شامل کی گئی۔ جو ایک محنتی اور حساس مصنف کو اپنے فرض میں محو دکھاتی ہے اور جو روزمرہ کی زندگی کی حکایت میں اس کی نرم دلی کو محفوظ رکھنے کی اہلیت کا پتہ دیتی ہے۔''

کیوبا سے والدین کو لکھا گیا پہلا خط ''شے کے خطوط'' کے عنوان میں پیش کیا گیا ہے۔ سو یہاں اسے پیش نہیں کیا جارہا۔

شے کے مضامین

ہماری روحیں دردمندی سے لبریز ہیں

بغیر گولی یا خالی بندوق کے ساتھ، تیز نشانہ باز (شارپ شوٹر) کے قلم سے 'شے کا کالم' (یہ کالم شے، کیوبا کی جنگ کے دوران شارپ شوٹر کے قلمی نام سے لکھا کرتا تھا)۔

جانوروں کی محافظ سوسائٹی نے اقوام متحدہ کی عمارت کے سامنے 6 کتوں کی پریڈ کروائی ہے جو کہ ستاروں بھری خلا میں اڑتے ہوئے ان کے ایک سربین (سربیا سے تعلق رکھنے والے) رشتہ دار کتے 'لائیکا' (Laika) کے لئے رحم کے متمنی تھے۔ ہماری روحیں ان مجبور جانوروں کی فکر کے باعث دردمندی کے جذبے سے بھرپور ہیں۔ جو ایک ایسے قابلِ فخر مقصد کی خاطر شاندار موت مارے جائیں گے جس سے وہ بالکل باخبر نہیں ہیں۔

لیکن ہم نے یونائیٹڈ سٹیٹس میں کسی ایسی خلق دوست سوسائٹی (انجمن) کے بارے میں نہیں سنا جس نے اقوام متحدہ کی اعلیٰ منصب عمارت کے سامنے ہمارے کسانوں کے لئے رحم کی وکالت کی ہو، جو P47 کی مشین گنوں اور B26 بمبار جہازوں کے باعث بڑی تعداد میں مارے جارہے ہیں۔ بمباری کی وجہ سے تباہ ہورہے ہیں اور فوجیوں کی M153 کی گولیوں کے باعث چھلنی ہورہے ہیں۔

کیا خدمت خلق کی انجمنوں کے ان اراکین کو خبر ہے کہ یہ اموات ان ہتھیاروں کے باعث ہورہی ہیں جو کہ 'یو۔ایس' حکومت میں موجود ان کے ہم وطنوں نے بہم پہنچائے ہیں۔ اور کیا معاملہ کچھ ایسا ہے کہ سیاسی مصلحت کے دائرہ کار میں ایک 'سربین' کتے کی زندگی ہزاروں کیوبن

Marfat.com

کسانوں کی زندگی سے کہیں زیادہ قیمتی ہو۔

Ciro سِرو کی سوانح عمری کا خاکہ

خالی بندوق کے ساتھ ___ تحریر شارپ شوٹر (شے)

جزیرے کے دور کے حصے سے، بہت دور آرٹیمزیا (Artmesia) سے۔ 'سرور یڈاونڈو' 26 جولائی کو مون کیڈ (Mocade) کی جانب آیا۔ اس کے ساتھ جنگجوؤں کا ایک گروپ تھا جس کی قیادت فیڈل (کاسترو) کر رہا تھا۔ وہ آمریت کو اس کے اپنے خطے میں (یعنی) قوت کے خطے میں چیلنج کرنے آئے تھے۔ لوگ امن پسندانہ سلجھاؤ میں اعتماد کھو چکے تھے۔ وہ انقلاب کی طویل سڑک پر روانہ ہونے کے لئے نکل آئے تھے جو کہ اب اپنے آخری مرحلوں میں داخل ہو رہا ہے۔ وہ فیڈل کاسترو کے ساتھ ''ایل آف پائن'' جیل میں طویل عرصہ گزار چکا تھا، اور میکسیکو میں تربیتی عرصے کے دوران بھی اس کے ساتھ رہ چکا تھا۔ وہ اُن 82 لوگوں میں سے ایک سپاہی تھا جو گرینما (کشتی) میں سوار ہوئے تھے۔ اور اسے فوراً ہی ہماری خام جدوجہد کے دوران بلاواسطہ کیپٹن کے عہدے پر ترقی دے دی گئی۔ وہ جس کی برسی اس کی موت کے پانچ دن بعد منائی گئی۔ وہ انقلاب کے ساتھ اپنے اٹل یقین اور مکمل وفاداری کے لئے مشہور تھا۔ وہ سب سے نامور سپاہیوں میں ایک نامور سپاہی تھا۔ (جو) ہمیشہ خطرے کا سامنا کرتا تھا، اور ہمیشہ جنگ کی اگلی صف میں ہوتا تھا۔ اور وہ یہیں مارا گیا، اپنی مفارقت کی قیادت کرتا ہوا۔ جبکہ وہ محض 26 سال کا تھا۔

تاریخ کے لازوال راستے پر جس پر محض چند مخصوص لوگ چلتے ہیں، 'سرور یڈاونڈو' چلا گیا۔ بے مثال دوست، بے داغ انقلابی۔ جیسا کہ میں یاد کرتا ہوں عوام کے اس کپتان کی عقابی نگاہ کو کانسی میں قید کر لینا چاہیے۔ جو کہ آخری فتح کو دوام بخشے گی۔ یہی ایک طریقہ ہے اس کے ساتھ انصاف کرنے کا۔

دنیا ہمیں کیسے کیوبا (کی طرح) لگتی ہے

شارپ شوٹر (شے)

دور پار دنیا کی آواز ہمیں یہاں 'سائرہ میسٹرا' کے ساحل پر ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے

Marfat.com

پہنچتی ہے۔

وہ وہاں ہونے والے جرائم کو زیادہ واضح طور پر پیش کرتا ہے کیونکہ وہ یہاں کیے جانے والے روزمرہ کے جرائم کے ساتھ تعلق استوار نہیں کر سکتا۔

چنانچہ ہم قبرص، الجزائر، انغی، اور ملایا میں ہونے والی بدنظمی اور اموات کے بارے میں جان سکتے ہیں۔ سب کے خدوخال مشترک ہیں۔

a) گورنمنٹ کی افواج نے باغیوں کی بڑی تعداد کو مہلک گھاؤ لگائے۔

b) کوئی بھی (جنگی) قیدی نہیں (بنا) ہے۔

c) گورنمنٹ کوئی ''نئی چیز'' نہیں بتاتی۔

d) تمام انقلابی خواہ ان کے ملک یا علاقے کا نام کوئی بھی ہو'' کمیونسٹوں سے خفیہ امداد حاصل کر رہے ہیں۔''

دنیا ہمیں کیسے کیوبن نظر آتی ہے۔ کیونکہ ہر جگہ ایک ہی چیز ہو رہی ہے۔ محب الوطنوں کا گروپ مسلح ہو، باغی ہو یا نہ ہو، قتل کر دیا جاتا ہے اور مسلح استحصالی بیان کو یوں ترتیب دیتے ہیں۔

''شدید جنگ کے بعد تمام عینی شاہدین مارے گئے، چنانچہ قیدی موجود نہیں رہے۔''

گورنمنٹ کو کبھی نقصانات برداشت نہیں کرنا پڑتے اور بعض اوقات یہ درست بھی ہوتا ہے کیونکہ دفاع سے عاری لوگوں کا قتل خطرناک نہیں ہوتا، لیکن ایسے لمحات بھی آتے ہیں جب یہ بیان ایک بہت بڑا جھوٹ ہوتا ہے اور ایس۔ ایم (سائرہ میسٹرا) اس کی تصدیق کر سکتا ہے۔

بالآخر وہی دیرینہ الزام جسے یہ ہمیشہ دوہراتے ہیں: کمیونسٹس، کمیونسٹس (Comunists) وہ لوگ ہیں، جو ہتھیار اُٹھاتے ہیں، جب وہ اتنی زیادہ تیرہ بختی سے تنگ آ جاتے ہیں جو جب کبھی دنیا کو درپیش آتی ہے۔ ڈیموکریٹس (جمہوریت پسند) وہ لوگ ہیں جو انہیں قتل کرتے ہیں جو اس (تیرہ بختی) سے ناراض ہوتے ہیں۔ خواہ وہ (ناراض ہونے والے) مرد ہوں، عورتیں یا بچے ہوں۔

تمام دنیا کیوبن ہے اور جو کچھ یہاں ہو رہا ہے، ہر جگہ پر وہی ہو رہا ہے۔ وحشیانہ قوت اور ناانصافی کے خلاف لوگ حرف آخر ثابت ہوں گے۔ حرف * جس کے معنی 'فتح' ہیں۔

---

* گویا تمام بے شکل حروف تمام کر دیے جائیں گے، محض چیرہ نما لفظ باقی رہے گا ___ مصنف

Marfat.com

پہلا ہم وطن جسے میں زمانوں (صدیوں) بعد ملا ہوں

(شے سے ارجنٹائن کے صحافی 'جورگیری کارڈو میسیٹی' کا اپریل 1958ء میں لیا گیا انٹرویو)

جب میں سو کر اٹھا تو مجھے مایوسی ہوئی، میں صبح 5 بجے تک پرسکون نیند کے مزے لیتا رہا اور ایک بھی گولی کی آواز سننے کو نہیں ملی۔ گورنمنٹ کی فوج نے ایک چھوٹا سا حملہ کیا لیکن یہ جاننے کے بعد کہ شے 'لا اوئیلا' میں نہیں ہے اور وہ ایک چھاپہ مار حملے کی تیاری کر رہا ہے، وہ (فوج) فوراً اپنی بیرکوں کی جانب لوٹ گئی۔ میں کمرے کی نصف تاریکی میں لیٹ کر گولی کی آواز سننے کے لئے بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ جبکہ (Virelles) 'وائریلز' اپنی مشین گن کے حفاظتی (سیفٹی) کیچ کو بند کئے کچھ ٹینگوز (Tangos) کو سننے کے لئے خود سے بیونس آئرس کا دورہ کرنے کا وعدہ کر رہا تھا۔ صبح 2 بجے کے قریب میں اور 'سوری میرین' فقط دو دستیاب شدہ گدوں پر لیٹ گئے۔ اگر انہیں (گدوں کو) اکٹھا بچھایا جاتا تو اس پر تین آدمی تو سو سکتے تھے لیکن پانچ ہرگز نہیں جیسا کہ میں نے خود کو اُس وقت پایا جب میری آنکھ کھلی۔ 'وائریلز' اپنی جگہ سنبھالنے کے لئے جا چکا تھا جبکہ 'کینٹل لوپ' (Cantenllop) آرام کرسی میں لیٹا خراٹے لے رہا تھا۔ 'ایل لائبر' (Llibre) نمودار ہوا، وہ بستر کے پاؤں کی جانب کھڑا خود کو کھجا رہا تھا۔ اور اس نے بڑی تکلیف دہ حالت میں یہ بتایا کہ اس نے کس طرح تمام رات جمع شدہ مہاسوں کو علیحدہ کرنے کی کوشش میں صرف کر دی جو خلافِ توقع اس کے پیٹ پر نمودار ہو گئے تھے۔

چند لمحوں میں وہ جگہ جو خواب گاہ دکھائی دیتی تھی، کھانے کا کمرہ، دفتر اور شفاخانہ بن گئی۔ اب ہر کوئی کھڑا تھا اور واحد سوال جو وہ بھی پوچھ رہے تھے خواہ ان میں سے کوئی کچھ بھی کر رہا تھا کہ کیا کمانڈر پہنچ گیا ہے۔

گویا صبح 6 بجے آیا، جبکہ میں لڑکوں کے گروپ کو ستائشی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جنہوں نے خود کو مصروف رکھا ہوا تھا، ___ کچھ ایسا کام کرتے ہوئے جو میں ایک عرصہ پہلے چھوڑ چکا تھا۔ یعنی وہ اپنے چہروں کو دھو رہے تھے، ___ پسینہ سے بھیگے ہوئے باغی اپنے بھلے سامان اور بھاری ہتھیاروں کو اٹھائے ہوئے مختلف سمتوں سے آنا شروع ہو گئے ان کی جیبیں گولیوں کے باعث پھولی ہوئی تھیں جبکہ گولیوں اور کارتوسوں کی بیلٹس (Belts) کسی بٹن والی قمیص کی حفاظت سے

Marfat.com

بغیر ان کی چھاتی سے لپٹی ہوئی تھیں۔

یہ وہ لوگ تھے جو پچھلی رات 'سانجر سوس کیورا' کی افواج پر گھات لگا کر تھکے ہارے، نیند کی حالت میں واپس لوٹ رہے تھے لیکن اس کے باوجود وہ قابلِ نفرت کرنل کی افواج کے ساتھ جنگ کرنے کی خواہش سے پھٹے جا رہے تھے۔ اس کے کچھ ہی عرصے کے بعد ارنسٹو گویرا وہاں پہنچ گیا۔

وہ ایک خچر پر سوار تھا اس کی ٹانگیں جھول رہی تھیں اس کی کمر کا خم سریٹا کے پیپوں (barrels) ٹیلی سکوپ عدسے والی رائفل کے باعث زیادہ خمیدہ ہو گیا تھا۔ اور یہ دو چیزیں دو کھمبوں کی طرح اس کے بظاہر بڑے جسم کے فریم کو سہارا دے رہی تھیں۔

جیسے ہی خچر قریب آیا، میں دیکھ سکتا تھا کہ اس کی کمر سے ایک چمڑے کی کارتوسوں والی بیلٹ جو کارتوسوں سے بھری ہوئی تھی اور ایک پستول لٹک رہے تھے۔ اس کی قمیص کی جیب سے دو میگزین باہر نکل رہے تھے، جبکہ ایک کیمرہ اس کی گردن کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ اور اس کی ٹھوڑی سے کچھ بال نکل کر داڑھی کی ہیئت بنانے کی توقع کر رہے تھے۔

وہ پُر سکون طریقے سے خچر سے نیچے اترا، اور اپنے قدموں کو مٹی سے بری طرح آلودہ جوتوں سمیت زمین پر رکھا۔ اور جیسے وہ میری طرف آیا میں نے تخمینہ لگایا کہ وہ 178 سنٹی میٹر لمبا ہو گا۔ میں نے غور کیا کہ اس کا دمہ اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں بن رہا۔

'سوری میرین' نے ہمارا تعارف کروایا۔ ہمیں 20 سپاہی دیکھ رہے تھے جنہوں نے پہلے کبھی دو ارجنٹائن کے باشندوں کو اکٹھے نہیں دیکھا تھا۔ اور وہ یہ دیکھ کر کسی قدر مایوس ہوئے کہ ہم نے ایک دوسرے کا خیر مقدم کسی حد تک لاتعلقی سے کیا۔

مشہور و معروف شے گویرا مجھے ارجنٹائن کے ایک مخصوص درمیانے طبقے کا لڑکا دکھائی دیا جو 'کینٹن فلاس' (Continflos) کی تجدیدِ شباب کا خاکہ تھا۔

اس نے مجھے ناشتے کی دعوت دی اور ہم دونوں نے تقریباً خاموشی سے کھانا شروع کر دیا۔

پہلے سوالات منطقی طور پر اس کی جانب سے آئے تھے۔ اور منطقی طور پر وہ ارجنٹائن کی سیاسی صورتحال کے بارے میں تھے۔

میرے جوابات اس کی تشفی کرتے ہوئے دکھائی دیئے اور ابھی ہمیں ثابت کرتے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ہمیں احساس ہو گیا کہ ہم بہت سی اشیاء پر متفق ہیں۔ اور واقعتاً ہم دونوں

Marfat.com

کوئی خطرناک کردار نہیں تھے۔ جلد ہی ہم نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ اگر چہ وہ عمومی سا تحفظ جو ایک ہی نسل کے دو ارجنٹائن کے درمیان ہوتا ہے موجود تھا۔ اور ہم نے جانی پہچانی وضع کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔

ایک کسان سپاہی جو ہماری گفتگو سننے کی کوشش کر رہا تھا، نے گویرا پر کچھ مزاحیہ جملے کسے اور واضح کیا کہ کیونکر کیوبن ہمارے طریقہِ گفتگو کو مزاحیہ سمجھتے ہیں۔ باہمی دلچسپی نے ہمیں تقریباً ایک دم کم گوئی کے تبادلے پر متحد کر دیا۔

تب میں نے اُسے بتایا کہ میں 'سائرہ میسٹرا' کیونکر آیا تھا۔ خاص طور پر مجھے اس وضاحت کی خواہش تھی کہ پچھلے سترہ ماہ میں کیوبا کو کون سا انقلاب درپیش تھا اور اُس کا ذمہ دار کون تھا؟ اور یہ کہ کسی بیرونی طاقت کی مدد و حمایت کے بغیر اس (انقلاب) کا اتنے طویل عرصے تک جاری رہنا کیونکر ممکن تھا؟ اور یہ بھی کہ اگر کیوبا کے لوگ حقیقتاً انقلابیوں کے ساتھ ہیں تو وہ 'بٹیسٹا' کی حکومت کا تختہ ایک دم کیوں نہیں الٹ دیتے۔ اس طرح کے درجنوں سوال، جن میں سے بہت کا جواب مجھے 'لا اوٹیلا' کے سفر کے دوران پہلے ہی مل چکا تھا۔

قریب کے شہروں میں خوف و ہراس اور پہاڑوں میں بندوق کے فائروں کے تجربے، غیر مسلح گوریلاؤں کا خودکشی پر مبنی گھاتوں میں اس لئے شامل ہونا، تا کہ وہ کچھ ہتھیاروں کو حاصل کر سکیں جنہیں وہ حقیقی جنگ میں استعمال کر سکتے ہوں، اُنہیں دیکھنے اور اُن ان پڑھ کسانوں کے بیانات کو سننے کے بعد جنہیں ہر کوئی اپنے انداز میں بیان کرتا تھا، اگر چہ وہ تمام کے تمام واضح طور پر جانتے تھے کہ وہ کیوں لڑ رہے ہیں، اور یہ محسوس کرنے کے بعد کہ میں کسی ایسے جنونی کی فوج کے درمیان نہیں ہوں جس کی ہر بات کو وہ (لوگ) تسلیم کر لیں گے جو بھی وہ اُن سے تقاضا کرے گا۔ میں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ میں لوگوں کے اس گروپ میں ہوں جو جانتے تھے کہ جس دیانتدار راستے پر وہ گامزن تھے اور اُنہیں جس پر انتہائی فخر تھا اُس سے ذرا سے جھکاؤ کے معنی ہر چیز اور نئی بصارت کا خاتمہ ہوں گے۔

لیکن ابھی سب کے باوجود مجھے مکمل بھروسہ نہیں تھا۔ میں نے لڑتے ہوئے کسانوں کے لئے اپنی ہمدردیوں کے باوجود خود کو مکمل طور پر قائل ہو جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ تاوقتیکہ میں ان لوگوں کے خیالات کو شدید ترین آزمائش کی سوٹی پہ نہ پرکھ لوں، جو کہ اس کی

Marfat.com

قیادت کر رہے تھے۔ میں نے یہ تسلیم کرنے سے پہلی اور آخری دفعہ انکار کر دیا کہ کوئی بنکی (امریکن) کنسورشیم خفیہ طور پر فیڈل کاسترو کی حمایت نہیں کر رہا۔

حالانکہ بہت مرتبہ ہوائی جہازوں نے جو یو۔ایس ہوائی جہاز ایئروناٹیکل(Aeronatical) مشن نے بٹیسٹا کو دیئے تھے، اُن جگہوں پر حملے کئے جہاں میں خود موجود تھا۔

گویرا، ارجنٹائن کا ایک ڈاکٹر جو کہ ایک ہیرو کمانڈر بن چکا ہے اور ایک ایسے انقلاب کا خالق ہے جس کا اس کے ملک سے کوئی تعلق نہیں ہے، اُس سے میرا پہلا خصوصی سوال یہ تھا۔

سوال: ''تم یہاں کیوں ہو؟''

اس نے اپنا پائپ سلگایا اور میں نے اپنا سگریٹ اور ہم نے رسمی بات چیت کا آغاز کر دیا جو ہم جانتے تھے کہ بہت طویل ہوگی۔ اس نے مجھے پُرسکون انداز سے جواب دیا'' کیوبن کا یقین خصوصاً ارجنٹائن جیسا ہے۔ لیکن میں اسے کیوبا اور میکسیکو کے محلول (Mixture) سے تعبیر کروں گا۔

میں یہاں صرف اس لئے ہوں کیونکہ میرا یقین ہے کہ امریکنوں کو آمروں سے بچانے کا ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ انہیں نکال باہر کیا جائے ___ میرا مقصد انہیں کسی بھی طریقے سے گرانے میں مدد دینا ہے ___ یہ جتنا بلاواسطہ ہوگا اتنا ہی بہتر ہوگا۔''

سوال: کیا تم خوفزدہ نہیں ہو کہ ایک ایسے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنا، جو تمہارا اپنا نہ ہو، اُسے مداخلت کی حیثیت سے دیکھا جا سکتا ہے؟

جواب: ''سب سے پہلے تو میں اس پر یقین رکھتا ہوں کہ نہ صرف ارجنٹائن بلکہ تمام لاطینی امریکہ میرا ملک ہے۔ میرے ملک کی تاریخ بھی اتنی ہی شاندار ہے جتنی کہ 'مارٹی' کی۔ اور میں ٹھیک اُسی کی سرزمین پر اُس کے نظریات کی پاسداری کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ، اگر میں اپنا سب کچھ قربان کر دوں، ہر وہ چیز جو کہ میں ہوں، اگر میں اپنے خون کو ایک ایسے مقصد کی خاطر پیش کرتا ہوں جسے میں درست اور معقولیت پر مبنی سمجھتا ہوں، اگر میں لوگوں کی مدد ایک ایسی آمریت سے ان کا پیچھا چھڑانے کے لئے کرتا ہوں جو ایک غیر ملکی قوت کی مداخلت کی واقعتاً اجازت دیتی ہے جو (غیر ملکی مداخلت) اُسے ہتھیاروں، ہوائی جہازوں، مال و دولت اور فوجی افسروں کے ساتھ امداد فراہم کرتی ہے تو میں یہ تسلیم کرنے پر ہرگز تیار نہیں ہوں تاکہ میرے مداخلت قرار دیا جائے۔ ابھی تک کسی بھی ملک نے کیوبا کے معاملات میں یو۔ایس کی مداخلت کی مذمت

Marfat.com

نہیں کی۔ اور کیا کسی ایک بھی اخبار نے اپنے ہی عوام کے خون سے ہولی کھیلنے کے عمل میں 'ینکیو ں' (یو۔ ایس) کو بتیستا کی مدد کا مجرم ٹھہرایا ہے؟ لیکن بہت سے لوگ میری وجہ سے پریشان ہیں، میں دخل در معقولات کرنے والا ایک غیر ملکی ہوں جو اپنے گوشت اور لہو سے باغیوں کی مدد کر رہا ہے۔ وہ لوگ جو ایک اندرونی جنگ کے لئے ہتھیار فراہم کرتے ہیں وہ مداخلت کے مرتکب نہیں ہو رہے لیکن میں ایسا کر رہا ہوں۔" گویا اپنے پائپ کو سلگانے کے لئے رکا جو بجھ چکا تھا۔ ہر چیز جو اس نے کہی وہ مسلسل مسکراتے ہوئے لبوں سے نکلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ بغیر کسی تناؤ کے اور مکمل طور پر غیر ذاتی انداز میں۔ لیکن میں بالکل سنجیدہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ مجھے بہت سے سوال کرنے ہیں۔ لیکن میں انہیں پہلے ہی سے فضول سمجھ چکا تھا۔

سوال: اور فیڈل کاسترو کے کمیونزم کے بارے میں تمہارا کیا کہنا ہے۔

مسکراہٹ دوبارہ واضح طور پر پہچانی جاتی تھی۔ اس نے اپنے پائپ سے ایک لمبا کش کھینچا اور مجھے اسی پہلے جیسے لاتعلق لہجے میں جواب دیا۔

جواب: "فیڈل کمیونسٹ نہیں ہے، اگر وہ ایسا ہوتا تو کم از کم اس کے پاس کچھ اور ہتھیار ہوتے۔ لیکن یہ انقلاب بالخصوص کیوبا کا ہے یا بہتر طور پر کہا جائے تو لاطینی امریکہ کا۔ سیاسی طور پر فیڈل اور اس کی تحریک کو 'انقلابی قوم پرستی' کا نام دیا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ وہ "ینکی" مخالف ہے اتنا ہی جتنا کہ "ینکی" انقلاب مخالف ہیں۔"

ہم کسی خاص قسم کے "ینکی ازم کی تبلیغ کی مخالفت نہیں کر رہے۔ ___ ہم یونائیٹڈ سٹیٹس کے خلاف ہیں۔" شے نے فقرے پر زور دیا تاکہ وہ اس تصور کو مکمل وضاحت سے بیان کر سکے۔ "کیونکہ یونائیٹڈ سٹیٹس ہمارے لوگوں کے خلاف ہے۔" میں خاموش رہا تاکہ وہ اپنی گفتگو جاری رکھ سکے۔ اس وقت خوفناک گرمی تھی۔ اور تازے تمباکو کا گرم دھواں اتنا ہی قوت بخش تھا جتنی کہ وہ کافی جسے ہم بڑے گلاسوں میں پی رہے تھے۔ گویا کا 'S' کی شکل کا لٹکتا ہوا پائپ جس کے ذریعے وہ تمباکو نوشی کرتا تھا کیوبا اور میکسیکو کی لے کے ساتھ جھوم رہا تھا خصوصاً اس وقت جب وہ بیان جاری رکھے ہوئے تھا۔

جواب: "اس کمیونسٹ اغویات کا اہم نشانہ میں خود ہوں۔ ہر ایک 'ینکی' صحافی جو 'سائرہ میسٹرا' پہنچا، اس نے مجھ سے گوئٹے مالا کی کمیونسٹ پارٹی کی سرگرمیوں کے بارے میں

Marfat.com

دریافت کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے پہلے سے فرض کر لیا تھا کہ میں اس ملک کی کمیونسٹ پارٹی میں سرگرم تھا۔ محض اس سادہ سی وجہ کے باعث کہ میں کرنل جیکو بو آربینز (Jacobo Arbenz) کی جمہوری حکومت کا مخلص مداح تھا اور ہوں۔"

سوال: کیا اس گورنمنٹ میں آپ کے پاس کوئی عہدہ تھا؟

جواب: "نہیں۔ کبھی نہیں" وہ پُرسکون طریقے سے منہ سے پائپ نکالے بغیر باتیں کر رہا تھا، "لیکن جب یو۔ ایس کے حملے کا آغاز ہوا تو میں نے اپنی طرح کے نوجوان لوگوں کے ایک گروپ کو تشکیل دیا تاکہ ہم (یونائیٹڈ) فروٹ کمپنی کے کرائے کے قاتلوں سے لڑ سکیں۔ گوئٹے مالا میں جنگ کرنا ضروری تھا لیکن شاید ہی کسی نے جنگ کی ہو۔ مزاحمت کرنا ضروری تھا مگر شاید ہی کسی نے مزاحمت کی ہو۔"

میں اس کے بیان کو مزید سوالات پوچھے بغیر سنتا رہا (کیونکہ) اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

"وہاں سے بچ کر میں میکسیکو پہنچ گیا۔ جہاں کہ ایف۔ بی۔ آئی کے ایجنٹوں نے پہلے ہی سے لوگوں کو قید کرنا شروع کر دیا تھا۔ تاکہ وہ اس امر کو یقینی بنا سکیں کہ وہ تمام جو یونائیٹڈ فروٹ کمپنی کی حکومت کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں انہیں ایک دم موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ 'ایزٹیکس' (Aztecs) کی سرزمین پر میری ملاقات جولائی 26 کے کچھ لوگوں سے ایک مرتبہ پھر ہوئی، جنہیں میں اس سے قبل گوئٹے مالا میں ملا تھا، اور میری دوستی راؤل کاسترو سے ہوگئی جو کہ فیڈل (کاسترو) کا چھوٹا بھائی ہے، اس نے مجھے تحریک کے قائد سے ملوایا، انہوں نے پہلے سے ہی کیوبا پر حملے کا منصوبہ بنانا شروع کر دیا تھا۔"

چونکہ اس کا پائپ دوبارہ بجھ گیا، وہ سگریٹ سلگانے کی خاطر ایک لمحے کو رکا، اور اس نے مجھے بھی ایک سگریٹ کی پیشکش کی۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ میں دھوئیں کے دبیز پردے کے پیچھے ابھی بھی موجود ہوں، میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کیوبن انقلابیوں کے ساتھ کیسے آن ملا۔

جواب: میں نے ایک مکمل رات فیڈل کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے گزاری، سحر کے وقت میں اس کی مستقبل کی مہم کا ڈاکٹر تھا۔ درحقیقت تمام تر لاطینی امریکہ کے میرے سفر کے تجربے اور گوئٹے مالا کے اختتامیے کے بعد، مجھے کسی آمر کے خلاف انقلاب میں شمولیت پر مائل کرنا کچھ زیادہ دشوار نہیں تھا، لیکن فیڈل نے مجھے ایک غیر معمولی انسان کی حیثیت سے متاثر کیا۔ اس نے

Marfat.com

مشکل ترین حالات کا سامنا کیا اور انہیں حل کیا۔ اسے یہ غیر معمولی یقین تھا کہ اگر وہ کیوبا کے لئے روانہ ہوا تو وہ وہاں پہنچ جائے گا اور ایک دفعہ جب وہ وہاں پہنچ گیا تو وہ لڑائی شروع کر دے گا اور یہ کہ لڑائی میں وہ (یقیناً) فاتح ہو گا۔ میں اس کی رجائیت میں ساجھے دار تھا۔ یہ ہونا ہی تھا۔ ہمیں لڑنا ہی تھا۔ اس کے بارے میں چیخ و پکار بند کر کے ہمیں واپس لڑنا ہو گا۔ اور اپنے ملک کے لوگوں پر یہ عیاں کرنے کے لئے کہ وہ اُس پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس نے جو کچھ کہا وہ کر گزرے گا، اور اس نے وہ کر کے دِکھا دیا۔ اس نے اپنے مشہور الفاظ کہے ''1956ء میں ہم یا تو آزاد ہوں گے یا پھر شہید'' اس اعلان کے بعد سال کے اختتام سے قبل وہ کیوبا میں کسی جگہ پر اپنی مہم سے متعلق فوج کی قیادت کرتے ہوئے کشتی سے اتر رہا تھا۔''

سوال: کشتی سے اترنے کے بعد کیا ہوا؟

بات چیت اب 30 سننے والوں کی دلچسپی کا باعث تھی۔ زمین پر بیٹھے ہوئے، اپنے ہتھیاروں کو اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھے ہوئے وہ جن کی ٹوپیاں سورج کی منعکس شدہ روشنی سے ان کی آنکھوں کو محفوظ رکھے ہوئے تھیں۔ ''شے کے لوگ'' تمباکو نوشی کرتے ہوئے کوئی لفظ کہے بغیر دھیان سے سن رہے تھے۔ ایک نوجوان داڑھی والے ڈاکٹر نے (مریض کی) انگلی کو ٹھیک سے بٹھایا اور اس کی پٹی کر دی (جیسے کہ اسے اور) کسی کا خیال نہیں تھا سوائے اس کے جسے وہ سن رہا تھا۔ 'ل۔ لابنر' جو انقلاب کے قائد کا جذباتی مداح لیکن نظریاتی تعلیمات کے بارے میں چوکس تھا۔ (اس نے) شے کے ہر لفظ کا تجزیہ کیا اس دوران وہ زمینی مٹی کے باعث خراب ہو جانے والے اپنے بدرنگ ناخنوں سے اپنے پیٹ پر موجود مہاسوں کو کھجلا رہا تھا۔ 'وائریلز' (Virelles) ایسے سن رہا تھا جیسے کہ وہ سو رہا ہو۔ 'گیولرمیٹو' (Guillermito) داڑھی کے بغیر ایک نوجوان جس کے بال بہت لمبے تھے۔ اپنی بندوق کو اسی توجہ سے صاف کر رہا تھا جیسے کہ ڈاکٹر نے انگلی درست کرنے پر توجہ دی تھی۔ کہیں قریب تمباکو کی بو کھلی ہوا میں برتن میں سؤر کے تلے جانے کے ساتھ ملی جلی تیر رہی تھی۔

گویرا نے مسکراہٹ منہ میں دبائے اور ٹانگوں کو آرام دہ طریقے سے پھیلائے ہوئے اپنے بیان کو جاری رکھا۔

جواب: ''جب ہم (یہاں) پہنچے تو انہوں نے ہمیں بکھیر کر رکھ دیا۔ ہمیں کشتی 'گرینما' میں انتہائی تکلیف دہ سفر کرنا پڑا، جو مہم کے 82 اراکین اور عملے کو لے کر ساحل پر پہنچی۔ ایک طوفان نے

Marfat.com

بلا شبہ ہمیں دور پھینک دیا، اور ہم میں سے بیشتر کو سمندری بیماری (Sea Sickness) لاحق ہو گئی۔ خوراک اور پانی ختم ہو چکے تھے، اور معاملات بدترین ہوئے جب ہم جزیرے پہنچ گئے۔ کشتی دلدل میں پھنس کر رہ گئی۔ جیسے ہی ہم جزیرے پر پہنچے معاملات بدترین ہو گئے۔ وہ (دشمن) سانس لینے کا موقعہ دیئے بغیر ہم پر حملہ آور ہوا اور ساحل سے لگا تار گولیاں برسانے لگا۔ زیادہ عرصہ گزرنے سے قبل ہی ہم میں سے نصف لوگ زندہ بچے تھے یا پھر نصف زندہ تھے (یعنی زندہ ہوتے ہوئے بھی نصف زندہ) بشرطیکہ آپ اس حالت کا اندازہ لگا سکیں جس سے ہم گزر رہے تھے۔ مجموعی طور پر 82 (انقلابیوں) میں سے ہم 12 فیڈل کے ساتھ رہ گئے۔ ہمارا گروپ 7 افراد تک محدود ہو گیا کیونکہ یقیناً 5 افراد راہ کھو کر کہیں بکھر چکے تھے۔ بس یہی کچھ تھا جو 26 جولائی کی اولوالعزم حملہ آور فوج کے پاس بچا تھا۔ زمین پر لیٹے ہوئے خود (اپنی زندگی) کو کھو دینے کے باعث گولی چلانے کی اہلیت کے بغیر ہم فیڈل کے آخری فیصلے کا انتظار کر رہے تھے۔ اور ہم بحریہ کی فائرنگ اور فضائیہ کی مشین گنوں کے دھماکے ایک فاصلے سے سن رہے تھے۔"

گوریا نے یاد کرتے ہوئے ایک قہقہہ لگایا۔

"تم جانتے ہو۔ کیسا انسان ہے یہ فیڈل، مشین گنوں کی آوازوں کی چھاؤں تلے وہ کھڑا ہو گیا اور اُس نے ہم سے مخاطب ہو کر کہا، سنو یہ کس طرح ہم پر گولیاں برسا رہے ہیں، یہ خوفزدہ ہیں، یہ ہم سے خوف زدہ ہیں کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ ہم ان سے چھٹکارہ پا لیں گے اور پھر ایک لفظ کہے بغیر اس نے اپنی بندوق اور اپنا پیکٹ اٹھایا اور ہمارے چھوٹے سے ستون کو دور لے گیا۔ ہم 'ٹرکینو' (Turquino) کی تلاش میں تھے، جو کہ 'سائرہ میسٹرا' میں سب سے اونچا اور سب سے ناقابلِ حصول پہاڑ ہے۔ جہاں ہم نے اپنا پہلا کیمپ قائم کیا۔ کسان ہمیں گزرتے ہوئے دیکھتے لیکن کسی دوستی کے اظہار کے بغیر۔ لیکن فیڈل بالکل پیچھے نہیں ہٹا، اس نے مسکراہٹوں کے ساتھ ان کا استقبال کیا، اور کم وبیش دوستانہ تعلقات استوار کرنے میں چند ہی منٹ لئے۔ جب انہوں نے ہمیں خوراک دینے سے انکار کر دیا تو ہم نے بغیر کسی احتجاج کے اپنی 'مارچ' کو جاری رکھا، کسانوں کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ 'داڑھیوں والے' یہ باغی لوگ ان فوجیوں کے بالکل برعکس ہیں جو اُنہیں تلاش کر رہے تھے۔ جبکہ بٹیسٹا فوج نے ان کے گھروندوں میں ہر اس چیز پر ہاتھ صاف کیے جو انہیں پسند آئی جس میں بلاشبہ عورتیں بھی شامل تھیں، ___ فیڈل کاسترو کے لوگوں

Marfat.com

نے کسانوں کی جائیداد کا احترام کیا اور ہر اس چیز کی کھلے دل سے ادائیگی کی جسے انہوں نے استعمال کیا۔ ہم نے حیرت زدہ ہوتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ کسان ہمارے رویے سے بے کل (پریشان) تھے۔ وہ بٹیسٹا فوج کے برتاؤ کے عادی تھے وہ آہستگی سے ہمارے حقیقی دوست بن رہے تھے۔ جیسے ہی ہم نے حکومتی فوجیوں کے گروپوں کے ساتھ پہاڑوں میں مقابلے کے لئے اپنی قوت کو مجتمع کیا، بہت سوں نے ہمارا ساتھ دینے کی خواہش کا اظہار کیا۔

لیکن ان پہلی گھاتوں نے جب ہمیں ہتھیاروں کی تلاش تھی دشمن فوجیوں کو پریشان کرنا شروع کر دیا۔ جواباً انہوں نے قابلِ تصور دہشت گردی کی سب سے شدید لہر کا آغاز کر دیا۔ ''ہر کسان کو مخفی باغی سمجھا جاتا تھا۔ اگر انہیں خبر ملتی کہ ہم کسی مخصوص علاقے سے گزرے ہیں تو وہ ان جھونپڑیوں کو جلا ڈالتے جہاں ہم پہنچے تھے۔ اگر وہ کسی جائیداد پر پہنچے جہاں انہیں آدمی نہیں ملے کیونکہ وہ کام پر تھے یا گاؤں میں تھے تو اس تصور کے بغیر کہ کیا انہوں نے (کسانوں نے) ہماری صفوں میں شمولیت اختیار کی ہے یا نہیں، جو کہ ہر روز تعداد میں بڑھ رہی تھیں، وہ ہر کسی کو گولی مار دیتے جو انہیں گھر پر ملتا تھا۔ بٹیسٹا فوج کی پھیلائی ہوئی دہشت گردی بغیر کسی شبہ کے اس وقت ہماری سب سے موثر ساتھی تھی۔ یہ کسانوں کی کمیونٹی کے خلاف کیا جانے والا سب سے زیادہ وحشیانہ طاقت ور مظاہرہ تھا جو بٹیسٹا حکومت کو گرانے کے لئے ضروری تھا۔''

ایک موٹر کی آواز نے ہماری توجہ کو اپنی طرف مبذول کروالیا۔ ''ہوائی جہاز'' ان میں سے کسی نے چلا کر کہا، اور ہر کوئی 'لا اوٹیلا' کے اندر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ چند ہی سیکنڈوں (لمحوں) میں جانور، ان کی زینیں (ساز وسامان) اور خشک کرنے کے لئے فرش پر پھیلائے گئے 'کافی' (Coffe) کے پیکٹ غائب ہو گئے۔ اور کیمپ کے گرد ما سوائے سورج (کی روشنی) سے سفید ہوتے ہوئے درختوں، سیمنٹ کو خشک کرنے والے فرش اور سرخ مٹی کے راستوں کے کچھ بھی دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ ایک گہرے بھورے رنگ کا ہوائی جہاز چٹان کے پیچھے سے آیا اور اس نے 'لا اوٹیلا' کے گرد دو وسیع چکر لگائے لیکن کوئی فائر نہیں کیا، چند منٹوں کے بعد وہ غائب ہو گیا۔

ہم گھروں سے ایسے باہر نکلے جیسے کہ ہم گھنٹوں سے اندر مقید تھے۔

میں نے گویرا کو اپنے ارادے کی یاد دہانی کروائی کہ میں جلد از جلد فیڈل سے ملنا چاہتا ہوں۔ تاکہ میں اپنی رپورٹ کو ریکارڈ کرنے کے بعد اپنے ٹرانسمیٹر پلانٹ تک پہنچ سکوں تاکہ۔

Marfat.com

اسے لے کر میں براہِ راست بیونس آئرس کو روانہ ہونے کی کوشش کرسکوں۔ کچھ ہی منٹوں میں انہوں نے ایک ایسا گائیڈ (راہبر) تلاش کرلیا جسے 'جیبکوا' (Jabacoa) کے علاقے کا پورا اندازہ تھا جہاں فیڈل غالباً اپنا آپریشن انجام دے رہا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک طاقتور خچر کا بندوبست بھی کرلیا جسے بہت زیادہ ناسور نہیں نکلے ہوئے تھے۔ گویرا نے مجھ سے کہا ''تمہیں اب رخصت ہونا ہوگا تاکہ زیادہ تاخیر ہونے سے قبل تم پہلے کیمپ تک پہنچ سکو، اور کل صبح تم 'لاس مرسٹیڈیز' تک چلے جانا، وہاں وہ ساتھی تمہیں یہ بتانے کے قابل ہوں گے کہ فیڈل کو کہاں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ قسمت نے اگر ساتھ دیا تو تم اُسے تین دنوں میں تلاش کرنے کے قابل ہو جاؤ گے۔''

میں خچر پہ سوار ہوا اور میں نے ان سب کو الوداع کہا، اور کچھ دنوں کے بعد 'لا میسا' (La Mesa) میں گویرا سے ملنے کے پروگرام کو ترتیب دیا، جب مجھے اپنی ریکارڈ شدہ رپورٹ کے ساتھ واپس آنا تھا۔ میں نے 'ایل لائبر' (Llibre) کو کھلی ہوئی فلموں کے بہت سے رول دیئے اور اس کے علاوہ دو ریکارڈ شدہ ٹیپیں (tapes) بھی دیں تاکہ وہ انہیں ٹرانسمیٹر پلانٹ میں میرے لئے رکھ سکے۔

یہ تقریباً دن کا درمیانی عرصہ تھا اور سوّر کا گوشت اب دوبارہ تلا جا رہا تھا ہوائی حملے کا خطرہ ٹل گیا تھا۔ چکنائی کی بو جو پہلے پہل میرے لئے متلی کا باعث ہوتی تھی، اب لذیذ لگنے لگی۔ 'سائرہ میسٹر ا' کی ناقابل یقین خالص ہوا میرے معدے کے لئے ایک عظیم قوت بخش دوا ثابت ہوئی۔ 'سوری مارن' میرے لئے اس وقت آدھے درجن کیلے لے کر آیا۔ اور مجھے کبھی سمجھ میں نہ آیا کہ انہیں meltenos کیوں کہتے ہیں۔

گویرا نے گائیڈ (راہبر) پر زور دیا کہ وہ جب 'لاز میناز' (Las Minas) تک پہنچ جائے تو بہت زیادہ محتاط ہو جائے۔ ''یہ پہلا ہم وطن ہے جسے میں زمانوں ''صدیوں کے بعد ملا ہوں'' وہ ہنستے ہوئے چلایا، ''اور میں چاہتا ہوں کہ یہ کم از کم اس وقت تک زندہ رہے جب تک یہ بیونس آئرس* تک اپنی رپورٹ نہیں بھیج لیتا۔'' ''چاؤ'' میں نے فاصلے سے اسے کہا۔ اور تقریباً 30 آوازوں نے (یوں) ہنستے اور چلاتے ہوئے جواب دیا جیسے کہ یہ ایک انتہائی مزاحیہ (قسم کا) الوداع تھا جس کا وہ تصور کرسکتے تھے۔

---

* بیونس آئرس (ارجنٹائن کا دارالحکومت)

Marfat.com

ہم 'لاا وٹلیا' کی جانب جانے والے شاخوں سے بھرے راستے کی اُلٹی جانب روانہ ہو گئے اور ہم نے اس دوران ایک کافی کے کھیت کو بھی عبور کیا۔ پھلیاں (دانے) ابھی سبز تھیں اور تازہ پودوں کی خالص خوشبو بکھیر رہی تھیں۔ جب چالیس سنٹی میٹر لمبے کچھ meltenos (کیلوں) کو چھیلنے کی کوشش میں توجہ بٹ جاتی تو بعض اوقات شاخیں میری ٹوپی کو اڑانے (چھیننے) کی کوشش کرتیں۔ 'لا زمیناز' کی قربت نے اگرچہ میری بھوک کو کم تو نہیں کیا لیکن خچر کو راستہ دکھانے یا کیلے چھیلنے کے سوال سے کہیں زیادہ میری فکر کو مقید کر لیا۔ میرے گائیڈ (راہبر) کا لقب نینی (Nini) تھا۔ جو ایک داڑھی والے اور تقریباً دانتوں کے بغیر کسان کی بجائے کسی لمبی غیر متناسب ٹانگوں والی فرانسیسی ماڈل لڑکی سے زیادہ ملتا جلتا تھا، وہ ایک چھوٹے اور پستہ ٹانگوں والے خچر پر سوار مجھ سے چند میٹر آگے تھا۔ ایک دم وہ (خچر سے) اترا اور بغیر کسی آواز کے پتوں کی گدیوں پہ سرکتا ہوا میری جانب آیا، اس سے قبل کہ وہ مجھ تک پہنچتا، میں بھی نیچے اتر چکا اور ہم دونوں اپنے جانوروں سے ایک دم دور چلے گئے۔ شاخوں کی آوازیں جو کسی سپاہی کے لوہے کے ہیلمٹ سے ٹکراتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں اب واضح طور پر سنی جا رہی تھیں۔ 'نینی' نے پستول کا سیفٹی کیچ ڈھیلا کر دیا۔ ''ہے کمپے'' (ہے دوست) وہ اچانک چلایا۔ ایک کسان بہت ہی دشواری سے کافی کے درختوں سے باہر نکلا، اس کی بھرپور کوشش تھی کہ وہ سفید لکڑی کے ہلکے مستطیل صندوق کو شاخوں کے ٹکراؤ سے محفوظ رکھ سکے جسے اس نے اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔

''کیا خبر ہے؟'' اس نے سانس پہ قابو پاتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

☆☆☆

کیوبا کا مشن شے کے الفاظ میں

''قتل کیا گیا پلا''

'سائرہ میسٹرا' کے تمام تر شدید حالات کے باوجود، دن شاندار تھا۔ ہم 'آ یگوا ریوز' (Agva Reve's) کے راستے سے چل رہے تھے۔ جو کہ 'ترکینو' (Turquino) بارش میں سب سے زیادہ عمودی اور پرپیچ وادیوں میں سے ایک تھی۔ ہم انتہائی صبر سے 'سانچز موسکیورا*' کے

---

* سانچز موسکیورا یا موزکیورا: لبیٹا فوج کا ایک اہم جنرل

Marfat.com

فوجیوں کا تعاقب کر رہے تھے۔ بیدرد قاتل نے جلے ہوئے فارموں اور سوگواری و مایوسی کا ایک سلسلہ تمام علاقے میں چھوڑ رکھا تھا۔ لیکن ہمارے کھوج نے ضرورت کے تحت 'سائرہ میسٹرا' کے دو یا تین مقامات میں سے ایک تک پہنچنے میں مدد دی جہاں ہماری معلومات کے مطابق 'کیملو' (سائن فیوای گوس) موجود ہوسکتا تھا۔ وہ مقام یا تو نیوڈا (Neveda) چٹان تھی یا وہ علاقہ جسے پہلے ''اپاہجوں کی چٹان'' کہتے تھے اور اب اسے 'مردوں کی چٹان' کہا جاتا ہے۔ 'کیملو' (Camilo) جلدی میں تقریباً ایک درجن لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا تھا۔ جو اس کے پیشین یا اگلے علیحدہ (دستے) کا حصہ تھا۔ اور اس چھوٹی سی تعداد کو منقسم ہو کر تین مختلف جگہوں پر دشمن کے سو 100 سے زائد سپاہیوں کے ستون کو روکنا تھا۔ میرا مشن (مقصد) 'سانچز ماسکیورا' پر پیچھے سے حملہ کرنا اور اسے گھیرے میں لینا تھا۔ ہمارا بنیادی مقصد گھیراؤ کرنا تھا، چنانچہ ہم نے ایک طویل فاصلے تک بہت صبر سے اس کا پیچھا کیا، کسانوں کے جلتے ہوئے گھروں کے کربناک سلسلے سے آگے تک، جنہیں دشمن کی فوج کے پچھلے حصہ نے نذرِ آتش کر دیا تھا۔ دشمن کے فوجی بہت دور تھے لیکن ہم ان کے شور وغل کو سن رہے تھے، ہمیں خبر نہیں تھی کہ وہ تمام سپاہی شمار میں کتنے تھے۔ ہمارا کالم (ستون) دشواری کے ساتھ ڈھلوان کے ساتھ ساتھ پیش قدمی کر رہا تھا، جبکہ دشمن تنگ وادی کے درمیان سے آگے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

ہر چیز بالکل درست طریقے سے ہو رہی تھی جب تک کہ ہمارے نئے جانور، جو کہ محض چند ہفتوں کا چھوٹا سا شکاری کتا تھا، نے مشکل کا آغاز نہیں کیا۔ 'فیلکس' (مینڈوزا) کی جانور کو ڈرا کر واپس ہمارے آپریشن کے مرکز کی جانب ___ جو کہ ایک گھر تھا، جہاں باورچی ٹھہرے ہوئے تھے، بھیجنے کی بارہا کوششوں کے باوجود پلا کالم (ستون) کے پیچھے پیچھے چلتا آیا۔ 'سائرہ میسٹرا' کے اس حصے میں ڈھلوان کے ساتھ ساتھ حرکت کرنا انتہائی دشوار کام ہے کیونکہ یہاں کوئی (مناسب) راستے بنے ہوئے نہیں ہیں۔ ہم نے ایک دشوار Pelva کے ذریعے آگے بڑھنا شروع کیا۔ Pelva ایک ایسی جگہ جہاں پرانے مردہ درختوں ___ کا ''مقبرہ'' ___ نئی پیداوار کے باعث ڈھکا ہوا تھا۔ گو وہاں سے گزرنا انتہائی کٹھن اور محنت طلب تھا۔ ہم (درختوں کے) تنوں اور جھاڑیوں (کے جھنڈ) کے اوپر سے پھلانگتے رہے تاکہ ہم اپنے گائیڈ (راہبر) سے اپنا تعلق برقرار رکھ سکیں۔

ان حالات میں چھوٹا سا کالم (ستون) خاموشی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ شاید ہی کوئی بریدہ

Marfat.com

شاخ، پہاڑوں کی معمول کی سرسراہٹ کو مضطرب کرتی۔لیکن اچانک خاموشی کے اس قانون کو پلّے کی رنجیدہ، مضطرب بھونکنے کی آواز نے توڑ دیا۔وہ پیچھے رہ گیا تھا اور اس پریشانی کے باعث بھونک رہا تھا کہ اس کے مالک لوٹ کر آئیں اور اُسے مشکل سے نکال لیں۔کوئی لوٹ کر واپس گیا اور اس نے چھوٹے سے جانور کو اٹھالیا اور ہمارا سفر جاری رہا۔لیکن جب ہم خلیج (کھاڑی) کے فرش پر آرام کرتے ہوئے دشمن کی حرکات وسکنات پر نظر رکھے ہوئے تھے،تو کتے نے ایک مرتبہ پھر ہذیانی واویلے کا آغاز کر دیا۔پُرسکون کر دینے والے الفاظ اب اس پر کوئی اثر مرتب نہیں کر رہے تھے۔کتا، اس خوف سے کہ ہم اسے پیچھے چھوڑ جائیں گے،پریشانی کے عالم میں بھونک رہا تھا۔

مجھے اپنا وہ موثر حکم یاد ہے''فیلکس کتے کو اپنی آواز ہمیشہ کے لئے بند کرنا ہوگی۔تم انچارج ہو اس کا گلہ گھونٹ دو،مزید کوئی واویلا نہیں ہوگا۔''فیلکس نے مجھے عزت بھری آنکھوں سے دیکھا جن میں کوئی پیغام نہیں تھا۔ ہماری تھکی ہوئی صفوں کے درمیان، ایسے جیسے کہ دائرے کا مرکز ہو 'فیلکس' اور کتا کھڑے تھے۔ بہت آہستگی سے اُس نے ایک رسا نکالا اور اسے جانور کی گردن کے گرد باندھ کر کسنا شروع کر دیا۔ کتے کی دم کی محبت بھری حرکات آہستگی سے ختم ہونے سے پہلے ایک دم جھٹکوں میں بدل گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے گلے سے نکلتی ہوئی یکساں مسلسل غمناک آواز بھی۔فیلکس کی اس مضبوط گرفت کے باوجود میں نہیں جانتا کہ انجام کو آتے ہوئے کتنا وقت لگا۔لیکن ہم سب کو یہ ''لامتناہی'' محسوس ہوا۔ پلّے نے ایک آخری مضطرب تڑپ کے بعد اینٹھنا شروع کر دیا۔وہ وہاں چت لیٹا ہوا تھا اور اس کا چھوٹا سا سر شاخوں کے اوپر پھیلا ہوا تھا۔

ہم نے اپنی 'مارچ' کو اس واقعہ کے بارے میں ایک لفظ کہے بغیر جاری رکھا۔'سانچز موز کیورا' کے فوجیوں نے کچھ حصے پر قبضہ کرلیا اور کچھ ہی دیر کے بعد ہمیں گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ہم دشوار علاقے کے بیچ، تیزی سے ڈھلوان سے نیچے اترے اور عقبی تحفظ تک پہنچنے کے لئے بہترین راستہ تلاش کرنے لگے۔ہمیں معلوم ہو چکا تھا کہ 'کیملو' نے حملے کا آغاز کر دیا تھا۔اس سے قبل کہ ہم دوسری سمت جانا شروع کرتے ہمیں آخری گھر تک پہنچنے کے لئے بہت سا وقت صرف کرنا پڑا۔ ہم بہت محتاط انداز سے حرکت کر رہے تھے۔ کیونکہ ہم تصور کر سکتے تھے کہ ہم کسی بھی وقت دشمن کے سامنے آسکتے ہیں۔ گولیوں کا تبادلہ انتہائی شدید تھا۔لیکن وہ زیادہ دیر تک جاری نہیں رہا۔اور ہم سب توقعات کے باعث تناؤ میں تھے۔ آخری گھر کو خالی چھوڑ دیا گیا تھا۔

Marfat.com

وہاں سپاہیوں کی موجودگی کی کوئی علامت نہیں تھی۔ دو سکاوٹ 'اپاہجوں کی چٹان' کے اوپر چڑھے اور جلد ہی اس خبر کے ساتھ واپس لوٹے کہ 'اوپر ایک قبر ہے۔ ہم نے اسے کھودا اور ہمیں وہاں سے ایک دفن شدہ 'دھات کا سر' ملا'' وہ بھینٹ چڑھنے والے کے شناختی کاغذات بھی لے کر آئے تھے۔ جو کہ اس کی قمیص کی جیب میں تھے۔ وہاں ایک تصادم ہوا تھا جس کے نتیجے میں ایک آدمی مارا گیا تھا۔ مردہ آدمی ان کا (دشمن کا) تھا۔ بس یہی کچھ ہمیں معلوم ہو سکا۔ ہم آہستگی سے دل شکستہ واپس لوٹے۔ دو گشتی پارٹیاں 'میسرا' کی چٹان کے دونوں اطراف موجود بہت سے قدموں کے نشانات تک پہنچیں۔ لیکن ان کے علاوہ کوئی اور سراغ نہیں ملا۔ ہم نے واپسی کا سفر آہستگی سے شروع کیا اور اس مرتبہ ہم وادی سے گزرے، ہم رات کے وقت ایک گھر تک پہنچے وہ بھی خالی تھا۔ یہ 'ماروردُ' (Mar Verde) کے پڑاؤ کا گھر تھا۔ جہاں ہم آرام کر سکتے تھے۔ جلد ہی ایک سؤر اور 'کچھُیا کا' (ایک پھول یا پودا جس کا تنا لکڑی کا ہوتا ہے اور جنوبی امریکہ خاص طور پر میکسیکو میں ملتا ہے ___ انسائیکلوپیڈیا ریڈرز ڈائجسٹ) کو پکایا گیا اور ہم نے پیٹ کی آگ بجھائی۔ کسی نے گٹار پر گانا گانے کا آغاز کیا۔ کیونکہ کسان کے گھر کو جلدی میں خالی کیا گیا تھا اس لئے اس کا تمام ساز و سامان وہاں موجود تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیا وہ جذباتی لَے تھی یا رات کی تاریکی اور یا شاید یہ محض شدید تھکاوٹ۔ مگر یہ ہوا کہ 'فیلکس' کھانے کے لئے زمین پر بیٹھا تو ایک ہڈی گر گئی ایک گھریلو کتا ڈرتے ہوئے آگے بڑھا اور اسے اٹھانے لگا۔ 'فیلکس' نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور کتے نے اس کی جانب دیکھا۔ 'فیلکس' نے کتے کی طرف دیکھا۔ اور تب اس نے اور میں نے مجرمانہ نظروں کا تبادلہ کیا۔ ہم ایک دم خاموش ہو گئے۔

ایک غیر محسوس اضطراب ہم پہ غالب آ گیا۔ وہاں ہماری موجودگی میں اپنی معتدل، شرارتی اور کسی قدر سرزنش بھری نظروں سے، کسی اور کتے کی آنکھوں سے ہمارا مقتول پلا ہمیں دیکھ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب سوئم

شے گویرا اور کانگو

بمعہ ڈیموکریٹک ریپبلک آف زایرے (کانگو)

کے تفصیلی نقشے کے ساتھ

یہ ہمیں تھے جن کے لباس پر سر رو سیاہی لکھی گئی
یہی داغ تھے جو سجا کے ہم سر بزم یار چلے گئے

Marfat.com

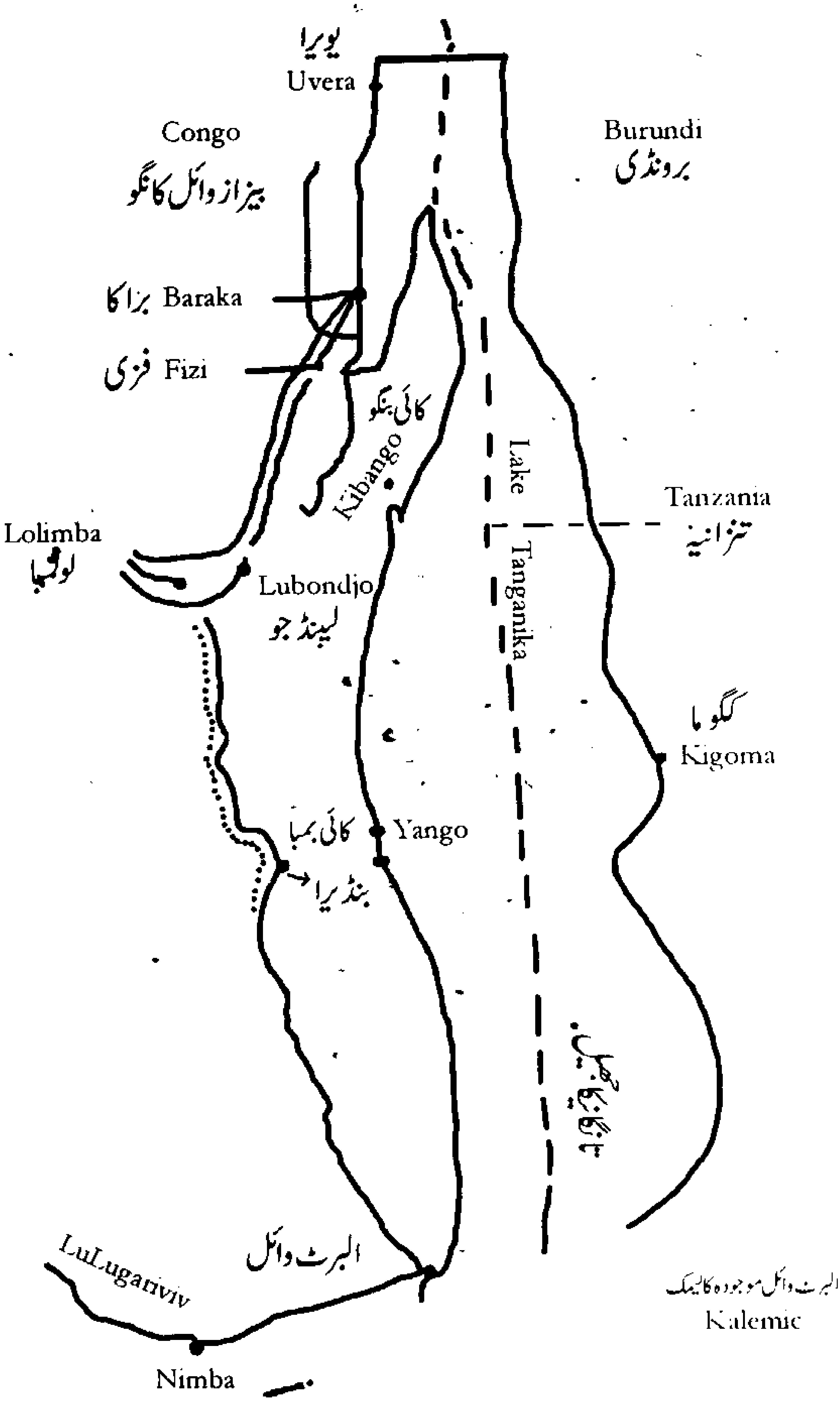

ڈیموکریٹک ریپبلک آف کانگو (زائرے)

Marfat.com

شے گویرااور کانگو

شے کے بارے میں بہت سی کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ خاص طور پر یہ بہت کچھ پچھلے عشرے میں ہمارے سامنے آیا ہے۔ شے کے بارے میں یوں تو بہت سے لوگوں نے لکھا ہے لیکن اس سلسلے میں 'جورگ کیسٹانیڈا' کی 'کمپنرو' 'لی جون اینڈرسن' کی ''شے گویرا، ایک انقلابی زندگی'' 'پاکواگنیسیو ٹائبوII' کی ''گویرا جو شے کے نام سے بھی جانا جاتا ہے'' اور 'ڈیوڈ کنزل' کی ''شے: تمثال، داستان اور پیغام'' (Icon, myth & message) بہت اہم ہیں۔

'جورگ کیسٹانیڈا' میکسیکو سے تعلق رکھنے والا ایک صحافی اور عالم ہے جس کو لاطینی امریکہ کے 'بائیں بازو' سے انتہائی دلچسپی ہے۔ 'لی اینڈرسن' گوریلوں کا مورخ اور ایک اثریات دان (ماہر آثار قدیمہ) ہے جس نے 'ہوانا' میں کھنڈرات کی کھدائی میں کئی برس صرف کر دیئے۔ 'شے' کی زندگی کے بارے میں اس کا بیان انتہائی تحقیق پر مبنی ہے۔

اِن تمام مورخین کی جانب ہم واپس لوٹیں گے۔

آیئے ہم 'شے' کے کانگو کے مشن کا جائزہ لیتے ہیں۔ بظاہر یہ قصہ کچھ یوں ہے کہ شے مارچ 1965ء میں کیوبا سے غائب ہو گیا اور پھر اکتوبر 1967ء میں بولیویا میں امریکیوں کے ہاتھوں اس کے قتل کا انکشاف ہوا۔ یہاں محض لفظ امریکہ لکھنا غالباً ایک بہت بڑی غلطی کا اعادہ ہو گا۔ کیونکہ شے کے بقول ''امریکہ جسے کیپٹل (حرف) A سے لکھا جاتا ہے، ہمارا ہے'' یعنی لاطینی امریکہ جو میکسیکو سے برازیل تک شے کے لئے ایک قوم (انڈین یا Mestizo) اور ایک ملک ہے جس پر اسے بجا طور پر فخر ہے۔ یہاں امریکہ سے مراد شے کے الفاظ میں یقیناً ریاست ہائے

Marfat.com

امریکہ کی اجارہ دار ''حکومت'' ہے۔ جو کہ آزادی حاصل کرنے والی یا آزادی کی جدوجہد میں شامل اقوام کی ''مشترک دشمن'' ہے۔ بہر طور اب یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ مندرجہ بالا عرصے میں وہ کانگو کی مہم میں ہی شامل تھا۔ کانگو ___ یعنی سابقہ ''بلجیم زدہ کانگو'' جسے اب 'زائرے' کہا جاتا ہے۔ 95-1994ء سے پہلے 'شے' کی 1965ء کی اس مہم کے بارے میں وثوق سے کچھ کہنا بہت مشکل تھا۔ 1994ء میں 'ہوانا' میں ایک کتاب شائع ہوئی جو ہسپانوی زبان میں تھی۔ اس کے تین مصنفین تھے۔ 1990ء میں ان تینوں نے باہم مل کر ان تمام باقی ماندہ (زندہ) لوگوں کو تلاش کیا جو شے کے ساتھ اس کی کانگو کی مہم میں شامل تھے ان کے انٹرویو کے بعد یقیناً انہوں نے ''کیوبا کے انقلاب کے بہترین مخفی راز'' سے پردہ اٹھایا۔ جب یہ تینوں مصنفین اپنے انٹرویوز کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے اس وقت ایک ''گہرے گلو والے شخص'' (deep throat) نے ان سے رابطہ کیا۔ 'کیوبا' کی حکومتی مشینری کے ایک اہم رکن نے انہیں ایک خاص دستاویز تک رسائی حاصل کرنے کی اجازت دے دی، یہ دستاویز 150 صفحوں پر مبنی تھی جس کے حروف بہت قریب قریب ٹائپ کئے گئے تھے۔ اور یہ کانگو میں کیوبا کے معرکے کے بارے میں تھی۔ اس کی خاص بات اس کے حاشیوں پر کی گئی وہ درستی تھی جو 'شے گویرا' نے اپنے اندازِ تحریر میں کی تھی۔ اس کے بارے میں اب کوئی شک باقی نہیں تھا کہ یہ گویرا کا اپنا لکھا ہوا غیر اشاعت شدہ قلمی نسخہ تھا۔ لیکن حقائق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان مصنفین کو اس دستاویز کی محض جھلکیاں ہی دکھائی گئیں کیونکہ اس کا ذکر صرف سرسری طور پر ہی ان کی تصنیف میں ملتا ہے۔ ان کی کتاب کا ضخیم حصہ ان تین انقلابیوں کے انٹرویوز پر مشتمل ہے جو کانگو کی مہم میں شامل تھے۔ ان میں 'کیپٹن وکٹر ڈریک' (Drake) المعروف 'موجا' جو کہ اس مہماتی فوج کا بظاہر قائد تھا، لیفٹیننٹ 'ارسمو وڈیکس روبلز' المعروف 'کسوآ' اور پبلو رویلٹا شامل ہیں۔ 'پبلو رویلٹا' اس دور میں تنزانیہ کے دارالخلافہ 'دارالسلام' میں کیوبا کے سفیر کی حیثیت سے تعینات تھا۔ اس نے انقلابیوں کو 'ٹانگانیکا' جھیل کے ذریعے کانگو تک پہنچنے اور پھر وہاں سے باہر نکلنے میں بہت مدد فراہم کی۔ انہوں (مورخین) نے کانگو اور بولیویا کی مہمات کے دو باقی زندہ اراکین کے انٹرویو بھی کئے جن میں ایک کا نام 'ہیرویلگا س تمایو' جو 'پومبو' کے نام سے (ان مہمات کے دوران) پہچانا جاتا تھا اور شے گویرا کا محافظ تھا، اور دوسرے کا نام 'ڈیرل الارکون رمیرز' تھا جسے 'بینگنو' کے نام سے جانا جاتا تھا۔

Marfat.com

ان تمام لوگوں کی اپنی 'یاد آوری' ہی بہت اعلیٰ درجے کی ہے اور مزید اس پر 'شے' کی شرحیں اور اس کی تلخیصوں نے اسے انتہائی اعلیٰ پائے کی کتاب بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے ذریعے ہمیں افریقہ میں کیوبا کے انقلاب کے قائدین کی دلچسپی کے اظہار کا علم بھی ہوتا ہے۔ کیوبا کی مداخلت جس کا حرف آغاز شے گویرا کے کانگو میں داخل ہونے کے بعد ہوا۔ اگلے برسوں میں پھیلتی ہوئی، گنی بساؤ، موزمبیق، انگولا اور ایتھوپیا تک جا پہنچی۔ کیوبا میں بہت بڑی تعداد میں موجودہ سیاہ فام سابقہ غلام نسل، افریقہ میں ان تبدیلیوں کو اپنے احساسات کا حصہ سمجھتی تھی۔ یہ کتاب آزادی کی جنگوں میں گوریلا طریق کار کے استعمال کے لئے کیوبا کے بہت پرانے جوش کا اظہار بھی کرتی ہے جسے 'انٹرنیشنلزم' (بین الاقوامیت) کہا جاتا ہے۔

رچرڈ گوٹ (Richard Gott) کے مطابق ''اس مخصوص کہانی میں میری ذاتی دلچسپی اکتوبر 1963ء میں پیدا ہوئی، جب میں اپنے پہلے دورے پر کیوبا گیا۔ سفارتخانے کے استقبالیے پر میری ملاقات گویرا سے کروائی گئی، اور جلد ہی میں اس کے اندازِ گفتگو کے سحر میں مبتلا ہو گیا۔ اس وقت میں لندن میں رائل انسٹیٹیوٹ کے ''بین الاقوامی معاملات' کے لئے کام کر رہا تھا۔ اور گویرا کیوبا کی وزارت صنعت کے لئے اور اس نے حال ہی میں 'انسٹی ٹیوٹ' کے سہ ماہی رسالے (جس کا نام) ''انٹرنیشنل افیرز' (تھا) میں کیوبا کی معیشت کے بارے میں مضمون لکھا تھا۔

4 سال بعد بولیویا میں گارجین کے لئے رپورٹنگ کرتے ہوئے میں نے خود کو ''ویلنگر نیڈ'' کے ایک چھوٹے سے صوبائی قصبے میں پایا، جب گویرا کی لاش کو ___ جسے پانچ گھنٹے قبل گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا ___ ایک مقامی ہسپتال کے 'لانڈری چھپر' میں ایک ہموار حوض پر عوام الناس کی نمائش کے لئے رکھا گیا تھا۔ وہ لوگ جو وہاں موجود تھے ان کے ذہن میں کچھ شکوک تھے کہ کیا یہ واقعی شے گویرا کا جسد ہے۔ اور چونکہ میں ہی وہ ایک واحد موجود صحافی تھا جس نے اسے کبھی زندہ دیکھا تھا تو میں اس پوزیشن میں تھا کہ میں واقعتاً تصدیق کر سکوں کہ یہ وہی تھا۔

تین سال بعد اکتوبر 1970ء میں، میں حال ہی میں قومی ملکیت میں لئے گئے تنزانیہ کے سرکاری اخبار میں غیر ملکی ایڈیٹر کے طور پر کام کر رہا تھا۔ جس کا پہلا نام ''تنزانین سٹینڈرڈ'' تھا ___ بعدازاں وہ ''ڈیلی نیوز'' کہلایا۔ تنزانیہ کا صدر 'جولیس نائرٰ' اس اخبار کا چیف ایڈیٹر تھا۔ 'فرین گن والا' جو اس وقت یعنی 1997ء میں (مصنف) ساؤتھ افریقہ کی پارلیمنٹ کے

Che Guevera and Cango   Richard Gott.

Marfat.com

'سپیکر' کے عہدے پر فائض ہے۔ تب (اس کا) ایڈیٹر تھا۔ یہ انقلابی ادوار تھے۔ افریقہ کے اہم حصے ابھی بھی نوآبادیاتی حکمرانوں کے ماتحت تھے۔ اور دارالسلام افریقہ کی آزادی کی تحریکوں کے لئے جو 'افریقین اتحاد کی تنظیم' کے زیر سایہ تھیں (ایک) ہیڈکوارٹر مہیا کر رہا تھا۔

میں نے حال ہی میں لاطینی امریکہ کی گوریلا تحریکوں کے بارے میں ایک کتاب شائع کی تھی اور میں فوری طور پر یہ معلوم کرنے کے لئے بے قرار تھا کہ افریقہ میں حالات کس طرح کے ہیں۔ میں نے کانگو کی ہمعصر تاریخ پر بھی کام کیا تھا اور 1967ء میں ایک طویل مگر دھیما (Fabian) پمفلٹ بھیجا جو 'مبوتو کے کانگو' کے نام سے شائع کیا گیا تھا، جس میں پیشین گوئی کی گئی تھی (جو بعدازاں بالکل درست نکلی) کہ کانگو کا ملٹری کمانڈر جس نے نومبر 1965ء میں اقتدار پہ قبضہ جمالیا تھا (گویرا کے کانگو چھوڑ دینے کے محض تین دن بعد) ___ اقتدار پر طویل عرصے تک قابض رہے گا۔ کرنل 'جوزف ڈیزائر مبوتو' واقعتاً 1996ء میں بھی (اسی طرح سے) قابض ہے 'دارالسلام' میں مجھے سیاسی طور پر ان دشوار ترین راستوں کے بارے میں باخبر ہونا اور انہیں سمجھنا پڑا، جن پر افریقین گوریلوں کو چلنا پڑتا تھا۔ موزمبیق اور انگولا میں پرتگیزی نوآبادیاتی حکومتوں کے خلاف جدوجہد میری توجہ پر غالب آ گئی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ روڈیشیا (آج کے زمبابوے) میں (سفید فام) این سمتھ کی غیر قانونی اور ناجائز حکومت کے خلاف شروع ہونے والی جدوجہد پر بھی توجہ مرکوز ہوئی۔ [لیکن اس وقت تک 1965ء کی کیوبن شمولیت جو کہ کانگو میں جوائز 'تشامبی' کی حکومت کے خلاف بغاوت کی صورت میں تھی، پرانی تاریخ کا حصہ بن چکی تھی۔]

انقلابی اور پیشہ ور قاتل

افریقہ کے معاملات میں شے کی دلچسپی کا آغاز کیسے ہوا، یہ ایک اہم سوال ہے۔ شے کے تعلقات الجزائر کے صدر 'احمد بن بیلا' کے ساتھ بہت گہرے تھے، 'بیلا' نے فرانس کے خلاف الجزائر کی جنگ آزادی کی مسلح جدوجہد کی قیادت کی تھی۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ ان دونوں انقلابیوں کے درمیان بہت ہم آہنگی تھی۔ نومبر 1964ء میں کانگو کی خانہ جنگی کے دوران ایک بڑی پیش قدمی یہ ہوئی کہ بلجیم نے امریکہ کے ایما پر اپنے چھاتہ بردار فوجی 'تشامبی' کی رجعت پسند حکومت کو بچانے کے لئے کانگو کے قصبے 'سٹینوائل' جسے اب 'کسگانی' کہا جاتا ہے میں اتارے اس کے ساتھ نہ صرف

Marfat.com

یہ کہ خانہ جنگی کا پلہ تشامبی کی جانب بھاری ہوگیا بلکہ غالب امکان یہ ہے کہ اسی پسِ منظر کے تحت کیوبا نے کانگو میں گوریلوں کا ایک چھوٹا سا دستہ روانہ کرنے کے بارے میں سوچ لیا۔ مغربی طاقتوں کی براہ راست مداخلت نے دوسری طاقتوں کو دخل اندازی کرنے کا موقع بھی فراہم کر دیا۔

'رچرڈ گوٹ' کے مطابق اس کیوبن دستے کی قیادت شے گویرا کے سپرد کیے جانے کا فیصلہ بعد میں ہوا۔ شے اپریل 1965ء میں بھیس بدل کر 'دارالسلام' پہنچا، یہ لمحہ 'شے' کے 'ہوانا' سے غائب ہونے کے ٹھیک ایک ماہ بعد کا ہے۔ اس وقت گویرا کی عمر 36 برس تھی اور اس کے ساتھ کیوبا سے تعلق رکھنے والے چودہ تربیت یافتہ اور تجربہ کار گوریلا جنگجو شامل تھے۔ 'دارالسلام' سے جھیل 'ٹانگانیکا' کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے 'کگوما' کے قصبے تک پہنچ گیا اور پھر جھیل کی دوسری جانب اتر کر وہ اس علاقے میں داخل ہو گیا جو باغیوں کے قبضے میں تھا۔ اُس نے چھ ماہ تک وہاں قیام کیا۔ اس عرصے میں 'سو' سے زیادہ انقلابی جنگجو جن کا تعلق کیوبا سے تھا اُس سے آن ملے اور اسی دوران کیوبن انقلابی حکومت کے بہت سے سینئر اراکین کا اس سے براہ راست رابطہ بھی رہا۔ یہ مشن بولیویا کے اُس مشن سے کہیں زیادہ اولوالعزم تھا جس کا گویرا نے اس کے بعد آغاز کیا۔

کانگو کی مہم کے آخری دنوں میں گویرا کی قیادت میں موجود انقلابیوں کا مقابلہ زیادہ تر سفید فام پیشہ ور قاتلوں سے تھا۔ یہ 'قاتل' جنوبی افریقہ اور رہوڈیشیا سے لائے گئے تھے اور ان کی قیادت مشہور پیشہ ور قاتل کر رہا تھا جس کا نام 'میڈ مائیک ہور' (Mad-Mike-Hoare) تھا۔ جو بنیادی طور پر 'کاٹانگا' کے صوبے میں 1960ء میں آیا تھا تاکہ وہ 'موائز تشامبی' کی حکومت کا سہارا بن سکے۔ چنانچہ افریقہ کے سفید فام پیشہ ور قاتل براہ راست لاطینی امریکہ بلکہ دنیا کے عظیم ترین انقلابیوں کے مقابل تھے لیکن دونوں کو اس کی خبر نہیں تھی۔

کیوبا کی مختصر فوج کو نومبر 1965ء میں بالآخر اس مہم کو ختم کرنا پڑا کیونکہ ملک سے باہر سیاسی اور سفارتی سرگرمیوں نے اسے ناممکن بنا دیا تھا۔

گویرا کی کانگو کی مہم گو مختصر اور ہنگامہ خیز تھی لیکن یہ ایک سنجیدہ اور کٹھن تجربہ تھا۔ بہت سے مسائل جو دو سال بعد گویرا کو بولیویا کے مشن کے دوران پیش آئے ان کی جھلک بہت حد تک اس مہم میں بھی موجود تھی۔ ایک غیر ملک میں انقلابی جدوجہد کے دوران سامنے آنے والی غیر یقینی سیاسی صورتحال اور بہت سے مختلف انواع کے اندرونی تنازعے دونوں مہموں میں ایک اہم حیثیت

Marfat.com

سے ابھر کر سامنے آئے۔ بعض ناقدین کے نزدیک شے گویرا کی حیثیت ایک فوجی کمانڈر، ایک جدت وتنوع پر مبنی حکمتِ عملی کے ماہر اور مسحور کن لیڈر کے طور پر تو اٹل تھی لیکن اس کی سیاسی ہنر مندی کے بارے میں کسی قدر شکوک کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ ناقدین کے مطابق (کیوبا کی گوریلا جنگ کے دوران سیاسی حکمتِ عملی کا ماہر فیڈل کاسترو تھا۔ جو انتہائی تجربہ کار اور پختہ سیاسی صلاحیت کا مالک تھا۔ کانگو اور بولیویا دونوں مہموں کے دوران گویرا کو دونوں محاذوں پر تن تنہا لڑنا تھا۔ دونوں محاذوں میں سے کسی ایک پر ناکامی مکمل تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی تھی۔ اور ناقدین کے مطابق یہی ہوا۔ سیاسی محاذ کی ناکامی نے ان دونوں مہموں پہ پانی پھیر دیا، شکست اور بالآخر گویرا کی موت پر اس جدوجہد کا انجام ہوا۔ لیکن یہ مکمل سچ نہیں ہے، اسے محض ایک سطحی فیصلہ کہا جا سکتا ہے جو ڈرائنگ روم میں آرام دہ کرسی میں بیٹھے ہوئے نقاد ہی کر سکتے ہیں۔ بہت سی وجوہات ایسی تھیں جو ان ناکامیوں میں کہیں زیادہ اہم ثابت ہوئیں۔ ان کی طرف ہم اسی مضمون میں آگے متوجہ ہوں گے۔

کانگو اور دنیا کی تاریخ

بہت سے دوسرے قائدین کی طرح 'گویرا' بھی کانگو کے عالمی بحران میں دلچسپی لے رہا تھا اگر ادھر الجزائر سے شکست خوردہ فرانسیسی فوجیں پسپا ہو رہی تھیں تو اِدھر 'کینیا' میں برطانوی سامراج 'مایو۔ مایو' (Mau-Mau) بغاوت کو تشدد سے کچلنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اب سابقہ بلجیم کانگو (جو کنگ لیوپولڈ کو جہیز میں ملا تھا) میں آگ اور خون سے ہولی کھیلی جا رہی تھی۔ کانگو کے عظیم انقلابی لیڈر 'پیٹرائس لومبا' کے قتل کے باعث بغاوت کی آگ بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ گویرا نے 1963ء میں 'بن بیلا' کے آزاد الجزائر میں تقریر کرتے ہوئے پہلی مرتبہ کانگو کا حوالہ دیا۔ اس نے 'لومبا' کے قتل کی شدید مذمت کی 'لومبا' کو جنوری 1961ء میں شہید کیا گیا تھا۔ اور اس قتل کا جائزہ لینے کے لئے جب اقوام متحدہ کے اس وقت کے سیکرٹری جنرل 'ڈاگ۔ ہیمر۔ شولڈ' نے ذاتی طور پر قدم اٹھایا تو اس کے جہاز کو بھی تباہ کروا دیا گیا تا کہ یاروں کو نصیحت ہو جائے کہ امریکن سامراج کے خلاف قدم اٹھانا، موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ کانگو وہ موضوع تھا گویرا جس کی جانب بار بار لوٹ کر آیا، چنانچہ کانگو کا المیہ کیوبا کی خارجہ پالیسی کا حساس پہلو بن

Marfat.com

گیا۔ 'رچرڈ گوٹ' کے مطابق جب وہ اکتوبر 1963ء میں 'ہوانا' پہنچا تو اس نے دیکھا کہ شہر میں جا بجا گرفتار شدہ 'لوممبا' کے پوسٹر لگے ہوئے تھے جن کے نیچے یہ عبارت درج تھی کہ 'کیوبا کانگو نہیں ہے۔''

اسی مہینے کیوبا نے افریقہ میں پہلی مہم کا آغاز کیا جب کیوبا کی فوج الجزائر میں احمد بن بیلا کی مدد کے لئے پہنچی جس کا 'مراکش' کے ساتھ سرحدوں کا تنازعہ جاری تھا۔

گویرا اپریل 1964ء میں دوبارہ الجزائر پہنچا۔ اس مرتبہ اُسے ایفروایشین کانفرنس میں شرکت کرنا تھی جہاں کانگو کی نئی تشکیل شدہ نیشنل لبریشن کونسل (عوامی آزادی کی کونسل) کا وفد بھی موجود تھا۔ الجزائر اور کیوبا کا سامراج کے خلاف اشتراک تیزی سے بڑھنا شروع ہو گیا اور انہوں نے غیر وابستہ سوشلسٹ ممالک کے مرکزے کی حیثیت حاصل کر لی۔ اس سے پہلے گویرا نے مارچ 1964ء میں جنیوا میں منعقد ہونے والی اقوام متحدہ کی کانفرنس برائے تجارت و ترقی میں کیوبا کے وفد کی قیادت کی۔ وہاں انقلابی ممبران نے باہم مل کر نئی اقتصادی پالیسیوں کو تشکیل دیا اور **'تیسری دنیا' کے لفظ کو وجود میں لایا گیا**۔ اس وقت U.S.A براہ راست تین براعظموں میں سامراجیت کی جارحیت کو ہوا دے رہا تھا۔ جس میں ایشیا میں ویتنام، افریقہ میں کانگو اور براعظم امریکہ میں ڈومنکین ریپبلک شامل تھے ___ تیسری دنیا کی مزاحمت کا نصب العین ___ یہ وہ نعرہ تھا جو 1960ء میں زبان زدِ عام تھا۔ اور شے اس مزاحمت کو اپنے طریقے سے شروع کرنا چاہتا تھا ___ جس کا نقشہ تشکیل دیا جا رہا تھا۔

کانگو کا بحران 1960ء سے 1963ء تک عالمی توجہ کا مرکز رہا، اس کا آغاز بلجیم سے اس کی آزادی کے فوراً بعد ہی ہو گیا جب بائیں بازو کے لیڈر پیٹرائس لوممبا نے اقتدار حاصل کیا۔ اس سے محض تین سال قبل گھانا میں بائیں بازو کا لیڈر 'کوامانکروما' پہلے ہی ملک کی صدارت سنبھال چکا تھا۔ جبکہ تنزانیہ میں صدر 'نائیریرے' مسلح جدوجہد کا نقیب تھا۔ 'احمد بن بیلا' بھی امریکہ کو پھانس کی طرح تکلیف دے رہا تھا۔ ایسے میں نو آزاد کانگو ہی ایک ایسا مقام تھا جہاں سی۔ آئی۔ اے اپنے عزائم حاصل کر سکتی تھی کیونکہ اقتدار پر بائیں بازو کی گرفت ابھی مضبوط نہیں ہوئی تھی۔

چنانچہ کانگو کی آزادی کے فوراً بعد ہی فوج نے بغاوت کر دی، 'موائز تشامبی' نے کانگو کے امیر ترین حصے 'کاٹنگا' پر قبضہ کرنے کے بعد اس کی علیحدگی کا اعلان کر دیا، ادھر بلجیم جو کہ ملک کو

Marfat.com

آزادی دے کر رخصت ہو گیا تھا، اُس نے دوبارہ امریکی آشیر باد کے بعد اپنے چھاتہ بردار فوجیوں کو ملک میں اتار دیا۔ لومبا کی درخواست پر اقوام متحدہ کی فوج بھی آن پہنچی یعنی تینوں اطراف سے امریکی جارحیت کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ لومبا نے سوویت یونین سے مدد بھی مانگی لیکن اس سے پہلے کہ کچھ کیا جا سکتا کانگو کے صدر 'کساوبا' (Kasavoba) نے اپنے کمانڈر۔ ان۔ چیف 'جوزف مبوتو' کے ساتھ الحاق کر کے وزیر اعظم لومبا کو معزول کر دیا۔ اور بالآخر 'تشامبی' کی شمولیت کے بعد اس 'مقدس تکون' (Holy trinity) نے لومبا کو سزائے موت سے نواز دیا۔ کانگو کا بحران اب بدترین حالات کی جانب جا رہا تھا۔ کیا آزاد ہوتا ہوا افریقہ کبھی امریکی سامراج سے مکمل آزادی حاصل کر سکے گا؟ یہ سوال اب عام طور پر کیا جاتا تھا۔ کیونکہ 1963ء کے آخری مہینوں میں رجعت پسند قوتیں انقلابی عناصر کو مکمل طور پر دبانے میں کامیاب ہو چکی تھیں۔ سکوت بظاہر مکمل طور پر مسلط کیا جا چکا تھا حکمران طبقات بحران میں موجود معاشی تاریخی تضاد پر عارضی طور پر کسی حد تک قابو پا چکے تھے، ملک پہ 'سائرل ایڈولا' کی ضعیف اور غیر معروف حکومت کا راج تھا۔ اور جیسا کہ ان حالات میں دیکھنے کو ملتا ہے، عالمی توجہ اپنی سمت کسی اور جانب مبذول کر چکی تھی۔

کانگو میں بغاوت

لیکن اس کے باوجود تاریخ اپنا سفر جاری رکھتی ہے اسے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی کہ کوئی اس کی جانب توجہ دیتا ہے یا اس سے صرفِ نظر کر لیتا ہے۔ 1964ء کے آغاز میں ریاستی استحصال اور جبر کے باعث ''لومبا'' کے نام پر پورے کانگو میں ایک نئے عہد کے آغاز کی امید نے پھر سے سرگوشیاں شروع کر دیں۔ اور اہم واقعات سامنے آنے لگے۔ ایک انقلاب دشمن لکھاری نے لکھا کہ ''اس بغاوت نے تشدد کے خوفناک واقعات کی نمائش کی اور اس کے ساتھ ساتھ چونکہ تمام علاقے میں سول سروس (نوکر شاہی) غیر موجود ہونے کی حد تک بے بس تھی۔ چنانچہ اپنے اثرات میں یہ 1960ء کی بدنظمی سے کہیں گہری اور شدید تھی۔''

باغیوں کو نیشنل لبریشن کونسل کی حمایت حاصل تھی جو کہ کانگو کے بائیں بازو کی اپوزیشن (حزب مخالف) کی چھاتہ تنظیم تھی۔ اور الجزائر میں منعقدہ ایفرو ایشین کانفرنس میں بھی شامل ہو چکی تھی۔ اس کا قیام اکتوبر 1963ء میں اس وقت عمل میں آیا تھا جب 'لیو پولڈ وائل' جسے اب کنشاسا

Marfat.com

کہا جاتا ہے۔ میں کانگو کی پارلیمنٹ کو سر بر مہر کر دیا گیا۔ باغیوں کا ہیڈ کوارٹر 'بیز زے وائل' (Bazzevile) میں تھا جو کہ ہمسایہ مملکت کانگو 'بیز زے وائل' کا دارالخلافہ تھا۔ موخرالذکر ملک فرانسیسیوں کی ایک سابقہ کالونی تھا۔ باغیوں کی سب سے اہم اور حیران کن کامیابی اہم شمالی قصبے 'سٹینلے وائل' (Stanley ville) پر قبضہ حاصل کر کے وہاں بائیں بازو کی حکومت کا قیام تھا جس کی آزاد حیثیت کو تسلیم کرنے کے لئے انہوں نے بین الاقوامی برادری سے درخواست کر دی۔ اور پھر تمام تر رجعت پسند قوتوں کے دباؤ اور امریکی مخالفت کے باوجود انہوں نے اس پر اپنا قبضہ اگست سے نومبر 1964ء تک برقرار رکھا۔ اور انہوں نے اس علاقے پر دوبارہ قبضے کی کوشش کی صورت میں سفید فام آبادی کو یرغمال بنانے کی دھمکی بھی دی، یہ بغاوت تین اطراف سے شروع ہوئی۔ جس کی قیادت تین مختلف لوگوں کے ہاتھ میں تھی یہ اس بغاوت کا ایک اہم نقطہ ہے۔ کیونکہ اس سہ رخی بغاوت نے جہاں امریکہ اور اس کے پالتو بھیڑیوں کو تین اطراف سے لڑنے پر مجبور کیا وہیں ان کے قائدین کے شدید اندرونی اختلافات اور اقتدار کی کشمکش نے اس بغاوت کی ناکامی میں بہت سی اور وجوہات کے ساتھ ساتھ ایک اہم کردار ادا کیا۔

اس سہ رخی بغاوت میں سے ایک کا آغاز 'پائر مولی۔لی' (Pierre Molale) نے کیا جو 'لوممبا' کے عہد میں اس کا وزیر تعلیم تھا اور اس کے بعد آنے والی حکومتوں میں وہ قاہرہ میں سفیر کے فرائض سرانجام دیتا رہا تھا۔ اس نے اپنی تحریک کا آغاز مغرب میں واقع 'کویلو' (Kivilo) صوبے سے ستمبر 1963ء میں کیا۔ ___ یہ علاقہ 'لیو پولڈ وائل' کے مشرق میں واقع ہے۔ 'مو۔لی۔لی' نے اس بغاوت کے آغاز سے قبل پیکنگ کا دورہ کیا تھا اور وہ چین کی قیادت سے اپنے لئے حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ کانگو کی 'دوسری مرتبہ آزادی' کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔ اس کی بغاوت میں شدت کا آغاز جنوری 1964ء میں انتظامی عہدوں، مشن سٹیشنوں، پام کے تیل کی تنصیبات اور ان لوگوں پر جن میں کانگو کے مخصوص باشندے اور بیرون ملک بسنے والے شامل تھے (ان) پر حملوں کے ذریعے سے ہوا کیونکہ 'مولی۔لی' کے نظریے کے مطابق یہ تمام لوگ ''استحصالی طبقات'' سے تعلق رکھتے تھے۔ یاد رہے کہ 'مولی لی' کی تحریک سب سے زیادہ منظم اور نظریاتی تھی۔

دوسری بغاوت کا آغاز فروری میں ہوا۔ ایک صوبائی لیڈر 'گیسٹن سومالیٹ'

Marfat.com

(Gaston Somaliat) نے بوجمبورا کے دارالخلافہ 'برونڈائی' سے ایک تازہ محاذ کھولا۔ وہ 'برونڈائی' کی سرحد کے قریب واقع مرکزی 'کیوو' (Kivo) کے یودرا (Uvira) کے علاقے میں پھیل گیا۔

برونڈائی کے چین کے ساتھ سفارتی تعلقات سال کے آغاز میں قائم ہو چکے تھے۔ اور 'سومالیوٹ' کا متواتر چین کے سفارتخانے سے براہ راست تعلق تھا۔ 'سومالیوٹ' کے ساتھیوں میں 'لارنٹ کبیلا *' (Laurent Kabila) بھی شامل تھا۔ جس کا تعلق شمالی 'کٹنگا' (Katinga) سے تھا وہ کسی زمانے میں فرانس میں طالب علم رہ چکا تھا اور اب اسمبلی کا ممبر اور ایک اعلیٰ مکرر (Orator) بھی تھا۔

جون 1964ء میں اس علاقے کے باغی جن میں سے بیشتر کا تعلق ''فزا'' (Fiza) کے 'بے بمبا' (Bebamba) جنگجوؤں سے تھا، نے جھیل ٹانگانیکا سے نیچے کی جانب حملہ کر کے 'البرٹ وائل' کے قصبے پر قبضہ کر لیا جسے اب 'کیلی می' (Kalemie) کہا جاتا ہے جو کہ جھیل کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ اگرچہ یہ قبضہ کچھ زیادہ دیر تک برقرار نہیں رہ سکا۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں شے گویرا اور اس کے ساتھیوں نے ایک سال کے بعد پہنچنا تھا۔ کچھ ہفتوں تک باغیوں نے کانگو کے مشرقی علاقے پر قبضہ جمائے رکھا بلکہ یوں لگتا تھا کہ وہ مغربی مرکزی شمالی 'کٹنگا' کے ایک شہر 'کامینہ' (Kamina) میں واقع ایک بہت بڑے فوجی کمپلیکس کے لئے بھی خطرہ بن رہے ہیں۔

بغاوت کا تیسرا مرکز شمال میں تھا۔ یہاں ایک باغی فوج جس کی قیادت 'نکولس اولنگا' کر رہا تھا 'سٹینلے وائل' (Stanley ville) کی جانب بڑھنا شروع ہوئی اور 4 اگست 1964ء کو اس پر قابض ہو گئی۔ 'پیپلز ریپبلک آف کانگو' کے نام سے ایک حکومت وہاں پر قائم کر دی گئی۔ جس کا سربراہ 'کرسٹوفر گبینی' (Gibenye) مقرر ہوا۔ 'گبینی' 'لومبا' کے دورِ حکومت میں اس کا وزیر داخلہ تھا اور اسے 'لومبا' کے نظریات کے وارث ہونے کا دعویٰ بھی تھا۔ اسے اس کے جلاوطن علاقے بیزرے وائل سے بلایا گیا تاکہ وہ سٹینلے وائل میں اپنے عہدے کو سنبھال سکے۔ سو 1964ء کے درمیانی حصے میں لومبا کے پیروکاروں کے بائیں بازو نے چین اور سوویت یونین کی مدد سے کانگو

* شے کے مطابق نااہل لیڈر جو انقلاب کی بجائے مختلف ممالک کی سیر کا دلدادہ تھا۔ شومئی قسمت یہ شخص آج ڈیموکریٹک ریپبلک آف کانگو زائرے کا صدر ہے۔ (مصنف)

Marfat.com

کے ایک بہت بڑے حصے پر قبضہ کر لیا۔لیکن ان کی فتح کو کسی طرح سے مستحکم نہیں کہا جا سکتا تھا۔ مختلف سیاسی قائدین کے درمیان موجود سیاسی تقسیم انقلابی قوتوں کو اُسی طرح منتشر کرتی رہی جیسا کہ 1960ء سے کرتی آئی تھی۔

مستقل بحران اور بے یقینی کے باوجود اقوام متحدہ کی باقی ماندہ فوج کو بھی واپس بلا لیا گیا جو 1960ء سے کانگو میں مقیم تھی۔اسی وقت کٹنگا سے تعلق رکھنے والے پرانے علیحدگی پسند، موائز تشا مبی نے 'لیو پولڈ وائل' (کنشاسا) پر قبضہ کر کے وزیراعظم 'آڈولا' کی حکومت پر آخری ضرب لگا دی۔'تشامبی' (Toshambi) نے قابض ہونے کے فوراً شمال اور مشرق میں قائم باغیوں کی حکومتوں کے خلاف مالی امداد کی درخواست کر دی، چونکہ اقوام متحدہ کی افواج واپس جا چکی تھیں اور کانگو کی فوج ہر لحاظ سے ناقابلِ اعتبار تھی چنانچہ 'تشامبی' نے اپنے اقتدار کو موثر بنانے کے لئے جنوبی افریقہ سے سفید فام پیشہ ور قاتلوں کو مدد کے لئے بلا لیا۔جن کی قیادت 'مائک ہور' کر رہا تھا جو ایک مرتبہ پہلے بھی 'کٹنگا' میں اس کی مدد کر چکا تھا۔

یہ پیشہ ور قاتل ایک مرتبہ پہلے 1960ء میں 'کٹنگا' کے تحفظ کے لئے آئے تھے۔اس مرتبہ یہ کانگو کو کمیونزم کے خطرے سے بچانے کے لئے پہنچ گئے۔'ہور' کو تشامبی کے کمانڈر۔ان۔چیف جنرل 'مبوتو' نے جنوبی افریقہ اور رہوڈیشیا (زمبابوے) سے ایک ہزار سفید فام قاتلوں کو بھرتی کرنے کے لئے کہا تھا۔اُدھر بلجیم کی فوج کے اعلیٰ افسروں کو کانگو کی نیشنل آرمی (جس کی قیادت 'مبوتو' کر رہا تھا) کو مضبوط بنانے کے لئے واپس کانگو بلا لیا گیا۔سامانِ حرب کی بھاری مقدار امریکہ سے پہنچنا شروع ہو گئی، امریکن صدر لنڈن۔بی۔جانسن کی حکومت نے 'تشامبی' کو نہ صرف لڑاکا ہوائی جہاز روانہ کئے بلکہ کیوبا کے جلاوطن ہوا بازوں کو بھی بھیج دیا، دراصل 1961ء میں 'بے آف پگ' (Bay of Pig) کی مہم کی ناکامی کے بعد اس نوع کے بہت سے 'کیوبن' امریکہ میں موجود تھے۔

سفید نسل کا تحفظ

گو 'تشامبی' نے جولائی 1964ء میں 'لیو پولڈ وائل' پر قبضہ کرنے کے بعد جنوبی افریقہ کے سفید فام قاتلوں اور امریکی حمایت کے ذریعے مرکزی حکومت قائم کرنے کا دعویٰ تو کر دیا لیکن سیاسی اور سفارتی سطح پر اس کی حکومت ہر قسم کی حمایت سے محروم تھی، بلکہ دوسرے لفظوں میں بالکل

Marfat.com

تنہا تھی۔ بیشتر افریقین ممالک نے 'گبینی' کی 'سٹینلے وائل' کی حکومت کی حمایت شروع کر دی اور اس کو مدد فراہم کرنے کے لئے عملی اقدامات کا آغاز کر دیا۔ یہ واضح ہو چکا تھا کہ کانگو پر ایک مرتبہ پھر 'بلجیم' کا قبضہ ہو چکا تھا فرق محض یہ تھا کہ اس مرتبہ قیادت کے لئے ایک سیاہ فام کٹھ پتلی چہرے کا انتخاب کیا گیا تھا جس کا نام 'تشامبی' تھا۔

مغربی طاقتوں نے افریقہ کے ممالک کا ردِعمل دیکھتے ہوئے اُن کی مخالفت میں 'تشامبی' کی علی الاعلان حمایت کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ امریکی ہوائی جہازوں نے 'سٹینلے وائل' میں اپنے چھاتہ بردار فوجیوں کو اتارنا شروع کر دیا۔ جنہیں 'ہیرلڈ ولسن' کی لیبر حکومت کے تعاون سے برطانیہ کے جنوبی بحیرہ اوقیانوس کے اڈے 'اسینشن جزیرے' (Ascension Island) سے اٹھایا جاتا تھا۔

ادھر بلجیم کے چھاتہ بردار فوجیوں کو یورپی باشندوں کو یرغمال بنائے جانے کے خطرے کی آڑ میں 'سٹینلے وائل' میں اتارا جانے لگا۔ لیکن مقصد تو واضح تھا کہ سٹینلے وائل میں قائم 'گبینی' کی حکومت کا خاتمہ کیا جا سکے اور تشامبی کو اپنے اقتدار میں توسیع کرنے کا موقع فراہم کیا جا سکے۔ اسی طرح کی ایک کوشش جو بظاہر یورپی مشنریوں کو تحفظ دینے کے لئے کی گئی اس میں تقریباً دو سو یورپین اور لاتعداد افریقی شہری مارے گئے۔

اس چھاتہ بردار فوج کے کانگو میں اترنے کا ایک اور فوری نتیجہ یہ نکلا کہ امریکہ مخالف افریقی ممالک خاص طور پر مصر اور الجزائر ــــــ جو اُس وقت 'یونائیٹڈ عرب ریپبلک' کا حصہ تھے ــــــ انہوں نے نہ صرف خود باغیوں کی امداد کا اعلان کر دیا بلکہ دوسرے افریقی ممالک پر بھی مدد کے لئے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ یہ وہ لمحہ تھا جب کیوبا نے کانگو میں براہ راست مداخلت کا فیصلہ کیا۔

دسمبر 1964ء میں 'سٹینلے وائل' میں امریکی، بلجیم، جنوبی افریقین چھاتہ بردار فوج کے اتارے جانے سے کچھ ہی دیر بعد چے گویرا نیویارک میں موجود تھا اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کیوبن وفد کی قیادت کر رہا تھا۔ اس نے 'کانگو کے المیے' کے بارے میں ایک انتہائی موثر تقریر کی، جس میں اس نے کانگو کے حوالے سے کہا کہ ''آج کی جدید دنیا میں اس وحشیانہ فعل کی کوئی متوازی مثال نہیں ملتی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کے حقوق کو کس طرح مکمل ڈھٹائی اور بے لحاظ سنگی طریقے سے یرغمال بنایا جا سکتا ہے۔ اس کی براہ راست وجہ کانگو کے وہ بے تحاشا وسائل ہیں جن پر سامراجی اپنا قبضہ برقرار رکھنا چاہتے ہیں، یہ وہ وجہ ہے جس کے باعث ان

Marfat.com

غاصب قوتوں نے جنہوں نے اقوامِ متحدہ کا نام استعمال کرتے ہوئے پہلے 'لومبا' کے قتل کا ارتکاب کیا، اور آج سفید فام نسل کے تحفظ کے نام پر کانگو کے ہزاروں باشندوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ ہم یہ کیسے بھول سکتے ہیں کہ 'لومبا' کی توقعات کو اقوام متحدہ کی موجودگی میں کیسے دغا دیا گیا، موجودہ اعمال و افعال نے تحقیر کو مکمل کر دیا ہے، جس کے باعث تمام دنیا میں غصے کی لہر دوڑ گئی ہے۔ جرم کا ارتکاب کرنے والے کون ہیں؟ بلجیم کے چھاتہ بردار فوجی جنہیں امریکہ کے ہوائی جہازوں نے برطانیہ کے اڈوں سے اٹھایا ہے۔ آج تمام آزاد دنیا پر کانگو کے جرم کا بدلہ لینے کا قرض باقی ہے۔''

شے گویرا خود اِس قرض کو اتارنے کے لئے بیقرار تھا۔ یہ محض ایک خیال نہیں تھا۔ شے کو کیوبا اور کاسترو کی مکمل حمایت حاصل تھی کہ موقع پر پہنچ کر خود فیصلہ کرے کہ کانگو میں کس طرح کے آپریشن کی ضرورت ہے۔ شے اقوام متحدہ سے خطاب کے بعد معلومات کے حصول کے لئے پہلے الجزائر گیا اور بعد میں کیوبا واپس پہنچا۔ جنوری اور فروری 1965ء میں اس نے غالباً اسی سلسلے میں مالی، کانگو بیزز ے وائل، سینیگال، گھانا، ڈہومے، مصر اور تنزانیہ کا دورہ کیا۔

کہا جاتا ہے کہ جہاں جہاں اس نے قیام کیا اسے کانگو میں مختلف پارٹیوں اور گروپوں کے بارے میں اور ان کی جدوجہد کے حوالے سے اطلاعات بہم پہنچائی گئیں۔ 'کانگو بیزز ے وائل' میں اس کی ملاقات ملک کے سربراہ 'انفانسے مسیمبا۔ ڈی بیٹ' سے ہوئی، جس نے مغرب میں 'مولی۔ لی' کی حمایت کے لئے کیوبا کی امداد کی فرمائش کی۔ 'دارالسلام' (تنزانیہ) میں اس کی ملاقات 'لارنٹ کبیلا' سے ہوئی جس نے شے کو 'مشرقی' محاذ کی مدد پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اور 'مصر' میں اس کی ملاقات 'گیسٹن سومالیٹ' سے ہوئی جسے 'سٹینلے وائل' میں مدد کی ضرورت تھی۔ امداد کی ان تمام درخواستوں میں درست راستے کو منتخب کرنا ایک دشوار فیصلہ تھا۔ کانگو کے انقلابیوں کی مختلف جغرافیائی تقسیم، ان کی گروپ بندیاں، ان کی ٹریننگ (تربیت) کا معیار اور ہر گروپ کے اپنے عزائم، یہ وہ معاملات تھے جو آنے والے دنوں میں شے کے لئے مشکلات کا باعث بننے والے تھے۔ کیوبا کا اپنا ایک ایجنڈا (مقصد) بھی تھا اور یہ تھا کہ امریکن سامراج کے خلاف تیسری دنیا کی مخالفت کے محاذ کا قیام۔ دیکھنا یہ تھا کہ کیا کانگو کے انقلابی واقعتاً اس حد تک بالغ ہو چکے تھے کہ وہ اس عظیم مقصد کے لئے خود کو تیار کر سکتے تھے۔

Marfat.com

گویرا نے مصر میں جمال عبدالناصر سے اس جدوجہد کے بارے میں اپنے حوالے سے بات کی۔ لیکن ناصر نے اس جدوجہد میں گویرا کی شمولیت کی کچھ زیادہ تائید نہیں کی۔ جیسا کہ ناصر کے داماد 'محمد ہیکل' جو کہ ایک جرنلسٹ اور ایڈیٹر تھا، کا بیان ہے کہ اس ملاقات میں گویرا کے الفاظ کچھ یوں تھے "میں کانگو جانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ اس وقت دنیا کا سب سے تند مقام ہے ___ میرا خیال ہے کہ ہم کٹنگا میں سامراجیوں کے دل پر ضرب لگا سکتے ہیں۔" ناصر کے خیال میں سیاہ فام لوگوں میں ایک سفید فام محافظ کی موجودگی ___ غالباً ان کے لئے (افریقیوں) ناقابل قبول ہو سکتی تھی۔ ناصر نے دکھ سے سر ہلاتے ہوئے کہا "یہ ممکن نہیں ہے" ناصر کا یہ تجزیہ کچھ سطحی سا لگتا ہے۔ کیونکہ تشامبی کی فوجی صلاحیت کا دارومدار مکمل طور پر سفید فام فوجیوں پر تھا۔

ناصر سے ملاقات کے فوراً بعد گویرا 'پیکنگ' پہنچا کیونکہ عوامی جمہوریہ چین اُس وقت کانگو کے انقلابیوں کا اصل حامی تھا۔ اس نے وزیراعظم چو۔این۔لائی اور غالباً چیئرمین ماؤزے تنگ سے بھی ملاقات کی۔ چائنہ یقیناً افریقہ میں دلچسپی رکھتا تھا اور چائنہ کے وزیر دفاع لن پیاؤ نے افریقہ کے لئے ایک مکمل حکمت عملی بھی تیار کی ہوئی تھی۔ چائنہ نے افریقہ میں گویرا کی مداخلت کی مکمل حمایت کی۔ سوویت یونین جو اس وقت چین کے ساتھ مختلف قسم کے جھگڑوں میں مصروف تھا جو اس وقت تمام کمیونسٹ دنیا کی تقسیم کے باعث تھے، اُس نے اپنی رائے کو کسی قدر محفوظ رکھا۔ گویرا اپنے دو ماہ کے طویل دورے کے بعد واپس کیوبا پہنچا تو ہوائی اڈے پر فیڈل کاسترو نے خود اُس کا استقبال کیا۔ یہ 14 مارچ 1965ء کا دن تھا اور اس کے بعد شے گویرا کو عام پبلک میں اس طرح سے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

کیوبا کی فوج

گویرا کی واپسی سے پہلے ہی کیوبا نے افریقہ میں گوریلا دستوں کو بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ 1965ء میں ڈیڑھ سو سیاہ فام افراد پر مشتمل دستہ جو مکمل طور پر رضاکارانہ خدمات انجام دے رہے تھے، تیار کیا جا چکا تھا۔ لیکن انہیں ان کی منزل سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا۔

ٹریننگ کے عمل کے دوران ان کا لیڈر کیپٹن 'وکٹر ڈریک' تھا جو کیوبا کے 26 جولائی کے انقلابی دستے میں بھی شامل تھا جو 'سائرہ میسٹرا' میں اترا تھا۔ گوریلا دستے کی تیاری کے بعد سوال

Marfat.com

محض یہ تھا کہ کیا گویرا اس دستے کی قیادت کرنا چاہے گا۔ ایک انقلابی کو اِس سے زیادہ احسن موقع کب دستیاب آسکتا تھا چنانچہ گویرا فوراً اس مہم کی قیادت کے لئے تیار ہو گیا۔ کیپٹن وکٹر ڈریک کے الفاظ میں:

''میرے خیال میں گویرا نے افریقہ کے دورے کے فوراً بعد اِس مہم میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لومبا کے قتل اور کانگو کی عمومی صورتحال نے اسے وہاں گوریلا جدوجہد کے آغاز میں دلچسپی لینے پر آمادہ کیا تھا۔ اس طرح اسے دو مقاصد حاصل ہو سکتے تھے۔ ایک یہ کہ وہ لاطینی امریکہ کے لئے ایک گروپ تیار کر سکتا تھا۔ دوسرے وہ سامراج کے خلاف ویتنام، لاطینی امریکہ کے علاوہ افریقہ میں تیسرا فرنٹ (محاذ) قائم کر سکتا تھا۔ یہ وہ عزائم تھے جنہیں وہ بارآور لانا چاہتا تھا۔ اس وقت لاطینی امریکہ کی نسبت افریقہ کا محاذ بالکل تیار تھا۔۔۔ افریقہ میں عمل کرنے کا وقت آن پہنچا تھا۔''

مارچ 1965ء کے آخری دنوں میں جب 'ڈریک' اگلے احکامات کا منتظر تھا، تو کیوبا کے وزیر برائے تعمیرات 'اوسمینی سائن فیوای گوس' نے جو کانگو کے مشن کی تیاری کا ایک اہم رکن بھی تھا، نے ڈریک کو خفیہ طور پر بتایا کہ اس مہم کی قیادت شے گویرا خود کرے گا اور ان کی منزل کانگو ہوگی۔ گویرا کے علاوہ صرف ایک سفید فام رکن جو اس مہم میں شامل تھا اس کا نام 'جوزی ماریا مارٹنز ٹمیو' تھا اور وہ 'پاپی' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ 'پاپی' کیوبا کی خفیہ سروس سے وابستہ تھا اور اُس نے ایک سال پہلے ارجنٹائن میں 'میسیٹی' (Masetti)' کے گوریلا گروپ کو مدد فراہم کی تھی۔

پہلی اپریل 1965ء کی شام فیڈل کاسترو نے 'ہوانا' میں گوریلا کیمپ کا دورہ کیا اور انہیں آشیر باد کے ساتھ رخصت کیا۔ گویرا کو ہوانا لوٹے ابھی محض تین ہفتے ہی ہوئے تھے اور اب پھر وہ ایک نئی مہم کے لئے تیار تھا۔ اگر چہ اسے کاسترو کی مکمل حمایت حاصل تھی لیکن ابھی تک کسی کو کان و کان خبر نہ تھی کہ اس گروپ کی قیادت عظیم شے گویرا کر رہا ہے۔ اس کی قیادت کو خفیہ رکھنا مقصود بھی تھا۔ چنانچہ اُسے مکمل طور پر بھیس بدل کر ماسکو روانہ کیا گیا وہ اسی جہاز پر تھا جس پر اس کا گوریلا دستہ سفر کر رہا تھا، لیکن وہ ایک ٹیلی ویژن جرنلسٹ (وانگیومرٹ) کا روپ دھارے ہوئے تھا جو اکثر شے کے انٹرویوز لیا کرتا تھا۔ بھیس اتنا مکمل تھا کہ خود 'وانگیومرٹ' شاید فریب نظر کا شکار ہو جاتا۔ کیوبا کا یہ چھوٹا سا گروپ ماسکو سے قاہرہ اور وہاں سے 'دارالسلام' کی جانب روانہ ہوا۔

Marfat.com

19 اپریل 1965ء کو یہ دستہ تنزانیہ پہنچا۔ کیوبا چھوڑنے سے پہلے گویرا نے کاسترو کے نام اپنا آخری خط لکھا۔ جس کے کچھ مندرجات درج ذیل ہیں۔

''میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے فریضے کا وہ حصہ مکمل کر لیا ہے۔ جس نے مجھے کیوبا کے انقلاب کے ساتھ اس کے اپنے علاقے میں ایک بندھن کے ذریعے باندھا ہوا تھا۔۔۔اب کیوبا کے ساتھ میرا کوئی قانونی بندھن نہیں ہے۔۔۔ دوسری اقوام مجھے میری ان عاجزانہ کوششوں کے لئے بلا رہی ہیں، میں وہ کر سکتا ہوں جو آپ کیوبا کے قائد کی حیثیت سے کرنے سے قاصر ہیں۔ میں نے ہمیشہ اپنی شناخت ہمارے انقلاب کی خارجہ پالیسی کے ساتھ کی ہے۔ اور میں ایسا ہی کرتا رہوں گا۔''

یہ خط انتہائی محتاط الفاظ پر مشتمل تھا جس کے معنی یقیناً یہ تھے کہ گو شے گویرا اپنی اور کیوبا کی خواہش کے عین مطابق کانگو کی جدوجہد کا آغاز کر رہا تھا لیکن اس خط میں پیغام یہ تھا کہ اگر اس جدوجہد کے دوران کیوبا پر کسی قسم کا سیاسی دباؤ آن پڑے تو کاسترو اس مشن سے کیوبا کی لاتعلقی کا اظہار اس خط کے ذریعے کر سکتے۔

(کاسترو نے چھ ماہ بعد اکتوبر 1965ء کو اس خط کے مندرجات انقلابی کونسل میں پڑھ کر سنا دیا۔) شے گویرا اور اس کے انقلابی ساتھیوں کا استقبال ہوائی اڈے پر کیوبا کے دارالسلام میں تعینات نئے سفیر 'پبلو ریوالٹا' نے کیا۔ 'ریوالٹا' ایک سیاہ فام سکول ٹیچر تھا جس نے کیوبا کے انقلاب میں برابر کا حصہ لیا تھا اور اُسے اس مشن کے لئے آغاز ہی سے چن لیا گیا تھا۔ 'ریوالٹا' نے 1964ء کے آخر میں 'دارالسلام' میں کیوبا کے نئے سفارتخانے کا آغاز کیا تھا اور اسے تنزانیہ کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ تنزانیہ کے صدر 'جولیس نائریرے' (Nyerere) نے اسے اجازت دی تھی کہ کسی بھی مسئلے کے درپیش آنے کی صورت میں اسے محض اپنے ملک کا جھنڈا کار پر لگانے کی ضرورت ہوگی اور ایوانِ صدر کے تمام دراُسے وا ملیں گے۔

بڑا ہے درد کا رشتہ میں یہ دل غریب سہی
تمہارے نام پر آئیں غمگسار چلے

'ریوالٹا' نے دارالسلام میں موجود، افریقہ کی آزادی کی مختلف تنظیموں سے تعلقات استوار کر لئے اس کے علاوہ اس نے 'عبدالرحمن بابو' تک بھی رسائی حاصل کر لی جو 1964ء کے آغاز

Marfat.com

میں زینزی بار (Zanzibar) کے انقلاب کا معروف رہنما تھا۔ اور اس وقت تنزانیہ میں وزارت کے عہدے پر فائز تھا۔ (بابو کی وفات لندن میں 1996ء میں ہوئی) تنزانیہ دو ممالک 'ٹانگانیکا' اور 'زینزی بار' کے اشتراک سے اپریل 1964ء میں وجود میں آیا تھا اور اب وہ بائیں بازو کی انقلابی جدوجہد میں بھرپور طریقے سے شامل تھا۔ گویرا کو شک تھا کہ اتنی بڑی تعداد میں غیر ملکی سیاہ فام لوگوں کی موجودگی سی۔ آئی۔ اے کے لئے تشویش کا باعث بن سکتی ہے۔ لیکن چونکہ پچھلے ہی سال زینزی بار میں امریکن کونسل جنرل 'فرینک کارلوسی' کی مداخلت کا پول کھلنے کے بعد تنزانیہ نے امریکہ سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ امریکن انٹیلی جنس ایجنسیاں اب تنزانیہ میں وسائل کی کمی اور مقامی مدد کے بغیر خاصی مشکلات سے دوچار تھیں۔ اسی باعث کہا جاتا ہے کہ شاید C.I.A کو اس گروپ کی مکمل تفصیلات میسر نہ آ سکی ہوں [فرینک کارلوسی، بعدازاں C.I.A کا ڈپٹی ڈائریکٹر اور پھر 'ریگن' کا قومی سلامتی کا مشیر اور دفاع کا سیکرٹری بھی رہا تھا] بہرحال اس وقت تک یہ تو یقین تھا کہ C.I.A کو کم از کم اس گروپ کے سربراہ کے نام کی خبر نہیں تھی۔ اور ان کے مطابق گویرا کہیں بعد میں اس مشن میں حصہ لینے کے لئے 'بیز زے وائل' کے ذریعے کانگو تک پہنچا تھا۔

شروع ہی میں اس گروپ کو دارالسلام میں اس مشکل کا سامنا کرنا ہوا کہ کافی عرصے تک وہاں کانگو لبریشن کونسل کا کوئی بھی اہم رکن موجود نہیں تھا، جس کے ساتھ مستقبل کے منصوبوں پر بات ہو سکتی۔ گویرا کے دستے کو دراصل کانگو کے مشرق میں موجود 'گیسٹن سومالیٹ' اور 'لارنٹ کبیلا' کو مدد فراہم کرنا تھی لیکن یہ دونوں قائدین قاہرہ میں آپس میں تنازعے نمٹانے میں مصروف تھے۔ یہی تنازعے بعدازاں گویرا کے لئے دردِ سر بن گئے۔

چونکہ کسی کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ اس دستے کی قیادت گویرا کے سپرد تھی اس لئے نیشنل لبریشن کونسل کے ان چند اراکین نے جو اس وقت تنزانیہ میں موجود تھے انہوں نے بھی اسے پذیرائی کے قابل نہیں سمجھا۔ اور کچھ ایسا تھا بھی چونکہ لبریشن کونسل کے معاملات ایک بہت جونیئر آفیسر 'اینٹو آئین گوڈیف روئے' جسے کیوبن 'ٹری مین ڈوپنستا' کے نام سے پکارتے تھے کے ذمے تھے جو اس دستے کو کانگو میں جھیل 'ٹانگانیکا' کے ذریعے داخل کروانے پر تیار تھا لیکن اپنے قائدین کی رضامندی کے بغیر کوئی بھی عملی قدم اٹھانا اس کے بس سے باہر تھا۔

Marfat.com

کانگومشن کی ناکامی کے کچھ اسباب

گویرا نے فروری کے آغاز میں صدر جولیس نائریرے اور افریقہ کے دوسرے انقلابیوں کے وفود سے ملاقاتیں کیں۔ اُس وقت 'دارالسلام' افریقہ بھر کے انقلابیوں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ خصوصاً انگولا، موزمبیق اور کانگو کے انقلابی تو اپنے بیشتر فیصلے یہاں کرتے تھے۔ ان مختلف ممالک کے انقلابیوں نے مل کر اس مسئلے پر غور کیا کہ کیوبا کے ساتھی کیونکر اُن کی مدد کر سکتے ہیں۔ اس وقت بھی اس مسئلے پر بہت سے مختلف اندازِ فکر دیکھنے کو ملے جو ایک دوسرے سے انتہائی مختلف تھے۔ اس کے علاوہ گویرا کو کچھ اور تلخ حقائق کا بھی سامنا تھا جس میں سے بڑا مسئلہ مقاصد کے اختلاف کا تھا۔ گویرا اور اس کے ساتھی سامراج کی عالمی شکست اور پسپائی پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ ان جیسے نظریاتی انقلابیوں کے نزدیک جیسا کہ تمام مارکسی جانتے ہیں سامراج عالمی کردار کا حامل ہوتا ہے۔ اور اُس کی شکست بھی مکمل ہونا چاہیے جس کے لئے تمام دنیا کے محنت کشوں کی جدوجہد کی ضرورت ہے جو مسلسل انقلابات کے ذریعے سامراجیوں کا قلع قمع کر سکیں۔ محض ایک محاذ پر سامراجی پسپائی عالمی سامراج کے لئے محض ایک عارضی دھچکا ثابت ہوگی اور وہ نئے سرے سے لیس ہو کر بہت سے اور محاذ کھولنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن کانگو کے انقلابیوں کی سوچ انتہائی محدود تھی۔ یہاں تک کہ لاطینی امریکہ کی کمیونسٹ پارٹیوں کی سوچ بھی جعلی قومیت پرستی، ذاتی تنازعات پر مبنی تھی۔ اور وہ عالمی سیاست میں سامراج اور انقلاب کے کردار کے علم سے بے بہرہ تھیں۔

اس کے علاوہ کانگو کے انقلابی کیوبا سے گوریلا جنگ کی تربیت تو حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن ان میں سے بیشتر کا خیال یہ تھا کہ یہ تربیت کیوبا میں دی جانی چاہیے جیسے کہ اس وقت سوویت یونین اور چین میں افریقیوں کو تربیت بہم پہنچائی جا رہی تھی۔ لیکن گویرا اس سے متفق نہیں تھا، اس کے خیال میں میدان جنگ چونکہ کانگو تھا اس لئے جنگی تربیت بھی کانگو میں ہی موثر ثابت ہو سکتی تھی۔ گویرا اس حقیقت سے آشنا ہو چکا تھا کہ بہت سے افریقی ''انقلابی'' جلاوطنی کی آرام دہ پُرآسائش زندگی کے عادی ہو چکے تھے اور اُنہیں یہ توقع تھی کہ ان کے تمام اخراجات کا بوجھ بھی برداشت کیا جائے۔ اس سلسلے میں کیوبا کے سفیر 'پبلو ریوالٹا' کے خیالات قابلِ ذکر ہیں 1990ء میں ایک انٹرویو میں اس نے کہا۔

Marfat.com

''یہ لوگ عورت اور شراب کے رسیا تھے اور ہمیشہ کانگو سے باہر 'کیگوما' اور 'دارالسلام' میں رہنے کو ترجیح دیتے تھے ___ انہیں انقلابی جدوجہد سے کچھ خاص دلچسپی نہیں تھی۔ تنزانیہ کی حکومت نے ایک مرتبہ مجھے افریقن تحریک آزادی کے تمام تر اخراجات کا شمار دکھایا، اخراجات بے پناہ تھے، جس کی وجہ شراب اور رنڈی خانے پر کثیر رقم کا خرچ کیا جانا تھا۔''

اب سوال یہ ہے کہ تنزانیہ ایسی جدوجہد آزادی کی حمایت کیوں کر رہا تھا؟ غالباً محض اس یقین پر کہ انقلابی عمل ازخود سب سے بڑا 'استاد' ہے۔ اس عمل سے گزر کر انسان کندن بنتا ہے اور کمزور لوگ راستے ہی میں ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

سیاست اور حکمتِ عملی کے بارے میں سنجیدہ سوالات نے اختلافات کو ہوا دی، خود گویرا نے محسوس کیا کہ افریقن لبریشن موومنٹ (افریقہ کی تحریک آزادی) بھی یہی سمجھتی تھی کہ افریقہ میں جو کچھ بھی ہو رہا تھا وہ صرف افریقہ کا مسئلہ تھا اور صرف افریقیوں کو ہی اس کا حل تلاش کرنا تھا جبکہ گویرا کا 'بین الاقوامی' نقطہ نظر اس کے بالکل ہی برعکس تھا۔ شے کے نقطہ نظر کے مطابق جو کچھ بھی کانگو میں یا براعظم افریقہ کے کسی بھی علاقے میں ہو رہا تھا ایک ایسا عمل تھا جس کا تعلق تمام دنیا سے تھا۔ افریقہ ایک بڑی جنگ کا حصہ تھا۔ گویرا کے الفاظ یہ تھے، ''میں نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ جدوجہد محض سرحدوں تک محدود نہیں ہے بلکہ ایک مشترک دشمن کے خلاف ایک جنگ ہے۔۔۔ لیکن یہ نقطہ ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔''

'پبلو ریوالٹا' جس نے افریقہ کے بارے میں گویرا کے عزائم سے متعلق، اس سے ایک طویل بحث کی تھی بہت برسوں کے بعد (اس نے) اظہار خیال کرتے ہوئے بتایا کہ گویرا کی اس تحریک کے بارے میں اس کا اپنا ادراک کیا تھا۔ ''کانگو افریقہ کے انقلاب کے لئے ایک بنیاد اور ایک نقطہ آغاز کا کام دے گا۔ جہاں سے تمام افریقین ممالک کو لپیٹ میں لیا جا سکے گا۔ علاوہ ازیں یہ جنوبی افریقہ کے قریب ایک اہم (حربی) مقام ہے، جدوجہد، ازخود تربیت اور کانگو لبریشن موومنٹ (تحریک آزادی) کو ملنے والی توانائی تمام دوسرے ممالک خصوصاً جنوبی افریقہ کے لئے بھی ہمارے مقصد کے لئے سودمند ثابت ہوگی۔'' یہ شے کا عزم تھا اور افریقین لبریشن موومنٹ کے نمائندوں کو کیوبا میں تربیت دینے اور سرمایہ فراہم کرنے کی بجائے جس کی دراصل انہیں خواہش تھی۔ یہی تجویز اس نے ان کے قائدین کے سامنے [فروری میں] رکھی۔ اس نے کانگو میں

Marfat.com

موقع پر انہیں تربیت دینے کے عزم کا اعادہ کیا۔ حاضرین میں سے بیشتر کو اس 'عزم' سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، وہ محض کانگو کو چھوڑ دینا چاہتے تھے اور انہیں واپس آنے کی کوئی خواہش نہیں تھی۔

مختلف بیانات سے گویرا کے مرکزی منصوبے کی تائید ملتی ہے جو یہ تھا کہ جھیل 'ٹانگا نیکا' کے ساحل کے قریب موجود آزاد علاقوں کا فائدہ اٹھانا چاہیے اور انہیں زبردست تربیتی علاقوں میں تبدیل کر دینا چاہیے، خاص طور پر جبکہ ایک دوست ہمسایہ ملک (تنزانیہ) ہر طرح کی مدد مہیا کرنے پر تیار ہو۔ یہ بالکل ایک نصابی کتاب کا سا معاملہ تھا۔ صرف ایک سال بعد وہ بولیویا میں ایسا کرنے والا تھا جہاں 'چاکو' کے کنارے پر گویرا نے ''آزاد علاقہ'' تشکیل دیا تھا جہاں دنیا بھر سے آنے والے انقلابیوں کی تربیت ہونا تھی۔

یہ ایک انتہائی ذی شعور تجویز تھی، امریکہ یہی کچھ 'پانامہ کینال زون' میں کرنے والا تھا۔ 'پانامہ' سے ایک بڑا علاقہ لینے کے بعد اُسے امریکن پینٹا گون کے حوالے کر دیا گیا تھا جہاں کے جنگلات میں تمام لاطینی امریکہ سے فوجی افسروں کو اکٹھا کیا جا رہا تھا تا کہ انہیں 'ویتنام' سے سیکھے گئے تمام نئے طریقے کار سکھائے جاسکیں جو دنیا میں امریکن عزائم کے خلاف ہونے والی بغاوتوں کو کچلنے میں مددگار ثابت ہوسکیں۔ ان افسروں کو جنگلات کے حالات کا عادی بنائے اور ہسپانوی زبان سکھانے سے یہ واضح ہو جاتا تھا کہ یہ تمام منصوبے لاطینی امریکہ کے ممالک میں امریکی مفادات کے دفاع کے لئے بنائے جا رہے تھے۔ ادھر کیوبا کی کارگزاری اس معاملے میں امریکہ سے بھی کہیں بہتر تھی۔

آزاد علاقے

23 اپریل 1965ء کو کیوبا کا چھوٹا سا گوریلا دستہ شے گویرا کی قیادت میں دارالسلام سے جھیل ٹانگا نیکا کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس میں شے گویرا، وکٹر ڈریک، 'مارٹینز تیمیو' دو ڈرائیوروں اور 'گورڈ ایف روئی' جسے کانگو کے انقلابیوں سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ بننا تھا، سمیت چودہ گوریلے شامل تھے۔ وہ ایک مرسڈیز کار اور ایک بڑی سی لاری (Lorry) میں سوار تھے، لاری کی چھت پر ایک کشتی رکھی تھی جس کی مدد سے انہوں نے جھیل کو عبور کرنا تھا۔ راستے سے شناسا تنزانیہ کا ایک باشندہ بھی ان کے ہمراہ تھا۔ وہ 'کانوائے' (قافلے) کی شکل میں 'ڈوڈوما' کے راستے جھیل

Marfat.com

کے ساتھ واقع قصبے 'کگوما' میں پہنچے۔ قریب ہی 'اوجی جی' کا گاؤں تھا جہاں تقریباً ایک صدی پہلے 'لونگ سٹون' (Living Stone) اور سٹینلے (Stanley) نے 1871ء میں مشہور جنگی معرکے میں شرکت کی تھی۔

چلنے سے کچھ دیر پہلے شے نے اپنی 'سواہلی' (Swahili) زبان کی لغت ساتھ رکھ لی تھی اور اپنے ہر کیوبن ساتھی کو اس زبان کا ایک مصنوعی نام دے دیا تھا۔ مثال کے طور پر ''موجا، وَن (one) کا نام وکٹر ڈریک'' کو ''ایم بلی 'ٹو (Two)' مارٹینز گمائیو'' کو، اور ''ٹیے ٹوتھری' (Three) کا نام خود کو' دیا تھا۔ یقیناً اس سے کچھ پریشان خیالی اور تذبذب کے پھیلنے کا امکان تھا۔ کیونکہ کانگو کے تمام انقلابیوں کو سفید فام قائد شے کو ایک مترجم کی حیثیت سے اور عہدے کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر اور شے گویرا کی بجائے 'ٹیوٹو' کے نام سے پہچانتا تھا۔ اس لئے کانگوین* اس پر پریشان ہوتے کہ تیسرے نمبر کا لیڈر پورے دستے کی قیادت کیونکر کر رہا ہے۔

اس چھوٹے سے گروپ نے 'کگوما' کو اپنی مستقل قیام گاہ بنایا اور اس کے بعد جھیل کو عبور کر کے یہ کانگو کے علاقے 'کائی بیمبا' (Kibamba) میں اترے، یہ خشک موسم تھا جب دن کے وقت گرمی اور رات کو سردی پڑتی ہے۔ کیوبن انقلابیوں کا یہاں کانگو کے جن انقلابیوں نے استقبال کیا وہ خود کو 'پیپلز بران آرمی' کہتے تھے، انہوں نے 'خاکی' کپڑے پہن رکھے تھے جو کہ 'عوامی جمہوریہ چین' نے انہیں بھیجے تھے۔ استقبال کے وقت مختلف نعرے لگائے گئے، کچھ گانے بھی گائے گئے۔ زیادہ مسئلہ زبان کا تھا، لیکن خوش قسمتی سے گویرا کو ایک فوجی مل گیا جو فرانسیسی زبان بھی بول سکتا تھا۔ اس تمام خیر مقدم کے بعد گوریلاؤں نے اپنے خیمے نصب کر لئے اور گاؤں سے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے زبان کا مسئلہ شدت سے ابھر کر سامنے آ رہا تھا۔ گوگویرا اور اس کے کیوبن ساتھیوں نے 'سواہلی' زبان سیکھنے کی بھرپور کوشش کی، لیکن کانگو میں تنزانیہ کی طرح محض ایک زبان بولنے والے کم تھے۔ چونکہ کانگو میں بہت سے قبائل بستے تھے سو ہر قبیلے کی زبان دوسرے سے مختلف تھی۔ کیوبن میں سے صرف شے گویرا کو فرانسیسی زبان آتی تھی۔

گویرا کو کانگو کے تمام تر علاقے کے بارے میں کافی معلومات حاصل تھیں۔ 'فزی' (Fizi) اور 'بارکا' کے راستے سے 'البرٹ وائل' سے لے کر جنوب میں 'مکاوگو' تک وہ تمام راستوں سے

* کانگوین یا کانگولیز — کانگو کے [illegible]

Marfat.com

آ گاہ تھا۔ تاہم 'البرٹ وائل' اور 'بکاویو' دونوں پر گذشتہ چھ ماہ کے عرصے سے 'تشامبی' کی فوجوں نے دوبارہ قبضہ کرلیا تھا۔ اور بہت مشہور و معروف 'آزاد علاقے' کی سرحدوں میں بہت سے شگاف پیدا ہو چکے تھے 'پیشہ ور قاتلوں کے لیڈر' 'مائیک ہور' نے اپنی کتاب 'کانگو کے پیشہ ور قاتل' میں اس کے بارے میں کچھ یوں لکھا ہے۔

'''فزی' اور 'بارکا' کا مزاحمتی علاقہ رقبے کے لحاظ سے 'ویلز' سے دوگنا ہے۔ یہ جھیل 'ٹانگانیکا' کے جنوبی ساحل کے ساتھ ساتھ 'یویرا' (Uvira) سے لے کر کابمبا (Kabimba) تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ علاقہ 150 میل لمبا ہے۔ اور 'البرٹ وائل' کے تیس (30) میل شمال میں ہے۔ اس علاقے میں کبھی تو یکایک ڈھلانیں شروع ہو جاتی ہیں تو کہیں تیزی سے بہتے ہوئے دریا سامنے آجاتے ہیں اور ٹیڑھے راستوں سے تو اکثر واسطہ پڑتا ہے۔ پہاڑوں کے اس سلسلے کے باعث دشمن تقریباً ایک سال سے زیادہ عرصے سے اپنا دفاع کرنے میں کامیاب رہا ہے۔''

یہ تھا وہ 'آزاد علاقہ' جس کا دفاع کیوبا کے گوریلوں کو کرنا تھا۔

کیوبن گوریلے یہاں سپاہیوں کے ساز و سامان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ بری فوج کو اسلحے اور کپڑوں کی کوئی کمی نہیں تھی لیکن وہ کانگو کے انقلابیوں کے ساتھ تقریباً چار ہزار ٹٹسی* (Tutsi) سپاہی دیکھ کر حیران رہ گئے جن کا تعلق 'راونڈا' سے تھا۔ کیوبا کے دستے کو اس بارے کان و کان خبر نہ تھی۔ یہ 'ٹٹسی' (Tutsi) آزادی کے بعد حکمران 'ہوٹو' قبیلے کے قتل عام سے بچنے کے لئے کانگو آن پہنچے تھے اور وہ کسی کامیاب انقلاب کی توقع لے کر آئے تھے جس کے سہارے وہ اپنے ملک کی جانب دوبارہ لوٹ جانا چاہتے تھے۔

سیاسی مشکلات جو 'دارالسلام' سے گویرا کے ساتھ آئی تھیں 'کائی بمبا' میں پھر ابھر کر سامنے آن کھڑی ہوئیں۔ گویرا اور اس کے ساتھی 'گوڈ ایف روئی' کی حفاظت میں کانگو پہنچے تھے جو خود محض ایک جونیئر افسر تھا۔ اور انہیں جلد یہ اندازہ ہو گیا کہ اسے یہاں کے فوجی کمانڈروں کی حمایت

*ٹٹسی (Tutsi) قبیلے کا تعلق 'روانڈا' سے تھا جہاں ہوٹو قبائل نے محض نوآبادیاتی قوتوں کے مفادات کو پورا کرنے کی خاطر ٹٹسی نسل کو تمام کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا یہ المیہ جس میں لاکھوں لوگ قتل کر دیئے گئے۔ 1990ء کے قریب جا کر ختم ہوا۔ انصاف پسند دنیا خاموش تماشائی بنی رہی یہاں تک کہ اقوام متحدہ نے بھی اپنی فوج کو واپس بلا لیا تھا۔ اقوام متحدہ دنیا میں اسی کام آتی ہے۔ (مصنف)

Marfat.com

حاصل نہیں تھی۔ جب 'گوڈ ایف روئی' نے کانگو کی فوج کو یہ بتایا کہ کیوبا کے کچھ ساتھی بھی اُن کی میٹنگ میں بیٹھنے کے خواہش مند ہیں تو مقامی کمانڈر ہچکچاہٹ کا شکار ہو گئے۔ انہیں یہ تو خبر تھی کہ کیوبا کا ایک دستہ ان کی مدد کو آ رہا ہے لیکن یہ کہ اس کی قیادت گویرا کے سپرد تھی نہ تو انہیں اس کا علم تھا اور نہ ہی ہونا چاہیے تھا۔ چنانچہ تب گویرا نے محسوس کیا کہ اسے اُن پر اپنی شناخت ظاہر کرنا ہوگی چنانچہ اس نے 'گوڈ ایف روئی' کو اعتماد میں لیا اور اپنا تعارف کروا دیا۔ 'گوڈ ایف روئی' ششدر رہ گیا اور حیرت میں اس کے منہ سے بار بار یہ نکلتا تھا کہ "کسی کو اس بارے میں علم نہیں ہونا چاہیے" غالباً یہ وہ الفاظ تھے جو شے نے اپنا تعارف کروانے کے بعد اس سے کہے تھے۔ 'گوڈ ایف روئی' اتنا گھبرایا کہ اس نے واپس دارالسلام جانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ وہ اپنے قائد 'لارنٹ کبیلا' کو اس نئی صورتحال سے آگاہ کر سکے۔ لیکن اس اطلاع کے ملنے کے باوجود 'کبیلا' بہت تاخیر سے قاہرہ سے دارالسلام پہنچا۔

اگر اِدھر 'کانگو والے' اندھیرے میں تھے تو اُدھر کیوبا کے دستے کا حال بھی تقریباً وہی تھا۔ 'وکٹر ڈریک' کے مطابق، گویرا کو الجزائر میں جنوری اور فروری کے درمیانی عرصے میں کانگو کی انقلابی قیادت کے ساتھ ملاقات اور اس میں طے پانے والے منصوبوں کے بارے میں کیوبن دستے کے سینئر لیڈروں کو اعتماد میں لینا پڑا۔ گویرا نے اقرار کیا کہ اسے کانگو کی فوجی صورتحال کا بخوبی اندازہ نہیں تھا اور اس کا خیال تھا کہ اس سے آگاہی موقع پر موجود ہو کر حاصل کی جا سکتی ہے۔ لیکن یقیناً یہ کوئی سہل کام نہیں تھا۔ 'کائی بمبا' کے کمانڈر کچھ وقت کے بعد کسی قدر رام ہوئے اور انہوں نے گویرا کو اپنا منصوبہ پیش کرنے کی اجازت دے دی، لیکن ابھی تک وہ اس حقیقت سے لاعلم تھے کہ ان کے درمیان گویرا موجود تھا۔ یہ خالصتاً ایک گوریلا جنگ کا منصوبہ تھا۔ سو 100 لوگوں کو بیس بیس کے پانچ گروپوں میں منقسم کر کے انہیں فوجی ٹریننگ (تربیت) دینا، انہیں اسلحے کے استعمال کے لئے تیار کرنا، خندقیں کھودنے اور رسد کے وسائل میں ماہر بنانا مقصود تھا۔ تربیت کو 5 سے 6 ہفتے تک جاری رہنا تھا۔ اور اس کے بعد انہیں ایک کیوبن کمانڈر 'پاپلی مارٹینز تمیو' کی قیادت میں میدان جنگ میں بھیجنا مقصود تھا۔ میدان جنگ میں ان سپاہیوں کی کارکردگی کا جائزہ لے کر بہترین فوجیوں کو دوبارہ مجتمع کر کے اعلیٰ دستے تیار کرنا تھا۔ گویرا کا خیال تھا کہ اس طرح ہر سو میں سے صرف بیس اچھے سپاہی نکلیں گے اور ان میں سے دو یا تین اہل قائد۔ اس تمام نظریے کو جب

Marfat.com

کانگو کی قیادت کے سامنے رکھا گیا تو انہوں نے ٹال مٹول شروع کر دی۔ اور گویرا کو اس تمام نظریے کو لکھ کر لانے کو کہا اور خود اپنی ڈگر پر قائم رہے۔

گوریلا لیڈر

لماندروں میں ایک جس کا نام 'کائی۔وی' (Kiwe) تھا، نے ان تمام سیاستدانوں کا پول کھولا جو کہ اس جدوجہد آزادی میں شامل تھے۔ مثال کے طور پر 'نکولس اولنگا' جس نے 'سٹینلے وائل' کو فتح کیا تھا ایک خودنما اور مغرور آدمی تھا جو جب کسی گاؤں کو فتح کرتا تو خود کو تمغوں سے سجاتا رہتا تھا۔ 'این ٹو آئین گازنگا'۔ وکہ ایک سابق وزیر اعظم اور لومبا کا ایک جانشین تھا، بائیں بازو کا محض ایک موقع پرست تھا۔ 'کرسٹوفر گبینی' لومبا کا ایک اور پیروکار لٹیروں کا سربراہ زیادہ اور انقلابی تحریک کا قائد کم تھا۔ گویرا کو یہ بھی بتایا گیا کہ کن کن لوگوں کے 'نیروبی' میں واقع امریکن سفارت خانے سے خفیہ رابطے تھے۔ اُسے کرنل 'ہاکاسا' کے بارے میں بھی بتایا گیا جو جلاوطنی کے دوران آپس کی جھڑپوں میں مارا گیا تھا۔ اور 'لارنٹ میٹواڈی ڈی' کے بارے میں جسے قتل کرنے کی کوشش بھی کی گئی تھی اور کیسے گبینی نے 'گزنگا' کے گرفتار کروانے میں حصہ لیا۔ یہ اندرونی سازشوں کی ایک لمبی داستان تھی جسے کیوبا کے انقلابی سنتے اور حالتِ زار پر پریشان ہوتے تھے۔

دوسری جانب زمینی حالات بھی کچھ زیادہ بہتر نہ تھے گویرا جن دنوں 'لارنٹ کبیلا' کی واپسی کا منتظر تھا، انہی دنوں اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اصل پیشے پر توجہ دینا شروع کر دی۔ اس نے علاقائی ڈسپنسری میں جب مریضوں کا معائنہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ بیشتر مریض جنسی بیماریوں کا شکار تھے۔ اس کی وجہ 'کگوما' میں تنزانیہ کی جانب قحبہ خانے کی موجودگی اور سپاہیوں کی بغیر روک ٹوک 'کگوما' کی جانب آمدورفت تھی۔ گویرا کے مطابق ''اس لمحے میرا ذہن یہ سوچنے میں مصروف نہیں تھا کہ لوگوں کی جسمانی حالت اتنی دگرگوں کیوں تھی اور نہ ہی یہ کہ 'کگوما' میں قحبہ خانے کیوں کر موجود تھے بلکہ یہ حقیقت میرے سامنے تھی کہ یہ بہت سے لوگوں کی بیماری کا سبب بن رہے تھے اور یہ کہ ان عورتوں کا خرچ کون برداشت کر رہا تھا؟ سرمایہ کہاں سے آتا تھا؟ اور اُس سرمائے کا کیا ہوتا تھا جو انقلاب کے نام پر حاصل کیا جاتا تھا؟

گویرا نے جب سوویت یونین اور 'چین' سے آنے والے سامان کو دیکھا تو حیرت اور

Marfat.com

پریشانی سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ چائنہ نے سامانِ جنگ اور سوویت یونین نے دوائیاں بھجوائیں تھیں۔ دوائیاں یقیناً ایک ایسی فوج کے لئے تو اہم تھیں جو بھرپور جنگ میں شامل ہو مگر عام زندگی کی ضروریات کے لئے ان میں کچھ خاص نہیں تھا۔ کانگو کے سپاہی امداد کو یوں آپس میں تقسیم کرتے تھے جیسے کہ یہ مالِ غنیمت ہو۔ سامانِ حرب کی تقسیم کا طریقہ اور بھی خراب تھا۔ اور مزید یہ کہ اتنے قیمتی سامان حرب کے باوجود اس میں کچھ نہ کچھ خامیاں ضرور ہوتی تھی، مثلاً توپیں اور مشین گنیں بغیر ضروری لوازمات کے ہوتی تھیں۔ بندوقوں کے ساتھ مختلف گولیاں ہوتیں، جو ان بندوقوں کے لئے کارآمد نہیں ہوتی تھیں۔ بارودی سرنگوں کے ساتھ ان کو اڑانے کے آلات نہیں ہوتے تھے۔ معاملہ ایسا نہیں تھا کہ رسد بھیجنے والے ممالک کوئی خرابی کرتے تھے درحقیقت ہوتا یہ تھا کہ چونکہ یہ سامان 'کگوما' کے راستے سے آتا تھا تو بہت کچھ وہیں سے غائب ہو جایا کرتا تھا۔ گویرا نے مشورہ دیا کہ کیوبن کو کم از کم اسلحے کے ڈپو کی نگرانی اور اسلحے کی رسد کا کام دے دیا جائے لیکن اس بظاہر معمولی مشورے پر بھی کوئی کان دھرنے کو تیار نہیں تھا۔

8 مئی کو جب گویرا اور اس کے ساتھیوں کو 'کائی بما' میں بستے ہوئے پندرہ دن گزر رہے تھے تو کیوبا کا دوسرا گوریلا دستہ بھی آن پہنچا۔ یہ کمک اپریل کے آخری دنوں میں 'ہوانا' سے روانہ کی گئی تھی اور انہیں بتایا تھا کہ وہ جہاں جا رہے ہیں وہاں ایک ایسا شخص موجود ہے جسے 'فیڈل کاسترو' کا مکمل اعتماد حاصل ہے۔ انہیں ہوائی اڈے پر فیڈل کے بھائی 'راؤل' نے رخصت کیا اور انہیں ماسکو' پراگ' اور پیرس تک پہنچایا گیا، بالآخر جھیل کو عبور کرنے کے بعد انہوں نے 'کائی بما' کے بالائی علاقے میں کیمپ نصب کر دیئے تھے اُن کی قیادت کا فریضہ ''ٹیری۔ رو درگیز'' انجام دے رہا تھا جو 1930ء میں پیدا ہوا تھا اور جس نے 26 جولائی کو' سائرہ میسٹرا' کی مہم میں شرکت کی تھی۔

گویرا کے لئے زیادہ اہم بات یہ تھی کہ کیوبا کے اس دستے کے ساتھ کانگو کا ایک سینئر فوجی لیڈر بھی موجود تھا۔ جس کا نام 'لیونارڈ میٹ اوڈی۔ ڈی' تھا۔ وہ یونیورسٹی کا طالب علم رہ چکا تھا، اُسے فرانسیسی زبان پر عبور تھا علاوہ ازیں اس کے پاس ذہانت سے بھرا سیاسی دماغ بھی تھا۔ پہلی مرتبہ گویرا اس قابل ہو سکا کہ وہ کانگو کی افواج کے باہمی تعلقات کو بھرپور طریقے سے سمجھ پائے۔ حالات کچھ زیادہ سازگار نہیں تھے۔ یہ معلوم ہوا کہ 'پاز موبی۔ لی' ملک کے درمیانی حصے میں پھنس کر

Marfat.com

رہ گیا ہے اور اسے باہر سے کوئی مدد نہیں مل رہی۔ ایک جانب مشرقی محاذ کو تنزانیہ اور کینیا کی مکمل حمایت حاصل تھی اور افریقین یونین کی تنظیم (OAU) 'تشامبی' کی حکومت کے شدید خلاف تھی تو دوسری جانب 'مولی۔لی' جوان میں سب سے بہتر انقلابی تھا وہ بے یار و مددگار تھا۔ اگر وہ 'کانگو بیز زے وائل' سے کچھ زیادہ نزدیک ہوتا تو اسے کمک پہنچانا زیادہ سہل ہوتا۔ لیکن اب حالات اُس کے لئے خراب تر ہو رہے تھے۔

کیوبا کے اس بڑے دستے نے باہم اکٹھے ہو کر 'میٹ او ڈی۔ڈی' کے مشورے سے 'کائی ممبا' سے پانچ ۔یٹر دور سب سے اونچے پہاڑ 'لولو آبورگ' پر پڑاؤ ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ ایک کیوبن کے مطابق یہ کیوبا سے بالکل مختلف تھا کیونکہ یہاں صبح دس بجے تک شدید دھند ہوتی تھی جسے چاقو سے کاٹا جا سکتا تھا۔ کیوبن کو ان پہاڑوں پر رہنے کی تربیت نہیں دی گئی تھی کیونکہ افریقہ میں ان کا سابقہ زیادہ تر جنگلات یا کھلے علاقوں سے پڑتا تھا۔

اسی دوران 'میٹ او ڈی۔ڈی' نے ایک نیا لیکن ناقابل عمل منصوبہ پیش کیا۔ اس نے اعلان کیا کہ جھیل کے جنوب سے کیوبن افواج کو 'تشامبی' کے سب سے مضبوط علاقے 'البرٹ وائل' پر حملہ کرنا ہوگا۔ یہ علاقہ حربی اعتبار سے بہت اہم تھا اور کچھ عرصہ قبل یہ 'آزاد علاقے' کا حصہ تھا لیکن بعد میں 'تشامبی' کی افواج نے اِس پر دوبارہ قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن گویرا اس کے خلاف تھا اُس کے نزدیک فوجی لحاظ سے یہ ایک ناقابلِ عمل منصوبہ تھا کیونکہ اول تو اتنی بڑی مہم کے لئے بہت زیادہ فوج کی ضرورت تھی جبکہ گویرا کے پاس اس کے مقابلے میں گوریلا فوجیوں کا ایک چھوٹا سا دستہ تھا اور ان میں سے آدھے بیمار تھے۔ دوسرے گویرا کے نزدیک 'البرٹ وائل' ایک طویل مہم کا آخری ہدف تو ہو سکتا تھا لیکن پہلا نہیں۔

بالآخر 23 مئی کو 'میٹ او ڈی۔ڈی' اور 'گوڈ ایف روئی' نے کانگو کی جانب سے اور گویرا اور 'ایم بلی' نے کیوبا کی جانب سے مل بیٹھ کر ایک اور منصوبہ بنایا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ کیوبن اپنے اڈے سے چار رخہ حملہ کریں گے مشرق سے لولمبا (Lulimba) کی جانب سے، جنوب میں 'بنڈیرا' اور 'کابمبا' کی طرف سے جبکہ شمال میں ایک جانب 'فزی' اور اس کے ساتھ 'بارکا' شامل ہوں گے۔ لیکن اب کیوبن کا مقصد بالکل واضح تھا۔ وہ تمام علاقے کا خود جائزہ لینا چاہتے تھے اور اس حملے سے قبل انہیں اِس کا خاطر خواہ اندازہ ہونے کی توقع تھی۔ لیکن ابھی گویرا کو بحفاظت پیچھے رکھا گیا

Marfat.com

اور'موجا' اور'ایم بلی' نے علاقے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔انہیں اپنی چھان بین مکمل کرنے میں پندرہ دن کا عرصہ لگا انہوں نے تمام تر''آزاد سرحدوں'' کا جائزہ لیا۔انہیں کئی جگہوں پر دوستانہ ماحول بھی میسر آیا لیکن انہیں اِس کا بخوبی اندازہ بھی ہو گیا کہ دشمن کا دفاع انتہائی مضبوط ہے،'فرزی' میں'موجا' (ڈریک) کے مطابق' کانگوین' کا مورال بہت کم تھا۔جب کیوبا کے انقلابی اپنی چھان بین میں مصروف تھے تو اِسی دوران انہیں قصبے کے باہر'سفید فام قاتلوں' کا سراغ ملا۔جہاں ایک مختصر سا علاقہ چھوٹے جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کے اترنے کے لئے بنایا گیا تھا۔

جب جائزہ لینے والی ٹیم واپس پہنچی اور اس نے گویرا کو حالات کے بارے میں مطلع کیا تو گویرا نے محض دولفظوں میں مختصر مگر جامع تجزیہ کر دیا اُس نے کہا' نااہلیت اور بدنظمی' بس ان دو کا ' کانگو' پر راج ہے۔گو عام لوگوں نے کیوبا کے دستے کا خیر مقدم کیا لیکن وہ بھی انقلابی قیادت سے خاصے مایوس دکھائی دیئے۔خاص طور پر' کبیلا' اور' میٹ اوڈی۔ڈی' سے جنہیں وہ' سیاح' کہتے تھے۔وہ وہاں پر کبھی موجود نہیں ہوتے تھے جہاں ان کی ضرورت ہوتی تھی۔بقیہ کمانڈروں کی اکثریت بے تحاشا شراب نوشی کرتی تھی اور یہ جانے بغیر کہ ان کے اردگرد کتنی بھوک ہے اور یہ کہ وہ کس مقصد کے لئے جمع ہوئے ہیں، بے تحاشا خوراک کا استعمال کرتی تھی۔انہیں بیکار میں پٹرول ضائع کرنے کی عادت تھی اسلحے اور گولیوں کے ساتھ بھی وہ یہی سلوک کرتے تھے۔کیوبن کی ان کے بارے میں تشخیص یہ تھی کہ انہیں جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے' تربیت' اور اسی مقصد کے لئے وہ یہاں آئے تھے لیکن تربیت کا آغاز کیونکر ہو؟ ایک ہفتے کے بحث مباحثے کے بعد گویرا کے کہنے پر میٹ اوڈی۔ڈی' نے چیزوں کو منظم کرنا شروع کیا۔اس نے شراب نوشی پر پابندی عائد کی اور ان تمام لوگوں کو اسلحہ دینا بند کر دیا جنہیں اسلحے کے استعمال کی تربیت حاصل نہیں تھی۔لیکن اتفاق سے وہ واحد سینئر کمانڈر تھا جو اِس ریوڑ کو کنٹرول کر رہا تھا۔جہاں تک کیوبن کا تعلق تھا تو انہیں دوسرے مسائل کے ساتھ ساتھ زبان کا مسئلہ بھی درپیش تھا۔کیونکہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کانگو کے گوریلوں کی کوئی ایک بولی یا زبان نہیں تھی۔

مئی کے اختتام پر اچانک'لولوآ بورگ' کی' بیس'(base) سے ایک پیامبر یہ پیغام لے کر آیا کہ جھیل کے قریب کیوبا کا ایک' وزیر' آیا ہوا ہے۔یہ ناقابلِ یقین تھا لیکن گویرا جب خود وہاں پہنچا تو اُس کی ملاقات وہاں' اوسمینی سائن فیوا گیوس' سے ہوئی جو کہ کیوبا کے انقلاب کا ایک بہت ہی

Marfat.com

سینئر لیڈر تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ تنزانیہ کے دورے پر آیا تھا اور اسی دوران اس نے تنزانیہ کی حکومت سے اپنے گوریلا دوستوں سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو اسی سلسلے میں اُسے یہاں بھیجا گیا تھا۔ اُس نے گویرا کو انتہائی افسوسناک خبر پہنچائی کہ اُس کی (گویرا کی) والدہ 'سلیا' (Celia) رجنٹائن میں بسترِ مرگ* پر ہے۔ 'سائن فیوائیگوس' نے چند دن وہاں قیام کیا، چونتیس گوریلوں کا ایک اور دستہ اس کے ہمراہ تھا جس کے پہنچنے کے ساتھ ہی کیوبن گوریلوں کی تعداد 66 ہو گئی۔ 'سائن فیوائیگوس' کی موجودگی سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کیوبا کی حکومت اِس انقلاب میں بھرپور دلچسپی لے رہی تھی۔ گویرا نے 'سائن فیوائیگوس' کو حالات کے مکمل تجزیے سے آگاہ کیا۔ لیکن گویرا کے بیان میں رجائیت کا پہلو موجود تھا اور دونوں انقلابی رہنما اس پر متفق تھے کہ آخرکار کیوبا کے انقلاب کے دوران خاص طور پر اُس کے آغاز میں ایسے ہی بہت سے مسائل کا سامنا تھا اس تمام عرصے میں جس اہم ترین رہنما کا سب کو انتظار تھا اُس کا نام 'لارنٹ کبیلا' تھا۔ 'لارنٹ' کے آنے میں تاخیر کا عرصہ انتہائی طویل ہو چلا تھا۔ اب خبر یہ آئی کہ وہ چینی وزیراعظم 'چواین لائی' سے ملاقات کا منتظر ہے جو تنزانیہ کا دورہ کرنے والا تھا۔ اسی دوران ایک بہت بڑا نقصان ہو گیا۔ 'لارنٹی میٹ اوڈی ڈی' جو کہ گویرا کا کانگو کے سپاہیوں سے واحد رابطہ تھا، جھیل ٹانگانیکا میں ڈوبنے سے انتقال کر گیا۔ گو اِس کی موت کے بارے میں متضاد آراء تھیں۔ کیا یہ حادثہ تھا یا قتل وہ کسی کو بچانے کے لئے پانی میں کودا تھا لیکن اس کے بعد وہ خود مشکلات میں گرفتار ہو گیا؟ کیوبن اب پھر سے مکمل طور پر تنہا ہو چکے تھے۔

بنڈیرا کی جنگ

اس حادثے کے ایک روز بعد یعنی 17 مئی کو بالآخر 'کبیلا' کا ایک خط پہنچا جسے چین کا تربیت یافتہ 'روانڈا' سے تعلق رکھنے والا ٹٹسی فوج کا لیڈر 'من ڈانڈی' 'دارالسلام' سے لے کر آیا تھا۔ چواین لائی سے ملاقات کے دوران وہ بھی وہاں موجود تھا 'کبیلا' نے اپنے خط میں یہ ہدایت کی کہ 'البرٹ وائل' کو چھوڑ کر 'بنڈیرا' پر حملہ کیا جائے جو کہ 'کاڈ' بمبا' کے اندرون دریائے 'کمبی' کے ساتھ ملحق 'تشامبی' کی ایک گریژن تھی۔ یہ 'پن بجلی' (Hydro-electric) کا ایک پلانٹ بھی تھا۔

*اس بارے میں شے کا خط ایک قیمتی اور قابل ذکر دستاویز ہے جو اسی کتاب میں ''شے کے خطوط'' میں موجود ہے۔ (مصنف)

Marfat.com

حکم یہ تھا کہ حملہ 'روانڈین' اور پچاس کیوبن کی مدد سے کیا جائے جس کی قیادت 'من ڈنڈی' کے پاس ہو اور اس کا آغاز ایک ہفتے میں یعنی 25 جون تک ہو جانا چاہیے۔ روانڈین سپاہیوں نے شے کو بتایا کہ 'بنڈیرا' کی بیرکیں اس علاقے میں سب سے بڑی ہیں جہاں تشامی کے تقریباً تین سو عسکری (سپاہی اور) بلجیم کے سو 100 کے قریب کرائے کے قاتل موجود ہیں۔

یہ کانگو* کے لیڈر کی خودغرضی کی ایک اور مثال تھی جو خود موقع پر موجود نہیں تھا لیکن اپنی بھوک سے بڑا نوالہ نگلنا چاہتا تھا۔ اس منصوبے کی صحت کے بارے میں بہت گفت وشنید ہوئی۔ گویرا کو یقین تھا کہ 'پن بجلی' کے پلانٹ کے گرد مضبوط دفاعی حصار ہوگا، اور یہ آپریشن 'البرٹ وائل' پر حملے سے کسی طرح بھی کم تر نہیں ہوگا۔ اس کے مطابق پہلے بڑے حملے میں تمام تر غیر ملکیوں (کیوبن) کی مکمل شمولیت ایک جانب تو سیاسی غلطی ہوگی جس کا دفاع عالمی سطح پر کرنا انتہائی کٹھن ہوگا اور دوسرے اس کے اپنے ساتھیوں کی ایک بڑی تعداد بیمار تھی۔

گویرا کے پاس ایک زیادہ ذی فہم متبادل حکمتِ عملی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ پہلے کسی چھوٹے ہدف کو حاصل کیا جائے، جہاں سے دشمن کے سپاہیوں کو گرفتار کیا جا سکے اور ان کے ذریعے دشمن کے بارے میں زیادہ سے زیادہ اطلاعات حاصل کی جا سکیں۔ لیکن گرما گرم بحث کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ نہ کرنے سے کچھ الٹا سیدھا کرنا بہتر ہے۔ 'کانگوین' تسلیم کرتے تھے کہ وہ اس سے پہلے بھی دو کوششوں کے باوجود اِن 'بیرکوں' پر قبضہ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک یہ قریب ترین ہدف تھا اس لئے اسے نشانہ بنانا چاہیے تھا۔ چنانچہ 20 جون کو 40 کیوبن اور صرف سو 100 کے قریب ٹٹسی اور کانگوین نے مغرب کا رخ کیا اور پلانٹ اور بیرکوں پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔

آپریشن آغاز سے ہی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ ایک تو یہ حقیقت اپنی جگہ تھی کہ ٹٹسی سپاہی 'سواہلی' زبان بالکل نہیں جانتے تھے۔ دوسرے ان کی تربیت بھی نامکمل تھی۔ ابھی تک کانگوین کی آزمائش بھی نہیں ہوئی تھی، تینوں گروپ ایک دوسرے کی اہلیت سے ناواقف تھے جبکہ یہ آپریشن بہت بڑا تھا۔ اور اِن حالات نے اسے اور بھی کٹھن بنا دیا تھا۔ چنانچہ وہی ہوا کہ ''اڑنے** سے پیشتر

---

* لارنٹ کبیلا

** مرزا غالب کا مصرع ہے۔

Marfat.com

ہی میرا رنگ زرد تھا۔'' حملے کے آغاز ہی میں بہت سے ٹٹسی میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ کانگوین نے لڑنے سے انکار کر دیا۔ چار کیوبن مارے گئے ان کی ڈائریاں اور دستاویزات دشمن کے قابو میں آ گئے اور گویرا کا بدترین خوف سچ ثابت ہو گیا کہ دشمن کے ہاتھ اب 'کیوبن' گوریلوں کی موجودگی کا یقینی ثبوت آ گیا تھا۔

آپریشن کے بعد اس تجزیے میں کہ غلطی کہاں ہوئی یہ معلوم ہوا کہ 160 افراد میں سے 60 تو حملے کے وقت ہی فرار ہو گئے تھے اور بقیہ جتنے بھی کانگوین تھے انہوں نے ایک بھی گولی نہیں چلائی تھی۔ گویرا پہلے ہی کانگوین کی اس خامی پر بہت پریشان تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق یہ لوگ بندوق کا استعمال سرے سے جانتے ہی نہیں تھے۔ مشین گن ہاتھ میں لیتے ہی یہ آنکھیں بند کر لیتے تھے اور گھوڑے کو دبا دیتے تھے یہاں تک کہ تمام گولیاں ختم ہو جاتی تھیں۔ تمام تر کوشش کے باوجود بھی وہ وقفوں سے نشانہ لگا کر فائرنگ کرنا سیکھ نہیں پائے تھے۔

حالانکہ بنڈیرا کی جنگ 'کیوبن' گوریلوں کے لئے مکمل تباہی تھی، اس کے باوجود کرائے کے قاتلوں کا لیڈر مائیکل ہور، اس سے خاصا متاثر ہوا تھا۔ اس کو اندازہ ہو گیا تھا اب اس کا کام آسان نہیں تھا۔ وہ جولائی کے آغاز میں 'البرٹ وائل' پہنچا تھا تا کہ 'تشامبی' اور 'جنرل مبوتو' سے مشرقی حدود کو باغیوں سے صاف کرنے کے لئے اپنے ٹھیکے (کنٹریکٹ) کی نئی معیاد کے لئے بات چیت کر سکے۔ وہ اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ ''لیوپولڈ وائل'' پر حملہ کرنے والے باغیوں کی مدافعت کے طریقوں میں پچھلے کچھ مہینوں سے نفاست آ گئی ہے۔ یہ بات مبصرین نے بھی محسوس کی ہے، پہلے جنگ کچھ اس طرح جاری تھی کہ ـــــ جو کچھ ہمارے قبضے میں ہے ہم اُس پر قابض رہیں گے ـــــ لیکن اب اس میں جارحیت آ رہی ہے یہ تبدیلی کیوبا سے آنے والے مشیروں کے دستے کی آمد کے ساتھ ہی شروع ہوئی ہے، جو کہ خصوصی طور پر گوریلا جنگ کے طور طریق میں ماہر ہیں۔'' 'ہور' مزید لکھتا ہے کہ ''کیوبا کے گوریلوں کی موجودگی کے بارے میں تمام شکوک اُس وقت ختم ہو گئے جب 'بنڈیرا' کی لڑائی کے دوران کیوبا کے ایک باشندے کی لاش ہمارے ہاتھ آئی۔ اس کی ڈائری اور پاسپورٹ سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ 'ہوانا' سے بذریعہ 'پراگ' اور 'پیکنگ' یہاں پہنچا تھا اور ان دونوں جگہوں پر اس کی بے حساب تربیت ہوئی تھی۔'' 'ہور' کی ڈائری میں یہ الفاظ بہت بامعنی ہیں کہ ''کانگو کے باغی انتہائی سست ہیں وہ 76mm کی توپ

Marfat.com

اور اس کے بوجھل 'بارود' کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔''

'بنڈیرا' کی لڑائی جہاں کانگوین کی کارکردگی کے اعتبار سے انتہائی مایوس کن تھی، وہاں یہ ایک فیصلہ کن موڑ بھی تھا، پہلی مرتبہ 'کیوبن' گوریلوں کے کیمپ میں احساسِ شکست خوردگی در آیا تھا۔ اگر 'کانگوین' اپنی جنگ لڑنا نہیں چاہتے تو ہم کیوبن یہاں کیا کر رہے ہیں؟ بہت سارے کیوبن اراکین نے گویرا کو بتایا کہ اس صورتحال میں وہ واپس کیوبا جانا چاہیں گے۔

توہمات اور عدم تنظیمی

بغیر تیاری اور تربیت کے کانگوین کا جنگ کی نیت سے میدان میں اترنا، عقل کے ماتم کے مترادف تھا۔ اب ایک اور مسئلہ سامنے آ گیا۔ کیوبن، کانگوین کے اِس یقین پر بہت مایوس تھے کہ ایک خاص قسم کی بوٹی 'داوا' (DAWA) پینے سے ان پر گولی اثر نہیں کرتی۔ یہ مخصوص قسم کی توہم پرستی پورا عرصہ کیوبن کے لئے باعث تکلیف رہی۔ اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ کسی بھی قسم کی اعلیٰ تربیت ان کے اِس یقین کو ختم کرنے میں قاصر تھی۔

حالانکہ گویرا کو علم حاصل کرنے اور کتابیں پڑھنے کا جنون تھا لیکن یہ توہم پرستی اسے کسی کتاب میں نہیں ملی تھی۔ اس نے بھی اپنے نوجوان مترجم 'فریڈی النگا' کے ذریعے اس کا علاج تلاش کرنے کی ناکام کوشش کی۔ ایک مرتبہ گویرا نے سوال کیا کہ اس مشرقی علاقے میں کون کون سے مذاہب ہیں تو اسے بتایا گیا کہ اکثریت کا عقیدہ کیتھولک عیسائیت ہے اور بہت تھوڑے سے مسلمان اور پروٹسٹنٹ بھی موجود ہیں۔ گویرا کو اس پر بہت حیرت ہوئی کہ وہاں پر کوئی دیسی انڈین مذہب نہیں تھا لیکن اس کی تمام رسومات ضرور موجود تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ کیوبا کے سیاہ فام افراد کی طرح یہاں کے سیاہ فام لوگوں کا بھی کوئی مقامی انڈین مذہب ہوگا۔

کانگوین جس طرح اپنے قیدیوں کے ساتھ سلوک کرتے تھے کیوبن اس پر بھی بہت خفا تھے۔ جولائی میں کانگوین نے ساحل پر ایک کشتی پکڑ لی جس پر ایک فرانسیسی کرانے کا قاتل سوار تھا۔ انہوں نے فرانسیسی کو قید کیا اور پھر اسے 6 فٹ کے گڑھے میں اس طرح سے زندہ گاڑ دیا کہ صرف اس کا سر زمین سے باہر تھا۔ یہ ایک ایسی سزا تھی جو نوآبادیاتی زمانے سے مشابہہ تھی۔

جب کیوبن کو خبر ہوئی تو انہوں نے مقامی کمانڈر کو شکایت کی اور اسے یہ بھی بتایا کہ زندہ اور

Marfat.com

صحت مند قیدی اطلاعات کی فراہمی کے لئے ان کے بہت کام آ سکتا ہے، کمانڈر نے ان کے کہنے پر ان کی تجویز مان لی۔ اگلی صبح وہ شخص اسی حالت میں مردہ پایا گیا۔ ایک اور واقعہ 'کیوبن' گوریلوں کے احتجاج کا باعث بنا وہ یہ تھا کہ قیدیوں کو بغیر کسی وجہ کے قتل کرنا۔ 'بنڈیرا' کی لڑائی کے بعد ایک سی شہری ان کے ہاتھ آ گیا جسے انہوں نے گولی ماردی، اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ شہری انہیں وقت پر وہ سحر آمیز دوائی داوا (Daw) مہیا نہیں کر سکا تھا بلکہ اس کی بجائے اس نے انہیں الکوحل (شراب) پلادی تھی۔ کیوبن گوریلوں کو مقدمہ چلائے بغیر سزا دینا بالکل پسند نہ آیا۔

'بنڈیرا' کی شکست دوران واقعات کے تسلسل نے بہت سے کیوبن کو اس مہم سے بد دل کر دیا۔ گویرا کو یہ شکست خوردہ طرز عمل قطعاً پسند نہیں تھا بالخصوص جبکہ نئی کمک پہنچنے کو تھی۔

24 جون کو انتالیس افراد پر مشتمل یہ کمک آن پہنچی جس میں ایک خاص شخص 'ہری وایلم گیس تمایو' المعروف 'پومبو' شامل تھا جسے فیڈل کاسترو نے خود گویرا کا محافظ بنا کر بھیجا تھا۔ کچھ افراد قاہرہ ___ نیروبی کے راستے سے آئے اور بقیہ پراگ ___ الجزائر کے راستے سے، سب دارالسلام میں اکٹھے ہوئے اور یہاں پہنچا دیئے گئے۔ کیوبا کی فوج کی تعداد اب سو 100 سے کچھ زیادہ ہو چکی تھی۔

لیکن ابھی اور بھی دکھ دیکھنا باقی تھے۔ الجزائر میں انقلابی صدر احمد بن بیلا کا تختہ الٹ دیا گیا، اور فوجی کمانڈر حواری بومدین نے 19 جون کو گویرا کے قریبی دوست اور افریقہ میں انقلاب کے ایک بڑے سرخیل کو حراست میں لے کر اقتدار پر قبضہ جما لیا۔ امریکہ کے راستے کا ایک اور کانٹا نکل گیا۔ انہی دنوں وہاں کیوبا کے گوریلوں کا دستہ پہنچا تھا اتفاق سے وہ الجزائر سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ محض اتفاق، کیوبا کو ایک بڑی پریشانی سے نجات دلوانے کا باعث بن گیا کیونکہ احمد بن بیلا کے بعد کانگو کے لئے اس راستے سے ملٹری امداد بھیجنا تقریباً ناممکن ہو چکا تھا ادھر 'تشامبی' کی فوجوں نے بھی اپنے دفاع کو مضبوط بنا لیا تھا جب کیوبا کا یہ آخری دستہ جھیل کو عبور کر کے 'کگوما' سے 'کائی بمبا' تک پہنچا تو اسے دشمن کے ہوائی جہازوں کی شدید بمباری کا سامنا کرنا پڑا۔ کیوبن تو بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے لیکن بہت سے کانگوین اس میں ہلاک ہو گئے جولائی کے آغاز میں جب کیوبن دستے کو کانگو میں آئے ہوئے تقریباً تین ماہ ہو چکے تھے 'لارنٹ کبیلا' کی تشریف آوری ہوئی۔ اس کے ساتھ 'آئی ایڈفونز' (IIdephones) بھی تھا جو کانگو میں 'کبیلا' کا

Marfat.com

نیا فوجی کمانڈر بننے والا تھا۔ گویرا اس سے ملنے کے لئے جھیل کی دوسری جانب گیا، کیوبا کے ایک ڈاکٹر نے، جو گویرا کے ساتھ تھا۔ اُسے بتایا کہ **'کبیلا' کے ساتھ بہت سی عورتیں تھیں جنھیں وہ 'گنی' سے ساتھ لایا تھا۔** 'کبیلا' کے پاس اچھی خبر نہیں تھی۔ اس کے تنازعات پہلے ہی مشرقی محاذ کے لیڈر 'گیسٹن سومالیٹ' کے ساتھ چل رہے تھے جو اب سیاسی رسہ کشی کے بعد بہت بڑھ چکے تھے۔ لیکن اُس کے بقول ابھی سب کچھ ضائع نہیں ہوا تھا۔ 'کبیلا' چونکہ بہت اچھا مکرر (Speaker) تھا اور اُس نے واقعی کانگوین کے دِلوں کو گرمائش اور نئی توانائی فراہم کی لیکن وہ خود پانچ دن سے زیادہ محاذِ جنگ پر نہیں ٹھہرا۔ اس کا اصرار تھا کہ وہ دارالسلام پہنچ کر 'سومالیٹ' سے مذاکرات کرنا چاہتا ہے۔

'کبیلا' کی 'سومالیٹ' کے بارے میں کمتر رائے سے 'پبلو ریوالٹا' جو کہ کیوبا کا اپنا سفیر تھا، نے بھی اتفاق کیا۔ ''ذاتی طور پر میرا خیال ہے کہ 'سومالیٹ' تھوڑا سا جھوٹ بولنے والا شخص ہے۔'' یہ کبیلا کی رائے تھی جبکہ ریوالٹا کو اِس سے بس تھوڑا سا ہی اختلاف تھا۔ کبیلا کے بارے میں 'ریوالٹا' کی رائے کچھ زیادہ بہتر نہیں تھی اُس کا کہنا ہے''وہ اچھی تقریر کرتا ہے لیکن وہ اپنے بڑا لیڈر ہونے کا تاثر محض فصاحت کے ذریعے ہی قائم کرتا ہے۔'' دونوں میں سے 'ریوالٹا' کے مطابق کبیلا کچھ بہتر تھا کیونکہ اُسے کچھ اندرونی حمایت بھی حاصل تھی اور دارالسلام میں لوگ اس کی عزت بھی کرتے تھے۔

کانگو سے باہر بھی کانگو کی جدوجہدِ آزادی میں مصروف مختلف تحریکوں کے درمیان اختلافات بہت بڑھ گئے تھے۔ اگست کے آغاز میں 'گیسٹن سومالیٹ' نے 'کرسٹوفر گبنی' کو کانگوین نیشنل لبریشن کونسل کے سرکاری قائد کے عہدے سے معزول کر دیا۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ 'گبنی' نے ایسٹ (مشرقی) افریقہ کے ممالک سے مل کر 'لیوپولڈ وائل' کی حکومت سے ساز باز کی ہے اور اس طرح انقلاب کو دھوکا دیا ہے۔ اب نوشتۂ دیوار بالکل سامنے تھا۔

''بالکل نہیں کہہ سکتے کہ صورتحال اچھی دکھائی دیتی ہے'' شے گویرا نے 12 اگست کو تمام مزاحمت کرنے والے ساتھیوں کو یہ پیغام (لکھ کر) بھیجا۔۔۔ ''تنظیمی کام تقریباً غیر موجود ہے کیونکہ درمیانے رینک کے سپاہی کام نہیں کرتے بلکہ کام کرنا جانتے ہی نہیں اور انہیں کسی پر اعتماد بھی نہیں ہے۔۔۔ ڈسپلن اور قربانی کی روح کی عدم موجودگی ان جنگجوؤں کی بنیادی خصوصیات

Marfat.com

ہیں۔ **ان سپاہیوں/فوجیوں کے ساتھ کسی جنگ کو جیتنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔**'' گویرا نے اس لمحے اِس پر بھی غور کرتے ہوئے 'مسینگو' (Mesengo) پر واضح کیا کہ اس وقت کسی بھی اور افریقین ملک کی تحریکِ آزادی کے اراکین کو کانگو میں تربیت کے لئے بھیجنا ایک سنگین غلطی ہو گی۔ کیونکہ انہیں یہاں تنظیم اور ڈسپلن کی عدم موجودگی اور اخلاقیات کا فقدان دیکھنے کو ملے گا اور وہ ان کی آزادی کی جدوجہد کو مکمل طور پر ختم کر دے گا۔

قنوطیت کے ان بدترین لمحات میں بھی 'کیوبن' چھوٹے موٹے کمالات دکھانے میں کامیاب ہو گئے۔ کیپٹن مارٹینز ٹمیو یعنی 'ایم بلی' 'البرٹ وائل' اور 'بنڈیرا' کے درمیان کمین گاہیں تیار کر رہا تھا۔ گوریلاؤں نے شاہراہ پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ کرائے کے قاتل اور تشامبی کی فوج شہر میں بند ہو کر رہ گئی تھی۔ 17 اگست کو 'مائیک ہور' کے چار عدد کرائے کے قاتل، ایک ایڈ جوئنٹ جس کا تعلق بلجیم سے تھا اور تین عدد اسسٹنٹ کے ساتھ 'البرٹ وائل' سے 'بنڈیرا' تک جا رہے تھے، وہ سیدھے ہی کمین گاہ تک جا پہنچے۔ 'ہور' اپنی 'یادداشتوں' میں لکھتا ہے ''تمام آپریشن بڑے ہی لطیف طریقے سے کیا گیا تھا۔ (لیفٹیننٹ) گراہم (ہوگن) اور اس کے لڑکے سفر کے تقریباً اختتام پر تھے جب وہ غیر متوقع طور پر اچانک لڑھکے اور اُس کے ساتھ ہی ہوا میں دشمن کی 'بزوکا' کی آواز سنائی دی اور کمین گاہ کے نزدیک بارود پھٹنے کی صدا گونجی اس کے ساتھ ہی سڑک کی دوسری طرف سے مشین گنوں کے دھانے کھل گئے۔ آٹھ میں سے سات آدمی مارے گئے۔''

گویرا اِسی کہانی کو دوسری جانب سے سناتا ہے جیسا کہ اُس نے اُسے 'ایم بلی' سے سنا۔ ''کیوبن کے نقطہ نظر سے ہر چیز ٹھیک نہیں بیٹھی۔ دس بجے صبح ایک جیپ 'البرٹ وائل' سے دو (آرمڈ کاروں) بکتر بند گاڑیوں کے تحفظ میں باہر نکلی۔ ایک مرتبہ پھر سب سے پہلے 'سلطان' (ایک کیوبن ساتھی) کو فائر کرنا تھا۔ اس نے پہلی گاڑی کو نشانہ بنایا اور دوسری گولی سے اسے تباہ کر دیا۔ اس کے بعد کامریڈ 'آفندی' نے جو کہ صرف 10 میٹر کے فاصلے پر تھا، جیپ کو 'بزوکا' سے تباہ کر دیا، جس کے معنی یہ تھے کہ وہ (آفندی) اور 'ال اکری' دونوں زخمی ہو گئے ہیں۔ پشت کی جانب سے ایک اور کامریڈ نے گرنیڈ کے ذریعے دوسری بکتر بند گاڑی کو تباہ کر دیا۔ سات مرنے والوں میں بہت سے سفید فام تھے۔ 'ایم بلی' نے پہلے پہل سوچا کہ یہ شاید امریکی ہیں لیکن بعد میں پتہ چلا کہ یہ بلجیم سے ہیں۔ دراصل چار بلجیم کے باشندے 'ہور' کے تین کرائے کے قاتل جن کا تعلق جنوبی

Marfat.com

افریقہ سے تھا، مارے گئے تھے۔ ہمارے لئے تکلیف کی بات یہ تھی کہ کرائے کا ایک قاتل 'بنڈیرا' سے کمک حاصل کرنے کے لئے بھاگ نکلا تھا۔ کیوبن انقلابیوں کو تیزی سے واپس لوٹنا پڑا اور وہ دشمن سے کسی بھی طرح کی اطلاعات لینے میں ناکام رہے۔"

کیوبن کے لئے بہر حال یہ ایک کامیاب چھاپہ تھا۔ لیکن فوجی کامیابی سیاسی کامیابی کا متبادل نہیں ہوسکتی۔ باغی تحریک کے اتحاد میں جگہ جگہ شگاف تھے۔ اور اگر یہ شگاف کانگو کے اندر مسائل پیدا کر رہے تھے۔ تو یقیناً 'ہوانا' کے لئے بھی انہیں غیر متوقع مشکلات پیدا کرنا تھیں۔

کانگو میں فیلڈ پر تمام کیوبن بشمول گویرا کا مورال بہت نیچا تھا۔ یہ سال کے آخری مہینے تھے۔ تمام کے تمام کامریڈ ایک یا دوسرے وقت میں بیمار ہو رہے تھے۔ خود گویرا کو شدید ملیریا (Malaria) اور دمے (Asthma) کے حملوں کا سامنا تھا۔ حالات کے بہتر ہونے کی کوئی امید نہیں تھی۔ جبکہ 'ہوانا' کے مطابق حالات خراب ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ اور ویسے بھی گویرا قنوطی نہیں تھا۔ گویرا حالات کو اپنے تک رکھے ہوئے تھا اور چونکہ وہ ان بدترین حالات کی موجودگی میں بھی جدوجہد جاری رکھنے کا خواہشمند تھا۔ اس لئے اُس نے کاسترو کو بے خبر رکھا، البتہ یہ تمام حالات وہ ڈائری میں محفوظ کرتا رہا۔ ادھر ستمبر کے آغاز میں 'کیوبن' کا پانچواں گروپ 'ہوانا' سے 'کائی بمبا' آن پہنچا۔ نئے آنے والوں میں دو مشہور اور قد آور سیاسی شخصیات بھی شامل تھیں۔ 'امائیلو آراگون' جو (ٹیمبو ___ ہاتھی) کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اور جو کیوبا کی نئی حکمران جماعت یونائیٹڈ ریوولوشنری (Revolutionary) سوشلسٹ پارٹی (متحدہ انقلابی سوشلسٹ پارٹی) کا تنظیمی سیکرٹری تھا اور اس کے ساتھ آسکر فرنینڈ زمیل تھا جو کہ ایک ڈاکٹر اور انقلابی جدوجہد کے دوران کیپٹن کے عہدے پر فائز رہا تھا (بعد میں وہ لندن میں کیوبا کا سفیر بنا تھا)۔ گویرا کا خیال تھا کہ شاید یہ لوگ کاسترو کی جانب سے مشن کو ختم کرنے کا پیغام لائے ہیں اور اسے یہ خطرہ تھا کہ شاید یہ اُسے واپس لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں تھا۔ یہ دونوں انقلابی کاسترو سے درخواست کر کے اس جنگ میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے۔ 'آراگون' تو یہ پیغام لے کر بھی آیا تھا کہ 'ہوانا' میں لوگوں کا خیال ہے کہ شے اِس مشن کے بارے میں زیادہ قنوطیت کا شکار ہے۔ 'آراگون' اور 'فرنینڈ زمیل' کا بھی یہی خیال تھا۔ لیکن جلد ہی انہیں اپنی غلطی کا اندازہ ہو گیا اور وہ اس سے بخوبی واقف ہو گئے کہ وہ اور ان کے ساتھی اس جگہ پر محض اس لئے ہیں کہ کاسترو کو اصل

Marfat.com

حالات کا درست علم نہیں ہے۔ ستمبر کے آغاز میں کیوبن گورنمنٹ کو حالات کا جائزہ لینے کا فوری راستہ ملا، 'کیپٹن سومالیٹ' جو کہ کانگو کے انقلاب کا نیا رہنما بنا تھا اسے کیوبن کے ساتھ دو ہفتے گزارنے کی دعوت دی گئی۔ 'دارالسلام' میں گویرا اور 'ریوالٹا' دونوں کا اس سے واسطہ رہا تھا اور دونوں اس کے اِس دورے کے خلاف تھے۔ گویرا تو اپنے خدشات کیوبا تک پہنچانے کے قابل نہیں تھا لیکن 'ریوالٹا' کا دعویٰ ہے کہ اس نے 'سومالیٹ' سے کہا تھا کہ اسے جلد واپس کانگو جانا ہوگا کیونکہ دنیا بھر میں اس کی سیر وتفریح کا وقت تمام ہو چکا ہے۔ لیکن جب اُسے یقین ہو گیا 'سومالیٹ' کیوبا جانے پر بضد ہے تو اس نے 'ہوانا' ایک فوری پیغام بھیجا کہ کانگو کے اِس لیڈر کا استقبال نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کے ساتھ مدد فراہم کر۔۔ ۔ وئی وعدہ کیا جائے۔

ایک مرتبہ جب 'سومالیٹ' کیوبا پہنچ گیا تو اس نے کانگو میں انقلاب کی آمد کی ایسی تصویر کشی کی کہ کاسترو نے انچاس ڈاکٹروں کو کانگو بھیجنے کا وعدہ کر لیا۔ لیکن اس کے شکوک میں بھی اضافہ ہونے لگا غالباً ایسا 'ریوالٹا' کے پیغام کی بنیاد پر ہونا بھی ممکن ہے اور شاید اسے گویرا کی خاموشی بھی کھلنے لگی تھی فوراً ہی اس نے کیوبا کے وزیر صحت 'راموں میکیڈ و وینٹورا' کو یہ معلوم کرنے کے لئے کانگو جانے کو کہا تا کہ جائزہ لیا جا سکے کہ وہاں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے بھی یا نہیں۔ 'میکیڈ' اکتوبر کے آغاز میں 'کائی بمبا' پہنچا اس کے ساتھ 6 گوریلاؤں کی کھیپ بھی تھی۔ گویرا سے ملاقات کے فوراً بعد اس نے یہ فیصلہ کیا کہ یہاں ڈاکٹروں کی ابھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ 'میکیڈ' کو کانگو کے حالات سے آگاہ کرنے کے بعد گویرا نے ایک خط کاسترو کے نام لکھا تا کہ وہ وضاحت کر سکے کہ یہاں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ خط کے مندرجات یہ ہیں۔

ڈیئر فیڈل

مجھے یہ کہنے دیں کہ جو میرے نزدیک ہیں ان کے مطابق میں موجودہ حالات میں اپنی غیر ضروری رجائیت کے باعث ایک معروضی شاہد کی شہرت کھو چکا ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر میں یہاں نہ ہوتا تو یہ خوبصورت خواب بہت عرصہ پہلے ہی عمومی درہم برہم میں حل ہو کر غائب ہو چکا ہوتا۔ 'سومالیٹ' اور اس کے ساتھیوں نے آپ کو 'ہوا' (اصل الفاظ یوں ہیں Sold the wind to you) بیچی ہے۔ ان تمام غلط بیانیوں کی تفصیل میں جانے کے لئے

Marfat.com

ایک طویل عرصہ درکار ہوگا۔ آپ کو اتنا بتا دینا کافی ہوگا کہ نقشے پر دراصل کیا ہو رہا ہے۔ صرف دو زون (حصے) ایسے ہیں جہاں کسی قسم کی تنظیمی انقلابی سرگرمی عمل پذیر ہے۔ ایک وہ جگہ جہاں پر میں ہوں اور دوسرے 'کسائی' (Kasai) کے صوبے میں جہاں 'مولی لی' ہے۔ مگر وہاں بہت غیر یقینی صورتحال ہے۔ باقی کے ملک میں ماسوائے اس کے کہ چند علیحدہ اور تنہا گروہ ہیں جو جنگلات میں جدوجہد کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ (لوگ) بغیر لڑائی کے سب کچھ کھو چکے ہیں جیسا کہ انہوں نے 'سٹینلے وائل' میں بغیر کسی لڑائی کے کیا تھا۔

سب سے زیادہ سنجیدہ وہ ذہنی کیفیت ہے جو ہمارے زون کے گروپوں میں جن کا باہر کی دنیا سے کوئی رابطہ ہے، پھیل رہی ہے 'کبیلا' اور 'سومالیٹ' کے درمیان کشمکش (تقسیم) زیادہ تباہ کن ثابت ہو رہی ہے، اور شہروں کو بغیر کسی لڑائی کے چھوڑے جانے کا بہانہ بن رہی ہے۔ **میں 'کبیلا'* سے اچھی طرح واقف ہوں اور مجھے اس کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔** میں 'سومالیٹ' کے بارے میں یہی سب کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اس کے بارے میں، میں پہلے ہی سے بہت سی اطلاعات حاصل کر چکا ہوں، جھوٹ کا ایک جال اس نے آپ کے لئے بنا ہے۔ اس کا تو ان آفت زدہ علاقوں کی جانب آنے کا کوئی ارادہ ہی نہیں ہے۔

اس موقع پر 200 اور آدمیوں کی موجودگی فائدے کی بجائے نقصان کا باعث ہوگی تاوقتیکہ ہم یہ فیصلہ نہ کرلیں کہ یہ جنگ کس طرف ہمیں لڑنی ہے۔ اور اس صورت میں ہمیں شاید ایک ڈویژن کی ضرورت ہو۔ اور پھر بھی ہمیں دیکھنا ہوگا کہ دشمن ہمارے خلاف کتنے افراد کو لانا چاہتا ہے۔ شاید میں ذرا بڑھا چڑھا کر پیش کروں، شاید ایک بٹالین اس کے لئے کافی ہو، تاکہ ہم ان سرحدوں کو دوبارہ حاصل کر سکیں جو ہمارے آنے پر موجود تھیں۔ اور ہم 'البرٹ وائل' کے لئے خطرے کا باعث بن سکیں۔ لیکن موجودہ حالات میں تعداد کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔۔ **ہم خود پر انحصار کر کے ایک ایسے ملک کو آزاد نہیں کروا سکتے جس میں لڑنے کی کوئی خواہش موجود نہ ہو۔۔۔"**

کانگو کی مہم کے تمام تر عرصے کے دوران 'کیوبن' گوریلوں کے کانگوین جنگجوؤں کے فوجی معیار کے بارے میں سنجیدہ قسم کے تحفظات تھے۔ ایک کیوبن افسر 'مارکو انٹونیو ہیریرو' وائی 'یہ ذ ا کا

---

* یہی نام نہاد انقلابی! جس کے بارے میں گویرا کی رائے عیاں ہے۔ آج ڈیموکریٹک ریپبلک آف کانگو (زائرے) کا صدر ہے۔ (مصنف)

Marfat.com

بیان ہے'' کانگوین جنگجوؤں کے ساتھ 'تشا مبی' کی فوج کے بہت سارے لیفٹینینٹ، کرنل اور کرنل کے عہدے کے افسر شامل ہو گئے تھے باقی ماندہ جن لوگوں نے تحریکِ آزادی میں شمولیت اختیار کی انہیں کوئی جنگی یا فوجی تربیت حاصل نہیں تھی۔ ان میں سے کچھ صحافی تھے اور کچھ محض سیاح جو ہر جمعے کی شام کو رخصت پر چلے جاتے تھے۔ اور اِس کے علاوہ اِس رنگا رنگ فوج کا مقامی کسانوں کے ساتھ سلوک بہت برا تھا۔''

گویرا کے خیال میں ''موجودہ افریقی فوج کے لئے زیادہ کچھ کرنا ناممکن ہے۔'' اسے توقع تھی کہ ایک دن یہ ممکن ہو سکے گا کہ مقامی کسانوں کی قطاریں بنائی جا سکیں اور وہ انقلاب کے لئے جدوجہد میں شامل ہو جائیں۔ گویرا مقامی کسانوں کی بہت تعریف کرتا تھا۔ گویرا کے اسی عزم کی تعبیر دس سال بعد انگولا اور ایتھوپیا میں ابھرنے والی آزادی کی تحریکوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

آراگون اور 'فرنینڈ زمیل' کے آنے سے کیوبن جنگجوؤں کے حوصلوں میں کچھ اضافہ ہوا، لیکن اب 'مائک ہور' کے سفید فام کرائے کے قاتلوں کے حملوں میں شدت آ گئی تھی اور کیوبن پوزیشن پر خطرات منڈلانے لگے تھے۔ ستمبر کی ایک رات قاتلوں کا یہ گروہ جھیل ٹانگانیکا کو عبور کر کے کیوبا کے انقلابیوں کے شمال میں پہنچ گیا، ان کے پاس 80 فٹ لمبی ایک گن بوٹ (بندوق والی کشتی) آدھی درجن IT کشتیاں، بارہ عدد 8s T2 اس کے علاوہ ایک درجن کیوبا کے جلاوطن پائلٹ '6s B2 (4,b26s)' اور ایک 'بیل bell' ہیلی کاپٹر تھا۔ یہ سامانِ حرب کسی بھی جنگ کے لئے کافی تھا۔

27 ستمبر کو کرائے کے قاتلوں، نے 'بارکا' پر دو اطراف سے حملہ کر دیا ان کے دو یونٹ شمال میں تھے اور ہر ایک یونٹ میں سو 100 سپاہی تھے۔ ایک سو آدمیوں پر مشتمل تیسرا یونٹ 'البرٹ وائل' سے خشکی کے راستے 'لولمبا' اور 'بنڈیرا' کی جانب روانہ کیا گیا۔ 'ہور' کے مطابق یہ مقابلہ کوئی سہل نہیں تھا، کیوبن کی دی گئی تربیت نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا، 'ہور' کے بیان کے مطابق ''اس مرتبہ دشمن اس سے بہت مختلف تھا جس کا سامنا وہ اب تک کرتے آئے تھے۔ انہوں نے سامانِ حرب اپنے جسم پر اٹھا رکھا تھا، میدانِ جنگ کی تمام چالیں استعمال کی جا رہی تھیں اور سیٹی کے ذریعے پیغام رسانی کی جا رہی تھی۔ ہم وائرلیس پر بھیجے گئے کچھ پیغامات سننے میں کامیاب ہو گئے میرے ایک سگنل بھیجنے والے کا تعلق سپین سے تھا اس نے بتایا کہ پیغامات کی زبان ہسپانوی

Marfat.com

ہے لیکن انتہائی ٹوٹی پھوٹی، چنانچہ اِس سے یہ واضح ہونے لگا کہ 'بارکا' کے دفاع کو کیوبن نے منظم کرنا شروع کر دیا ہے۔''

اکتوبر تک، جب گویرا اور اس کے ساتھیوں کو کانگو میں پورے چھ ماہ کا عرصہ بیت چکا تھا، میجر 'ہور' کی فوج نے ان کے گرد گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا، 'بارکا' کا سقوط ہو گیا، اور دس دن کے بعد 'قاتلوں' نے 'فزی' پر بھی قبضہ کر لیا اور اب وہ جنوب کی طرف 'لو بونڈ جا' اور 'لولمبا' کی جانب حرکت کرنے کے لئے تیار تھے۔ گویرا نے اپنے آخری دفاعی حصار کی جانب رخ کر لیا۔ 'لولوآبورگ' کے کیمپ کو ایک طویل جنگ کے لئے پہلے ہی سے تیار کر لیا گیا تھا۔

لیکن اب پردہ گرنے والا تھا۔ کیوبن اور کانگوین انقلابیوں کو زمینی شکست کے بعد اب سفارتی میز پر بھی شکست کا سامنا تھا۔ یہ جانتے ہوئے کہ 'تشامبی' کی وزیراعظم کی حیثیت سے ناقابل قبول حیثیت، افریقین اتحاد کی تنظیم میں شامل افریقہ کے ممالک کی بڑی تعداد کو کسی سمجھوتے کے لئے راضی نہیں ہونے دے گی، صدر جوزف 'کساوبو' نے اُسے عہدے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا چنانچہ اس نے افریقہ کے سربراہوں کی میٹنگ میں جس کی صدارت گھانا کا صدر 'کوام نکرومہ' کر رہا تھا 23 اکتوبر کو یہ اعلان کیا ''چونکہ کانگو میں بغاوت کو تقریباً کچلا جا چکا ہے۔ اس لئے اب یہ ممکن ہے کہ سفید فام کرائے کے قاتلوں کو کانگو سے واپس بھیج دیا جائے۔'' افریقہ کے ممالک کے لئے یہ ایک اشارہ تھا جس کا انہیں انتظار تھا۔ اگر 'کساوبو' آزاد افریقہ میں سفید فام قاتلوں کی لعنت کو ختم کر دیتا ہے تو افریقین ممالک 'سومالیٹ' کے باغیوں کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیں گے۔ یہ زیادہ انقلابی نوعیت کے افریقی ممالک کے لئے ایک بہت بڑا دھچکا تھا اور اسی کے باعث براعظم میں طاقت کا توازن اگلے ایک عشرے تک بگڑا رہا۔ حالات کو سودمند سمجھتے ہوئے رہوڈیشیا (زمبابوے) کے سفید فام اقلیتی لیڈر 'این سمتھ' نے پندرہ دن کے بعد 11 نومبر کو یکطرفہ اعلان آزادی کر دیا۔ اس کے بعد سیاہ فام اکثریت کے سامنے سفید فام اقلیت کے خلاف طویل جدوجہد کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ باقی نہ تھا۔ 1966ء کے آغاز میں 'نکرومہ' نے چائنہ کا دورہ شروع کیا اور اسی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کا تختہ بھی الٹا دیا گیا۔ امریکہ نے فوجی آمریت کے ذریعے اپنے ایک اور دشمن سے نجات حاصل کر لی۔

اُدھر میجر 'ہور' اور اس کے کرائے کے قاتلوں کے لئے اور ادھر گویرا اور اس کے ساتھیوں

Marfat.com

کے لئے یہ بیرونی سیاسی تبدیلیاں مشکلات کا پیغام لے کر آئیں۔ تشامبی کو اُس کے عہدے سے ہٹائے جانے کے بعد 'ہور' بہت پریشان تھا۔ اس نے جنرل موبوتو کو پیغام بھیجا کہ وہ فوراً واضح طور پر یہ اعلان کرے کہ اس کے آدمیوں سے کئے گئے ٹھیکے (کنٹریکٹ) کو نبھایا جائے گا۔ اور جب اس نے ایک ہفتے کے بعد 'کساوبو' کے افریقین ممالک سے 'اکرے' میں کئے گئے وعدے کے بارے میں سنا تو وہ فوراً جنرل 'موبوتو' سے ملنے کے لئے 'لیو پولڈ وائل' پہنچ گیا۔ 'موبوتو' بہت ناراض تھا بلکہ آگ بگولہ تھا۔ کیونکہ سفید فام قاتلوں کی واپسی کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت اس سے کوئی مشورہ نہیں لیا گیا تھا۔ 'موبوتو' نے نئے وزیراعظم 'ایوریسٹ کمبا' کو یہ اعلان کرنے پر مجبور کیا کہ سفید فام قاتلوں کو اس وقت تک واپس نہیں بھیجا جائے گا جب تک باغیوں کا مکمل صفایا نہیں ہو جاتا، لیکن عملی طور پر سفید فام قاتلوں کے لئے پردہ گر چکا تھا۔ 'ہور' جو از خود سب سے زیادہ اہم اور نمایاں سفید فام کرائے کا قاتل تھا۔ اُسے بھی نومبر کے آخر میں جنوبی افریقہ واپس بھیج دیا گیا۔ اگرچہ اس کے ساتھی اگلے سال تک کانگو میں رہے۔ گویرا کے لئے بھی ان تبدیلیوں کے بعد مشکلات کا آغاز ہو گیا تھا۔ پہلی نومبر کو اسے دارالسلام میں کیوبن سفارتخانے کی جانب سے ایک فوری پیغام ملا، اسے بتایا گیا کہ 'اکرہ' میٹنگ کے بعد تنزانیہ کیوبا کی مہم جو فوج کی مدد سے ہاتھ اٹھانے پر مجبور ہے۔ خط کے مندرجات یہ ہیں۔

کامریڈ ٹے ٹو (گویرا کا خفیہ نام)

آج صبح تنزانیہ کی حکومت نے پبلو (ریوالٹا) کو طلب کیا اور اسے افریقہ کی ریاستوں کی میٹنگ میں دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کی تشویش سے آگاہ کیا گیا۔ تنزانیہ اور دوسری ریاستیں جواب تک کانگو کی قومی آزادی کی تحریک کو جو مدد فراہم کرتی رہی ہیں۔ اب اس کی فطرت کو تبدیل کر رہی ہیں۔ اس کے نتیجے میں، اور اس پالیسی میں اپنے حصے کے طور پر انہوں نے ہم سے مکمل واپسی کے لئے کہا ہے۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے بہت سے افریقی ممالک سے کہیں زیادہ ان کی مدد کی ہے، اور وہ اس کے بارے میں کانگوین کی تحریکِ آزادی سے اس وقت تک کوئی تذکرہ نہیں کریں گے جب تک ہم (جگہ کو) چھوڑ نہیں دیں گے۔ جب یہ واپسی (مکمل) ہو جائے گی تو صدر مملکت کانگوین لیڈروں کی میٹنگ بلائیں گے اور انہیں افریقن ممالک

Marfat.com

کے اس فیصلے سے آگاہ کریں گے۔'ہوانا' کی حکومت کو خبر کی جا چکی ہے۔ ہم آپ کا ردِعمل جاننا چاہیں گے۔''

اس کے کچھ ہی دیر کے بعد فیڈل کاسترو کا ایک خط گویرا کو ملا، غالباً یہ گویرا کے اس خط کا جواب تھا جسے اکتوبر کے آغاز میں گویرا نے بھیجا تھا۔ خط کا متن مندرجہ ذیل ہے۔

''اگر ٹےٹو (گویرا) سمجھتا ہے کہ ہماری یہاں موجودگی ناروا اور بیکار ہو چکی ہے تو پھر ہمیں واپسی کے بارے میں سوچ لینا چاہئے۔ آپ معروضی صورتحال اور ہمارے لوگوں کی روح (ذہنی و عملی کیفیات) کے مطابق کام کریں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہمیں یہاں رکنا چاہئے تو ہم آپ کو آپ کی ضرورت کے مطابق لوگ اور مدد فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے، اگر (غلط فہمی کے باعث) آپ کو خطرہ ہے کہ جو فیصلہ آپ کریں گے اسے شکست خوردگی یا قنوطیت پر مبنی سمجھا جائے گا، تو ہمیں اس پر تشویش ہوگی۔'' کاسترو نے اس کے بعد گویرا کے ذاتی مستقبل کے بارے میں اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ''اگر وہ واپس جانا (پیچھے ہٹنا) چاہے تو ''ٹےٹو'' (گویرا) کو مکمل اختیار ہے کہ وہ موجودہ صورتحال یعنی کیوبا کی جانب واپس لوٹنے یا کسی اور جگہ پر منتقل ہونے کی حیثیت کو برقرار رکھے، اس کا جو بھی فیصلہ ہو گیا، ہم اس کی حمایت کریں گے، مکمل تباہی سے بچنا بہت ضروری ہے۔''

کاسترو کو ملنے والے جواب سے واضح ہو جاتا ہے کہ گویرا لڑائی جاری رکھنا چاہتا تھا۔ دارالسلام سے تنزانیہ کے مزاج کی تبدیلی کے پیغام کے باوجود اس نے آخری فیصلے میں تاخیر کرنا ضروری سمجھا۔ [شے کا جواب: جو کہ مندرجہ ذیل ہے]

''میرے کچھ مشورے یہ ہیں، میرے خیال میں ایک اعلیٰ سطح کا کیوبن وفد تنزانیہ بھیجا جانا چاہیے جس میں یہاں سے مُمبو [ایمالیو اوا گون] یا 'ہوانا' سے کوئی اور یا ان دونوں جگہوں سے افراد شامل ہوں، ہمارے دلائل کچھ ان خطوط پر ہونے چاہئیں۔ کیوبا نے (کانگوین کو) تنزانین (تنزانیہ کی حکومت) کی منظوری سے امداد فراہم کی تھی ___ نہ تو اس پر کوئی شرط اور نہ ہی وقت کی کوئی قید اس پر مسلط کی گئی تھی ہم ان مشکلات کو سمجھ سکتے ہیں جن کا آج 'تنزانین' کو سامنا ہے لیکن ہم ان کے دلائل سے متفق نہیں ہیں۔ کیوبا اپنے وعدوں سے منحرف نہیں ہوتا۔ کیوبا ایسی شرمناک پسپائی کو قبول نہیں کر سکتا جس کے تحت اسے اپنے ساتھیوں کو ذلت کے ساتھ کرانے کے قاتلوں

Marfat.com

کے رحم وکرم پر چھوڑنا پڑے۔ہم اپنی جدوجہد کو صرف اُسی وقت خیر باد کہیں گے جب ہمیں مضبوط بنیادوں پر قائم وجوہات دی جائیں یا کسی مجبوری کی بنا پر کانگو ہمیں ایسا کرنے کو کہیں۔لیکن ہم پوری کوشش کریں گے کہ ایسا کبھی نہ ہو۔''

گویرا کرائے کے قاتلوں کے دباؤ کے تحت اِس امکان کو خود بھی نظر انداز نہیں کر رہا تھا کہ شاید کانگو کے لیڈر ہی اسے لڑائی سے ہاتھ اُٹھا لینے کو کہیں۔اگر ایسا ہوا، تو اس کے ارادے کچھ اور تھے۔''میں نے پہلے سے ہی بیس بہترین منتخب شدہ افراد کے ساتھ پیچھے رہنے اور دوسروں کو جھیل کے پار بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔میں نے اس وقت تک جنگ کو جاری رکھنا تھا جب تک تحریک نشوونما نہ پالیتی یا اس کے امکانات مکمل طور پر ختم نہ ہو جاتے۔اُس صورت میں، میں کسی اور محاذ پر جانے کا فیصلہ کرتا یا کسی اور مقام پر جائے پناہ تلاش کرتا۔''

'پبلو ریوالٹا' کے شواہد کے عین مطابق کانگو میں اپنی مہم کے آخری ہفتوں میں بھی گویرا اسے جاری رکھنے کے لئے سرتوڑ کوششیں کر رہا تھا۔انہی دنوں اس نے چین کے وزیر اعظم چواین لائی کو بھی پیغام بھیجا۔چواین لائی نے اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا اور اسے کانگو میں رہ کر بغیر جنگ کئے گوریلا فوج منظم کرنے کو کہا۔گویرا نے آخر تک کوشش کی۔ایک اور کوشش لیکن 20 نومبر کو کیوبا سے واپسی کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے گویرا نے کہا۔

''کانگو کے تمام لیڈر پسپائی اختیار کر رہے ہیں، کسانوں کا رویہ بھی مخالفانہ ہونے لگا ہے، لیکن اس کے باوجود علاقے کو بالآخر خالی کر دینے، اس راستے سے واپس جانے سے جس سے ہم داخل ہوئے تھے، اور کسانوں کو بغیر کسی دفاع کے چھوڑے جانے کا___ اور ان لوگوں کو جو ابھی تک اسلحے سے لیس تھے اور کسی دفاع کے بغیر شکست خوردہ تھے، جنہوں نے محسوس کیا کہ انہیں دھوکا دیا گیا ہے پیچھے چھوڑنے کا خیال ہی مجھے افسردہ کر دیتا ہے۔''

بعد ازاں کاسترو نے بتایا کہ''یہ کانگو کے انقلابی لیڈروں کا فیصلہ تھا کہ لڑائی کو بند کر دیا جائے اور لوگوں کو واپس بلا لیا جائے، عملی طور پر یہ فیصلہ درست تھا، ہم نے تصدیق کی تھی کہ ایسی جدوجہد کی افزائش کے لئے ایسے لمحے میں حالات موجود نہیں تھے۔'' کاسترو اور کیوبا، افریقہ میں واپسی کے لئے دوسرے''لمحات'' کا انتظار کر سکتے تھے لیکن گویرا کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں تھا۔اس کی زندگی جدوجہد سے عبارت تھی، اگر کانگو میں نہیں تو کہیں اور___ بقول اُس کے___ اس کا فرض

Marfat.com

اسے بلا رہا تھا ___ انقلاب یا موت، عظیم روزا لکسمبرگ کے لفظوں میں ___ سوشلزم یا پھر بربریت ___ اور بربریت تو ہر اس جگہ پر موجود تھی جہاں سوشلزم نہیں تھا، اس لئے جدوجہد کے تمام میدان شے گویرا کے لئے کھلے تھے اور زندگی تو ایک کھیل تھی، جیسے گویرا نے کہا ''موت جہاں کہیں ہمیں متحیر کرے گی ہم کھلے بازوؤں سے اس کا استقبال کریں گے ___ ''

جھیل ٹانگانیکا کے کنارے تین چھوٹی کشتیاں آ لگیں، جن میں سو 100 کیوبن موجود تھے جنہیں 'کگوما' تک لے کر جانا تھا۔ ان میں چالیس کے قریب کانگوین بھی تھے۔ سینکڑوں باغی پیچھے رہ گئے۔ یہ ایک تکلیف دہ لمحہ تھا جب وہ دارالسلام پہنچے تو گویرا نے کہا'' کانگو میں اپنے آخری چند گھنٹوں میں میں نے خود کو اس طرح سے بالکل تنہا محسوس کیا جیسے میں نے پہلے کبھی نہیں کیا تھا، نہ ہی کبھی کیوبا میں اور نہ ہی دنیا میں اپنے طویل سفر کے دوران کہیں اور بھی۔''

دارالسلام میں کچھ دن رکنے کے بعد کیوبن ساتھی تو ماسکو کے ذریعے سوویت ہوائی جہاز میں بحفاظت کیوبا پہنچ گئے، جہاں کاسترو اور اس کے بھائی 'راول' نے سینئر لیڈروں کے گھروں کا دورہ کیا اور ان سے تمام واقعات کی تفصیل دریافت کی گئی ___ جبکہ گویرا دارالسلام کے کیوبن سفارتخانے میں رکا رہا۔ اور وہاں اس نے اپنی تکلیف دہ یادداشتیں قلم بند کیں۔ اس نے لکھا ''فتح مثبت تجربات کا ایک عظیم سرچشمہ ہے اور بالکل اسی طرح سے شکست بھی، اور میری رائے میں شاید شکست زیادہ (عظیم سرچشمہ) ہے۔ جب شراکت دار اور مشاہدین دونوں اجنبی ہوں اور ایک نامعلوم ملک میں اپنی زندگی داؤ پر لگانے کے لئے آئے ہوں، جب دونوں کی زبانیں بھی مختلف ہوں اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ صرف پرولتاری بین الاقوامیت کے رشتے سے بندھے ہوں، اس راستے کو اختیار کر کے ہی وہ آزادی کی جدید جنگوں کی تاریخ میں ایک بے مثل باب کا اضافہ کرتے ہیں۔''

کچھ عرصے کے بعد کیوبا کے سفیر 'ریوالٹا' کے اصرار پر گویرا اپنی بیوی 'ایلیڈا مارچ' کو بلانے کے لئے تیار ہو گیا۔ ایلیڈا اس کے ساتھ سفارتخانے میں ٹھہری، غالباً ان دنوں گویرا بیمار تھا۔ 1966ء کے اوائل میں ایک شخص وزارت داخلہ 'ہوانا' سے آیا اور اس نے گویرا کے بھیس کو تبدیل کیا۔ 'ایلیڈا' دارالسلام میں رہ گئی اور گویرا نامعلوم منزل کی جانب رخصت ہو گیا، اس کے محافظ 'پومبو' کے مطابق گویرا غالباً چیکوسلواکیہ میں علاج کے لئے ٹھہرا تھا۔ مئی 1966ء تک تمام بقیہ انقلابی بھی

Marfat.com

افریقہ (کانگو) سے واپس 'ہوانا' لوٹ آئے۔ کیونکہ اسی مہینے 'مارٹیز تمیو' 'مابلی' 'لاپیز' (بولیویا) میں 'تانیا' سے آن ملا۔ 'تانیا' کیوبا کی خفیہ سروس میں کام کرتی تھی۔ کانگو کے انجام پر بحث وتمحیص کے بعد نتائج اخذ کئے گئے اور ایک نئے آپریشن کی نئے سرے سے تیاری شروع کر دی گئی۔ گویرا نے جلد ہی اس تمہیدی گروپ کی قیادت سنبھال لی اور جلد ہی کیوبا اور بولیویا کے ایک چھوٹے سے دستے نے 'نان کیوآزو' میں کیمپ گاڑ دیا۔ انقلاب افریقہ کے دل سے لاطینی امریکہ کے دل میں جا گزیں ہوا۔

بہت جلد گویرا تقریباً اس طرح کے سیاسی مسائل میں الجھ گیا جیسے کہ اسے افریقہ (کانگو) میں پیش آئے تھے۔ البتہ بولیویا میں اس کے بہت سے قدآور ساتھی اس کے ہم رکاب تھے جنہیں پہلے ہی بہت سی فوجی اور انقلابی تربیت حاصل تھی۔ لیکن یہ ایک فوجی قوت تب ہی بنی جب کمزور لوگ میدانِ عمل سے نکل گئے۔ مشکل صرف سیاسی میدان میں درپیش آئی۔ بولیویا میں گو کانگو کی طرح مختلف قبیلے تو نہیں تھے لیکن بولیوین کمیونسٹ پارٹی ہی گویرا کی سب سے بڑی دشمن ثابت ہوئی۔ کمیونسٹ پارٹی اور تمام تر بائیں بازو کی ٹوٹ پھوٹ میں جہاں اور بہت سے عناصر تھے وہاں چین اور سوویت یونین کا اندرونی تنازعہ بھی ایک تھا جو 1966-67ء کے عرصہ میں اپنے عروج پر تھا۔

کانگو کے تجربے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مرتبہ گویرا قیادت کے لئے مصر رہا۔ وہ زندگی بھر کسی علاقائی قیادت کا منتظر رہنے کے لئے تیار نہیں تھا جو اسے ہدایات دینے کے لئے ایک عرصے بعد واپس لوٹے جیسا کہ کانگو میں 'لارنٹ کبیلا' کا مشغلہ تھا۔ اور وہ برتاؤ جو 'کگوما' میں اس کے ساتھ ہوا تھا۔ گویرا اسے بولیویا میں دوہرانے کا خواہش مند نہیں تھا۔ کانگو میں افریقی قیادت تب واپس لوٹی جب تمام علاقہ چھینا جا چکا تھا اور پیش قدمی کے تمام راستے بند ہو چکے تھے۔ گویرا اب ایسی صورتحال کو برداشت نہیں کر سکتا تھا اسی لئے جب بولیوین کمیونسٹ پارٹی کے ماسکو ونگ (حصے) کا لیڈر 'ماریو مونجے' دسمبر 1966ء میں 'نان کیوآزو' کے کیمپ میں پہنچا تو گویرا نے اس پر واضح کر دیا کہ معاملات کو اب وہ خود سنبھالے گا۔ بولیوین کمیونسٹ لیڈر اس پر تیار نہیں تھا (جس کی اور بھی وجوہات تھیں) چنانچہ وہ کسی وعدے وعید کے بغیر لوٹ گیا اور اس کے بعد یہ گوریلا گروپ محض اپنے آپ پر انحصار کر رہا تھا۔ کمیونسٹ پارٹی کی شہری حمایت تمام ہوتے ہی حالات وہ نہیں رہے تھے جو کیوبا کے انقلاب کے وقت تھے اور نہ ہی یہاں تک کیوبا کی براہِ راست امداد پہنچانے کا

Marfat.com

کوئی طریق کار تھا، چنانچہ مشکلات میں اضافہ ہوتا گیا۔ ادھر تین ماہ کی قلیل مدت میں ہی دشمن کو گویرا کے کیمپ کے بارے میں مکمل تفصیل حاصل ہو گئی۔ (مونجے، کمیونسٹ پارٹی اور سوویت یونین کا انقلاب دشمن کردار یہیں سے واضح ہو جاتا ہے) اور گوریلوں کو تیاری کے بغیر ہی بولیویا کی فوج کا سامنا کرنا پڑا۔ چونکہ یہاں تنزانیہ جیسا کوئی دوست ملک ساتھ نہیں تھا اس لئے ہر امید ٹوٹتی چلی گئی سوائے گویرا کے اُس ناقابل تسخیر حوصلے کے جو اس وقت بھی ختم نہ ہوا جب اکتوبر کی ایک صبح اس کا جسم گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔

1965ء کے کانگو کے مشن کی ناکامی پر گویرا خود کو الزام دیتا رہا۔ اس کے بارے میں گویرا نے کچھ صفحات میں ان وجوہات کی وضاحت کی تھی جن کے باعث وہ پیچھے رہ کر مقابلہ نہیں کر پایا تھا لیکن یہ ناکامی کسی طرح بھی مستقل نہیں تھی۔ یہی تمام تجربات کاسترو کے اس وقت بہت کام آئے جب اس نے 1960ء میں 'گنی بساؤ' میں 'ایمل کیبرل' کی مدد کے لئے مشیر بھجوائے۔ اور 1970ء میں جب جنوبی افریقہ کے ہاتھوں 'لوانڈا' میں 'ایگسٹن ہو' کی 'پاپولر لبریشن موومنٹ' کو شکست سے بچانے کی خاطر اس نے ایک بہت بڑی فوج کو وہاں ہوائی جہازوں کے ذریعے اتارا۔

کانگو کے مشن کی ناکامی کے بعد کیوبا کے جنگی ماہرین کو افریقہ کا اس قدر مفصل طریقے سے علم ہو چکا تھا کہ وہ بے فائدہ چھوٹے گوریلا آپریشن کرنے کی بجائے باقاعدہ بڑے فوجی آپریشن کرنے لگے تھے۔ 78-1977ء میں کیوبا کے فوجیوں نے ایتھوپیا اور صومالیہ کے درمیان جنگ کا نقشہ پلٹ دیا۔ اُس وقت امریکی صدر جمی کارٹر کے مشیروں کے مطابق 27000 کیوبن افریقہ کے مختلف ملکوں میں نبرد آزما تھے۔ یہ اس ایک چھوٹے سے سو افراد پر مشتمل دستے سے کہیں بڑی تعداد تھی، جس نے کانگو میں اپنے لہو کے دیپ جلا کر آزادی کی شمع روشن کرنے کی کوشش کی تھی۔ جس کی قیادت وہ تاریخ ساز انسان کر رہا تھا جسے آج ہم بہت محبت سے چے کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب چہارم

شے ارنسٹو گویرا اور بولیویا کا مشن

موسم آیا تو نخلِ دار پہ میر
سرِ منصور ہی کا بار آیا

Marfat.com

شے گویرا اور بولیویا

جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ شے اپنے گوریلے میں وہ تمام خوبیاں دیکھنا چاہتا ہے جو کسی بھی مکمل انسان میں موجود ہونا چاہئیں۔ جیسے کہ ہم نے اس کے ان الفاظ کو پڑھا ہے جو گوریلے کے بارے میں اس نے لکھے ہیں یعنی لچکدار، متحرک، نا قابلِ اعتبار، تسلسل سے جھکتا، شب خوات مارنے والا، جو متحیر کر سکے، صدمے اور دھوکے سے فائدہ اٹھا سکے اور حیوانی خواہشات کا شکار نہ ہو۔ خوراک، کپڑوں، پانی اور پناہ گاہ کی عسرت کا عادی ہو۔ اور اگر وہ فاتح ہوتا ہے تو وہ محض اس لئے کہ وہ ایک بہتر انسان ہے۔ اس تفصیل کو دوہرانے کی وجہ محض یہ ہے کہ در اصل گویرا ایک ایسے انسان کی تخلیق چاہتا تھا جو انقلاب کی بھٹی سے کندن بن کر نکلا ہو۔

سیلز ڈی ویلز (Sailes De. Valls) [صفحہ 47 سے 92 تک 1996ء] اس el-hombre.nove یعنی 'نئے انسان' کا کھوج لگاتا ہے جو گویرا کے نظریات کی فکری ترجیح تھا اور اُسے آنے والی نسلوں کے لئے بطور راہبر پیش کیا گیا تھا جو انقلابی عمل اور گویرا کی انقلابی تھیوری کو آگے بڑھانے والی تھیں۔

شے اِس نئے انسان کے مطابق زندگی کو ڈھالنا چاہتا تھا۔ گویرا کے مطابق یہ نیا انسان انقلابی جدوجہد سے تخلیق ہوگا اور انسانیت کو انفرادی انانیت پرستی، استحصال اور سرمایہ دارانہ نظام کی سماجی بیگانگی (alineation) سے آزادی دلوائے گا۔ "سیلز" کے کہنے کے مطابق گویرا یہ محسوس کرتا تھا کہ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف جدوجہد اور نئے سوشلسٹ نظام کے قیام کے لئے ایک 'نئے انسان' کی ضرورت ہوگی جو دوسروں کی بہتری کے لئے ذاتی قربانیاں تدر کر سکے۔ اس کا

Marfat.com

اظہار گویرا کے اِس مضمون سے ہوتا ہے جو اس نے افریقہ (کانگو) کے سفر کے دوران لکھا تھا اور جس کی اشاعت بعدازاں کیوبا میں ہوئی تھی۔ اِس کے کچھ مندرجات درج ذیل ہیں [گراسی 1968ء صفحہ 398 سے 400 تک]۔

''مجھے احمق کہلائے جانے کا خطرہ مول لیتے ہوئے یہ کہنے دیجئے کہ سچا انقلابی ہمیشہ محبت کے شدید (مضبوط) احساسات سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ اِس خاصیت کے بغیر کسی سچے انقلابی کے بارے میں سوچنا ناممکن ہے۔۔۔ ہمارے ہراول انقلابیوں کو لوگوں کی خاطر محبت کو آدرش بنانا چاہیے۔''

''انقلاب سے باہر کسی بھی زندگی کا کوئی وجود نہیں ہے۔ان حالات میں ایک انقلابی کو انسانیت کی ایک بڑی خوراک، انصاف اور سچائی کے شعور کی ایک بڑی خوراک لینا ہوگی تا کہ وہ عقیدہ پرستی کی انتہاؤں، خشک مدرسیّت اور عوام سے تنہائی (کے گڑھوں) میں گرنے سے محفوظ رہے۔''

''ہم میں سے ہر ایک نے ہر وقت اپنے حصے کی قربانی دی ہے، اس سے آگاہ ہوتے ہوئے کہ ہمارے فرض کی مکمل ادائیگی ہی ہمارا اجر یا معاوضہ ہوگا۔ اس سے آگاہی حاصل کرتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک 'نئے انسان' کی جانب پیش قدمی کر رہا ہے جس کی جھلک کو افق پر دیکھا جائے گا۔ راستہ طویل ہے اور (کچھ) حصے میں کسی قدر نامعلوم بھی، ہم اپنی حدود سے واقف ہیں۔ ہم اکیسویں صدی کے انسان کو بنائیں گے ___ ہم خود۔''

سیلز۔ڈی۔ویلز موثر دلیل دیتا ہے کہ اس نئے انسان کے بارے میں شے کے نقطۂ نظر نے اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو اور ان نوجوان بولیوین انقلابیوں کو، جو اُس کے بعد (گویرا کے بعد) ایک نئے سماج اور ایک نئی نوع کے انسان کے لئے جان کا نذرانہ لے کر آگے بڑھے، تحریک دی۔ بولیویا میں شے کے مشن کی ناکامی کے بعد 'سیلز۔ڈی۔ویلز' کے کہنے کے مطابق چلی، برازیل، نکاراگوا، ایل سلواڈور، اور گوئٹے مالا میں کلیسا کے ترقی پسند حصے نے دینی یا الٰہیاتی آزادی کے آدرشوں سے متاثر ہو کر خود کو مارکسسٹ اور نیو مارکسسٹ تحریکوں سے منسلک کر لیا تھا۔

بولیویا میں اس رجحان کے تحت 1970ء کے عشرے میں کرسچین ڈیموکریٹک پارٹی کے نوجوان کارکنوں نے ٹیوپونٹ (Teo-Pont) کے مقام پر جو کہ دارالحکومت 'لاپیز' (LAPAZ)

Marfat.com

کے شمال میں واقع ہے، ایک انقلابی تحریک کا آغاز کیا، اس تحریک کی قیادت اِنٹی (Inti) اور کوکا پیریڈو (Coca-Peredo) جو کہ شے کی بولیویا کی تحریک میں اُس کے ساتھ تھے، ان کا چھوٹا بھائی کر رہا تھا۔

سیلز۔ ڈی۔ ویلز کے کہنے کے مطابق بولیویا میں انقلاب لانے کی کوشش کی ناکامی کے باوجود شے کی شخصیت اور اس کے خیالات خاص طور پر وہ 'نیا انسان' جسے وہ انقلابی عمل کے ذریعے سے تخلیق کرنا چاہتا تھا، دینی/ الٰہیاتی حوالے سے پورے ملک پر غالب آ گیا۔ 'ٹیو پونٹ' کے فوجی قتل عام کے بعد بولیوین سیاست اور کلچر نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ گو کہ جنگی طریق کار کو زیادہ پذیرائی حاصل نہ ہو سکی لیکن بولیوین لوگوں میں سے ایک اہم عناصر نے گوریلوں کو نہ صرف اپنا آدرش بنا لیا بلکہ پرستش کی حد تک اُن کی تعظیم بھی شروع کر دی۔ 'سیلز۔ ڈی۔ ویلز' کی کتاب یہ ظاہر کرتی ہے کہ شے کی موت اس کے نئے انسان کے نظریے، مذہبی/ الٰہیاتی آزادی کے نصب العین اور سیاسی تحریکوں نے کیسے بولیویا کے عوامی ادب اور سیاسی حقوق کے منظرنامے کو متاثر کیا اور اب تک کرتے آ رہے ہیں۔

نومبر 3___1966ء لاپیز کے ہوائی اڈے پر ایک عام حلیے کا ایک ماہر معیشت جس کا تعلق 'یوراگائے' سے تھا، ہوائی جہاز سے اترا، کسی قدر گنجے سر کے اِس شخص کا نام 'ایڈلفو مینا گوزیلز' (Adalfo Mena Gozale's) تھا۔ ہوائی اڈے سے نکلتے ہی یہ شخص ایک نامعلوم سمت کو روانہ ہو گیا اور اس کے بعد کسی نے اس شخص کو دوبارہ کبھی نہیں دیکھا۔ یہ شخص دراصل شے گویرا تھا جس کا بھیس اس حد تک بدل دیا گیا تھا کہ شاید خود کو دیکھنے پر اسے بھی کسی اور کا گمان ہوا ہو گا۔

'گورڈن۔ ایچ۔ میک آرمک' لکھتا ہے'' شے کی بولیویا آمد اس کی زندگی کے آخری باب کا آغاز تھا۔ وہ ایک انقلابی کا فریضہ انجام دینے کے لئے آیا تھا اور اس کا کہنا تھا'' ایک انقلابی کا فریضہ انقلاب کو ممکن بنانا ہے'' ایک انقلاب اس سلسلے کی آخری کڑی نہیں تھا'' جنوری 1959ء میں 'بٹیسٹا' (Batista) حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد گویرا نے تمام لاطینی امریکہ سے نوجوان انقلابیوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا، اور ان تمام کو کیوبا میں لائے گئے انقلاب کی طرز پر تربیت دینے کے پروگرام کا آغاز کر دیا، ہزاروں نوجوان نکاراگوا، گوئٹے مالا، وینزویلا، ارجنٹائن، کولمبیا اور پیرو سے یہ تربیت حاصل کرنے کے لئے جمع ہوئے اور بالآخر انہی ممالک میں انقلاب برپا

Marfat.com

کرنے کے لئے لوٹ گئے۔

بولیویا میں اترنے کے ٹھیک گیارہ ماہ بعد شے گویرا سی۔آئی۔اے کی کمانڈ میں بھیجی گئی بولیوین فوج کے ہاتھوں نصیب دار ہوا جیسا کہ 'کیرک گرد'* (Kierkbegaard) کا کہنا ہے ''ظالم کی موت کے ساتھ ہی اس کی حکومت انجام کو پہنچ جاتی ہے، شہید کی موت کے ساتھ ہی اس کی حکمرانی کا آغاز ہو جاتا ہے۔'' یہی شے کے ساتھ ہوا۔ اُسے ایک شہید کی موت نصیب ہوئی۔ جتنا وہ زندگی میں بااثر تھا، موت کے بعد وہ اثر اور انسانوں کے انبوہ کثیر پر اس کی قوت ڈرامائی طور پر بڑھ گئی۔ اور آج چار عشروں کے بعد بھی اس کا احترام، اس کے بلند حوصلے، اپنی ذات کی نفی اور ایک عظیم ہیرو کے طور پر کیا جا رہا ہے۔

سجے تو کیسے سجے قتل عام کا میلہ
کسے لبھائے گا میرے لہو کا واویلا

لیکن یہ واویلا کہاں ختم ہونے والا ہے۔ اس کی عظمت اور اس کا پیغام اس کے پُراسرار طریقے سے غائب ہونے کے باعث اور بھی پھیل گیا۔ موت کے بعد اس کے ہاتھ قلم کر دیے گئے، ہاتھ قلم ہوئے تو کیا ہر حلقۂ زنجیر میں زبان رکھ دی گئی۔ ہاتھوں کو عدد نے (For-maldehyde) میں محفوظ کر لیا تا کہ اس کے ساتھیوں اور پیروکاروں کو اس کی موت کا یقین دلایا جا سکے۔ یہ ہاتھ جو دست عیسیٰ تھے بعد میں بولیویا سے کیوبا سمگل کر لئے گئے، باقی کا جسم پُراسرار طور پر غائب ہو گیا۔ اور ایک داستان کے مطابق اس کے جسم کو نذرِ آتش کر دیا گیا؟ اور اب وہ اپنا انتقام لینے کسی اور شکل میں سامنے آئے گا۔

درد آئے گا دبے پاؤں لئے سرخ چراغ
وہ جو اک درد دھڑکتا ہے کہیں دل سے پرے

تاہم جون 1997ء میں بولیویا کے ایک قصبے 'ویلیگرینڈ' (Vellegrand) کے قریب forensic میڈیسن کے ماہر نے سات افراد پر مشتمل ایک قبر کو کھولا، ایک ڈھانچہ جس پر ایک جیکٹ منڈھی ہوئی تھی اور جس کے دونوں ہاتھ غائب تھے اس کو مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لئے محفوظ کر لیا گیا یہ وہ جیکٹ تھی جو گویرا کی اپنی کھینچی گئی آخری تصویر میں اس نے پہنی ہوئی تھی جو

* Kierkbegaard علی عباس جلالپوری نے اپنی کتاب ''روایاتِ فلسفہ'' میں 'کیرک گرد' لکھا ہے۔

Marfat.com

اس کے قاتلوں نے اس کے بریدہ ہاتھوں کے بعد لی تھی اور قلم شدہ ہاتھ ___ جو جنوں کی حکایت خونچکاں رقم کرتے رہے تھے چونکہ وہ بھی ساتھ نہ تھے جس کے باعث کسی حد تک تصدیق ہو سکتی تھی کہ یہ باقیات گویرا ہی کی تھیں۔

دراصل شے کی باقیات کے بارے میں تلاش کی کامیابی کا آغاز ڈیڑھ سال قبل اس شخص کے باعث ہوا جس کی سربراہی میں اس کے حسین جسم کو سپردِ خاک کیا گیا تھا۔ اس شخص کا نام ''ماریو۔ ورگاس۔ سیلناس'' (Mario. Vargas. Silinas) تھا اور جو بولیوین فوج کا ایک ریٹائرڈ جنرل تھا۔ اس کے دعویٰ کے مطابق شے اور اس کے ساتھیوں کو 'ویلیگر ینڈ' میں ایک چھوٹے سے ہوائی اڈے کے کنارے پر دفن کیا گیا تھا۔ اٹھارہ ماہ کی جدوجہد کے بعد، جس کے دوران بہت سی لاشوں کا معائنہ کیا گیا، بالآخر ایک لاش ایسی ملی جسے گویرا کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کی بتایا جارہا تھا۔ لیکن شے کی باقیات کا ابھی کسی کو علم نہیں تھا۔ جون کے مہینے کی دریافت نے اس تلاش کو ختم کر دیا۔ جب دانتوں کے ریکارڈ اور ہڈیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو قتل کے وقت بندوق کی گولیوں کے سبب زخموں کی صورت نمایاں تھے نے تصدیق کر دی کہ ڈھانچہ اور اس کی باقیات شے گویرا کی تھیں۔

کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

تین دہائیوں کے بعد جب شے کی باقیات کو جولائی میں سانتا کلارا میں دفن کیا گیا تو اُس سنجیدہ رسم میں عمر رسیدہ سفید داڑھی والا اس کا سابق ساتھی فیڈل کاسترو بھی شامل تھا۔ کاسترو نے 1997ء کو شہید انقلابی کا سال قرار دیا۔ شے کے جسد کو پورے احترام کے ساتھ دوبارہ سپردِ خاک کیا گیا۔

کرو کج جبیں پہ سر کفن میرے قاتلوں کو گماں نہ ہو
کہ غرورِ عشق کا بانکپن پسِ مرگ ہم نے بھلا دیا

شے کے بولیویا کے مشن کے بارے میں یوں تو سبھی نے بہت کچھ لکھا ہے اور ہماری کوشش ہوگی کہ ہر کسی کا بیان کسی نہ کسی حد تک ضرور نقل کیا جا سکے۔ 'گورڈن۔ ایچ۔ میک۔ آرمٹ' کے ایک مضمون شے گویرا___ ''انقلابی انسان کی داستان'' سے یہ تفصیل نقل کی جارہی ہے '' شے کی بولیوین مہم کا آغاز بہت احسن طریقے سے ہوا پہلا (base) بنیادی کیمپ 'نین کاہو آزو'

Marfat.com

(Nancahuazu) کے قریب جنگل میں لگایا گیا جو کہ دارالحکومت 'لا پیز' سے 400 میل اور کسی بھی بڑے شہر یا آبادی سے کم از کم 140 میل دور تھا۔ جگہ کا انتخاب اس بنا پر کیا گیا کیونکہ ایک تو وہ بولیوین حکومت کی پہنچ سے بہت دور تھی اور جہاں سے شے اپنی پوزیشن کو مضبوط بنا کر حکومتی افواج پر حملہ آور ہو سکتا تھا، دوسرے وہاں اتنی گنجائش موجود تھی کہ کسی حکومتی حملے کی صورت میں شے اپنے ساتھیوں کو کسی محفوظ مقام پر لے جا سکتا تھا۔

اس کی شروع کی کیمپ میں اس کے چار اپنے منتخب شدہ ساتھی تھے جنہوں نے 'سائرہ میسٹرا' کی مہم میں 'بتیسٹا' کے خلاف معرکے میں اس کا ساتھ دیا تھا۔ اگلے کچھ ماہ میں اس کے گروپ میں لوگوں کی شمولیت جاری رہی اور مارچ 1967ء تک اس کا دستہ 50 افراد پر مشتمل ہو گیا تھا۔ جن میں سے 29 کا تعلق بولیویا سے تھا جبکہ بقیہ 21 کیوبا سے آئے تھے۔ شے نے 'پیرو' سے تعلق رکھنے والے 20 بیس ساتھیوں کی انقلابی جدوجہد میں شمولیت کی پیشکش کو غالباً یہ سوچتے ہوئے رد کر دیا کہ اس مرحلے پر انقلاب کو بین الاقوامیت کی بجائے علاقائیت کی زیادہ ضرورت تھی۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ مقامی باشندوں کو جدوجہد میں شامل کرنا چاہتا تھا۔ اور اس کا خیال بھی یہی تھا کہ جیسے ہی جدوجہد کا آغاز ہو گا مقامی آبادی اس سے آن ملے گی۔ اس طرح گوریلوں کی قوت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور حکومتی قوت میں کمی۔

شے کا بولیوین منصوبہ سیدھا سا تھا۔ 'نین کا ہوآزو' سے دو مرحلوں کی تحریک کا آغاز ہونا تھا تاکہ تمام براعظم میں انقلاب کا آغاز کیا جا سکے۔ اپنے کیوبا کے تجربات کو سامنے رکھتے ہوئے گوریلا دستے کو اپنی مثالی قوت کے ذریعے سلسلہ وار پُرتشدد ردِعمل کا آغاز کرنا تھا جو کہ انقلابی شعور کو یکا یک بیدار کرنے کے ساتھ اس کی افزائش، عوامی بے چینی میں اضافے اور بولیویا کے نظامِ حکومت کی مکمل تباہی کا باعث بن جائے۔ آغاز کے بعد ہر ممکن طریقے سے مہم کو بیرونی امداد کے بغیر جاری رکھا جائے۔ مہم کا زیادہ تر دارومدار مقامی آبادی پر رکھا جانا تھا۔ جس کے نام پر یہ جنگ لڑی جا رہی تھی۔ اس مقصد کو حاصل کر لینے کے بعد منصوبے کو دوسرے مرحلے میں داخل ہونا تھا، جس میں بولیویا کو پورے لاطینی امریکہ میں انقلاب برآمد کرنے کے لئے 'پل' کا کام دینا تھا۔ 'نین کا ہوآزو' جہاں ایک چھوٹے سے فوکو (دستے) نے انقلاب کا آغاز کیا تھا اسے تمام جنوبی امریکہ میں انقلاب کو برآمد کرنا تھا۔

Marfat.com

لیکن واقعات منصوبے کے مطابق نہیں چل سکے، مہم کے سرگرم مرحلے کے آغاز ہی میں جسے 23 مارچ کو بولیویا کی فوج کے ساتھ گوریلا حملے کے ذریعے شروع ہونا تھا، یکایک تبدیلی رونما ہوگئی، شے کے دو بولیوین ساتھی ڈوب کر ہلاک ہو گئے اور تین فرار ہو گئے۔ ان کی پہلی لڑائی شے کے بقول ''بالکل درست اور قابل دید حملہ تھا جو گوریلوں کے لئے واضح تکنیکی فتح تھی۔''

لیکن اس دن کے بعد حالات یکسر مخالف سمت جانے لگے۔ حکومتی افواج کو شے کے پڑاؤ کا علم ہو گیا (کیسے؟ اس کی کسی قدر تفصیل بعد میں بیان کی جائے گی) اور اس کے حملوں میں شدت آ گئی۔ شے کو مقصد کو اپنے قابو میں رکھتے ہوئے حکومتی فوج سے ایک قدم آگے رہنا تھا تاکہ فوج کو گوریلوں سے دور رکھا جا سکے لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ وہ شکار بن گیا اور فوج شکاری، اس کے دستے کی تعداد کم ہونے لگی، کچھ مارے گئے، کچھ قیدی بنا لئے گئے، کچھ ساتھ چھوڑ گئے۔ شے کا دستہ محض 16 افراد پر مشتمل رہ گیا اور کوئی بھی بولیوین کسان اس کے ساتھ شامل نہ ہوا،'' شے اور اس کے ساتھیوں کی بڑھتی ہوئی تھکاوٹ کی شدت مگر اُس کا پُرسکون اظہار بولیویا کی ڈائریوں میں ملتا ہے، وہ نہایت باقاعدگی سے اپنی ڈائری روزانہ لکھا کرتا تھا۔ یہ سلسلہ اُس کی مہم کے آغاز 7 نومبر 1966ء سے گرفت میں آنے کے دن یعنی 17 اکتوبر 1967ء تک جاری رہا۔ اب ایسے آزاد مرد کہاں سے آئیں گے جن کے ہاتھ پر کف اور کف پر جگر ہو۔ شاید سولی پہ لٹکنے سے پہلے عیسیٰ بھی اپنے آخری دن کی روئیداد کہنے سے قاصر رہا ہوگا اور بے بسی سے رو دیا ہوگا مگر وہ شخص جو اس سے بخوبی باخبر تھا کہ وہ دشمن کی گرفت میں ہے اور اس کی زندگی کے محض چند لمحے باقی ہیں گویا

دشمن جان ہیں سبھی، سارے کے سارے قاتل
یہ کڑی رات بھی، یہ سائے بھی، تنہائی بھی

وہ اپنے آخری حروف بھی ثابت قدمی سے قلمبند کر رہا تھا، اتنے آہنی اعصاب کا مالک تو وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے ایک نئے انسان کو تخلیق کرنے کا خواب دیکھا ہو، وہ انسان جس کی جھلک ہم افق پر دیکھ سکتے ہیں۔ وہ انسان جسے تمام انسانوں کی زندگی سے پیار ہو لیکن وہ اپنی موت کی پازیب کی جھنکار سے خوفزدہ بھی نہ ہو۔ وہ شخص شے گویرا کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔

18 اگست کو شے نے لکھا کہ بولیویا کے ناہموار جنگلوں میں دشمن کی فوج سے ایک قدم آگے رہنے کا جسمانی اور ذہنی دباؤ بہت زیادہ تھا۔ میں اور [illegible] اپنے [illegible]

Marfat.com

ساتھ چلتے ہوئے جب کسی بھی وجہ کے باعث اس نے اپنے خچر کو مار گرایا تو کچھ ہی لمحے بعد اس نے اپنے ساتھیوں سے معذرت کی۔ اور اُسی رات اُس نے لکھا ''میں نے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور ان پر واضح کیا کہ "میں جذباتی ہو چکا ہوں' اور خچر کے ساتھ ہونے والا واقعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسے لمحات بھی آتے ہیں جب میں خود پر قابو کھو دیتا ہوں لیکن یہ سب کچھ تبدیل ہو جائے گا ___ یہ (لمحہ) ان لمحات میں سے ایک ہے جس میں ہمیں عظیم فیصلے کرنے چاہئیں ___ اس طرح کی جدوجہد ہمیں انقلابی بننے کا موقع فراہم کرتی ہے اور ہمیں اپنا امتحان مردوں کی طرح لینے کا موقع دیتی ہے۔''

"میک اور مک" کے کہنے کے مطابق اس واقعے کو احسن طریقے سے سنبھال لینے سے ہمیں شے کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل ہوتی ہیں ___ شے مشکلات کو ایک ایسے ذاتی چیلنج کی حیثیت سے دیکھتا تھا جو انسان کو یہ موقع فراہم کرتی ہیں کہ وہ جان سکے کہ اس کی تشکیل کس ساخت سے ہوئی ہے۔ ایسے چیلنجوں کا سامنا کرنا اور اُن پر غالب آنا اس کے نزدیک انسان کے کریکٹر کی عظمت کی علامت تھا۔ اور یہ فرد کو ذہنی اور جسمانی طور پر خود کو مضبوط بنانے کا موقع بھی فراہم کرتا تھا جو اسے آنے والے عظیم ترین مبارزوں کے لئے تیار کر سکے۔ جیسے کہ اگر مس ہیمنگ وے* سے شے کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو وہ کہتی کہ گویا ایک ایسا انسان تھا جو دباؤ میں بھی وقار کا دلدادہ تھا۔ یہ فلسفہ اگرچہ "ان کہا" تھا لیکن اس کی موٹر سائیکل کی ڈائریوں سے لے کر کیوبا کی انقلابی جنگ کی یادداشتوں سے اُس کی بولیوین ڈائریوں تک برقرار رہا جبکہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ دشمن اس کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر چکا تھا اور وقت ہاتھ سے نکلا جا رہا تھا۔ حالات کچھ ایسے ہو گئے تھے کہ بقول شاعر ۔

پہرے سے عدو ٹلتے ہی نہیں اور رات برابر جاتی ہے

یقیناً شے غیر مصالحت پسند تھا کیونکہ وہ مصلحت پسند نہیں تھا۔ اس کے اِن خواص سے اپنے اور غیر دونوں گھبراتے ہوں گے۔ اس نے اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے بہت اعلیٰ معیار مقرر کئے تھے۔ اس نے ایک مثال بن کر قیادت کی' مشکلات کو تقسیم کیا' اور کبھی شکایت نہیں کی۔

* مس ہیمنگ وے نے ناول "Farewell to arms" اور "Old man and Sea" جیسی نامور کتابوں کے نوبل انعام یافتہ مصنف ارنسٹ ہیمنگ وے کی صاحبزادی تھیں۔ (مصنف)

Marfat.com

اس کے ناقدوں کے بقول وہ ایک تپسیائی (Ascetic) تھا جو جھاڑیوں میں رہ کر شب و روز قربانیاں دینے کے باوجود درماندگی کا شکار نہ ہوتا تھا۔ ان اذیتوں کے باعث بعض اوقات وہ شدید دمے کا شکار ہو جاتا جس کے باعث اس کے لئے حرکت کرنا بھی دشوار ہو جاتا۔ اس کا رویہ اُن لوگوں کے ساتھ انتہائی شفقت آمیز اور برادرانہ ہوتا جو اس کے ساتھ اِن امتحانات پر پورے اترتے اور شاید وہ اُن لوگوں کے ساتھ مختلف رویہ رکھتا ہو جو اُس کے برعکس تھے۔ یا شاید ایسے لوگ زیادہ عرصہ تک اس کے ساتھ رہنے کی کوشش ہی کو ترک کر دیتے ہوں۔ شے کے خطوط سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ وہ کبھی لگی لپٹی بات نہیں کیا کرتا تھا۔ اس کے ایک خط میں جہاں وہ 'ہوانا' کے ذہنی امراض کے ہسپتال کے ڈائریکٹر سے مخاطب ہے لکھتا ہے۔

ڈیئر' اور ڈینز' (Ordanz)

جرنل بھیجنے کا شکریہ! اگرچہ میرے پاس وقت بہت کم ہے لیکن اِس میں موجود مواد مجھے دلچسپ معلوم ہوتا ہے اس لئے میں اسے پڑھنے کی کوشش ضرور کروں گا لیکن جس کی مجھے حیرت ہے وہ کچھ اور ہے، ایک مخصوص جرنل کی 63000 کاپیاں کس طرح شائع کی جاسکتی ہیں جبکہ تمام کیوبا میں اتنے ڈاکٹر بھی موجود نہیں ہیں۔

ایک چیز جو میرے ذہن پر دندان آرائی کر رہی ہے اور میری روح کو دماغی و معاشی و ذہنی بیماری (Psychosis) کی جانب لے جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ کیا چوہے اس جرنل کو اپنے نفسیاتی علم کو بڑھانے کے لئے استعمال کرتے ہیں یا پھر پیٹ کی بھوک کو مٹانے کے لئے کام میں لاتے ہیں۔ یا شاید ہر مریض کے سرہانے اس کی ایک کاپی موجود ہوتی ہو۔ کسی بھی حال میں وہ 3000 کاپیاں جو زیرِ اشاعت ہیں وہ بہت زیادہ ہیں اور میں استدعا کرتا ہوں کہ آپ اِس پر غور کریں، میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں کہ جرنل بہت اچھا ہے لیکن زیرِ اشاعت تعداد ناقابلِ برداشت ہے، میرا یقین کیجئے کیونکہ پاگل لوگ جھوٹ نہیں بولا کرتے۔

انقلاب میں آپ کا ساتھی

کمانڈنٹ ارنسٹو شے گویرا

26 مئی 1964ء

☆☆☆

Marfat.com

ایک اور خط کو ملاحظہ کیجئے

پبلو ڈیاز گونزیلز، ایڈمنسٹریٹر

ہیلو! میں تمہارے مضامین پڑھتا ہوں، مجھے تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ تم مجھے کس قدر احسن طریقے سے پیش کرتے ہو___ بہت ہی اچھے طریقے سے۔ یہ میرا خیال ہے۔ میرا خیال یہ بھی ہے کہ تم اپنے آپ کو بھی بہت خوبصورتی سے پیش کرتے ہو۔

پہلی چیز جو کسی بھی انقلابی کے لئے ضروری ہے (خاص طور پر) جب وہ تاریخ لکھ رہا ہو کہ وہ سچ کے ساتھ ایسے چمٹ جائے جیسے دستانے میں انگلی۔ تم نے ایسا ہی کیا ہوگا لیکن یہ دستانہ باکسنگ کا دستانہ ہوگا جس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

میری نصیحت: مضمون کو دوبارہ پڑھو، ہر وہ چیز جو تمہیں سچائی پر مبنی نظر نہیں آتی اسے نکال باہر کرو اور ہر وہ چیز جس کے بارے میں تمہیں یقین نہیں ہے کہ وہ سچ ہے، اُس سے محتاط رہو۔

انقلابی مبارک باد

ارنسٹو شے گویرا

☆☆☆

اتنا صدیق و امین شخص کسی بھی منافق کو برداشت نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی کوئی دروغ بیاں زیادہ دیر تک اس کے ساتھ رہ سکتا تھا۔

بولیویا کی طرف واپس لوٹتے ہوئے ہم شے کے آخری دنوں کو دیکھتے ہیں 26 ستمبر کو 'ولنگرینڈ' کے جنوب میں ایک چھوٹے سے گاؤں 'لاہیگوریرا' (La-Higurera) میں اس کے دستے کی مڈبھیڑ فوج کے ساتھ ہوتی ہے، گولیوں کے تبادلے میں تین گوریلے کام آجاتے ہیں اور ایک غائب ہو جاتا ہے۔ اپنے بقیہ 16 سولہ لوگوں کے ساتھ گویرا بارہ 12 دن تک فوج سے مقابلہ کرتا رہتا ہے۔ اس کی ڈائری میں آخری تحریر 7 اکتوبر کی رات کی ہے جب ٹھیک گیارہ ماہ قبل نومبر میں اس نے اپنی مہم کا آغاز کیا تھا۔ اس نے اپنے تمام دن کے نوٹس کو اس جملے کے ساتھ ختم کیا۔

''فوج نے ایک غیر معمولی رپورٹ بھیجی ہے جس کے مطابق 250 سپاہیوں کی 'سرانو' (Serrano) میں موجودگی کی اطلاع دی گئی ہے جو اُن 37 گھرے ہوئے باغیوں کے باہر نکلنے کے راستے کو روکیں گے۔ انہیں 'ایکیرو' (Acero) اور 'آرو' (Aro) دریاؤں کے درمیان کی جگہ

Marfat.com

[جو کہ گوریلیوں کی پناہ گاہ سے میلوں دور تھی] میں متعین کیا گیا ہے۔'خبر' شے لکھتا ہے،''ایک بہلاوا (توجہ ہٹانے کی کوشش) ہے۔'' اور یہی ہوا۔ اگلی صبح گوریلوں نے خود کو گھیرے میں پایا، وہ ایک گھاٹی میں پھنس چکے تھے سپاہی چونکہ بالائی سطح پر تھے اس لئے گوریلوں کے پاس صرف ایک راستہ تھا کہ لڑتے ہوئے باہر نکلیں۔ شے دائرے کو توڑنے کی اسی کوشش میں گرفتار ہو گیا۔

شے کی زندگی کے آخری چند گھنٹوں کا بیان 'فیلکس راڈری کیواز' نے فراہم کیا ہے۔ جو واقع کا عینی شاہد تھا۔ 'فیلکس' کیوبا کا ایک جلاوطن تھا جو بولیویا کی فوج کے ساتھ سی۔ آئی۔ اے (C.I.A) کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے منسلک تھا۔ اس کے بقول اپنی گرفتاری سے قبل ہی شے ایک افسانوی شہرت حاصل کر چکا تھا۔ لیکن گرفتاری کے وقت جب 'راڈری کیواز' نے اسے دیکھا تو اس کا حلیہ انتہائی خستہ تھا، اس کے کپڑے انتہائی میلے اور جگہ جگہ سے دریدہ تھے، لباس کے بٹن غائب ہو چکے تھے۔ پاؤں پر جوتوں کی جگہ محض چمڑے کے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے جنہیں رسی سے باندھا گیا تھا۔

تاہم یہ بصارتی تاثر اندر کے انسان کو ظاہر کرنے سے قاصر تھا۔

'راڈری کیواز' (Rodri quies) کا بیان ہے کہ ''ان درماندہ حالات کے باوجود شے آخر تک شوخ چشم، کٹھور، پُرغور، اور تجزیہ دان رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے ساختہ حسِ مزاح کی جھلکیاں بھی دکھائیں ___ جب اسے یہ بتایا گیا کہ اگلے دن، اپنے دو کامریڈوں کی طرح جنہیں اس صبح ظلمتوں کی نذر کر دیا گیا تھا۔ اُسے بھی گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا تو اس نے یہ خبر پورے سکون سے سنی اور یہ جواب دیا ''یہ اسی طرح سے بہتر تھا ___ مجھے زندہ لانا ہی نہیں چاہیے تھا۔'' اس کی آخری خواہش یہ تھی کہ 'فیڈل' کو بتا دیا جائے کہ وہ بہت جلد امریکہ میں ایک کامیاب و کامران انقلاب کو دیکھے گا۔'' اور اس نے اپنی بیوی کے نام پیغام دیا کہ ''وہ دوبارہ شادی کر لے اور اپنی خوشیاں تلاش کرنے کی کوشش کر لے۔''

اُسی سہ پہر ایک بجے کے کچھ ہی بعد شے کو دار کی خشک ٹہنی پر وار دیا گیا۔ گولیوں نے اس کے حسین جسم کی چاندنی لوٹ لی۔ اور اس کے تن بدن پر نراس تنہائیوں کے سائے بکھر گئے۔

اکھڑ گئی سانس پتیوں کی چلی گئیں اونگھ میں ہوائیں
گجر بجا حکم خامشی کا تو چپ میں گم ہو گئی صدائیں

Marfat.com

یہ وقت زنجیر روز و شب کی، کہیں سے ٹوٹی ہوئی کڑی ہے۔ یہ ماتم وقت کی گھڑی ہے۔
یا شاید بقول میرؔ ؎

میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

شے کے قتل کے بعد اس کی لاش 'ویلیگرینڈ' کے قصبے کی جانب روانہ کر دی گئی۔ یہاں اسے نہلا کر نمائش کے لئے رکھ دیا گیا، مقامی ہسپتال کی کھڑکیوں سے بہت سے لوگوں نے اس عظیم انقلابی کو دیکھا۔ اس کی آخری تصویر جو لی گئی اس میں وہ سیدھا کمر کے بل لیٹا ہوا ہے اور اس کے دشمن اس کے گرد کھڑے اس کے زخموں کی جانب اشارہ کر رہے ہیں۔ اور خاموش شے کی صدا گونج رہی ہے۔

میرے چارہ گر کو نوید ہو صفِ دشمناں کو خبر کرو!
کہ جو قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب آج چکا دیا

یہ تصویر آندرے مینٹیگنے (Andrea Mantagna) کی مردہ کرائسٹ کی پینٹنگ کی زندہ مثال ہے۔ عیسیٰ کے ساتھ اس کی تمثیل جلد ہی دور دراز کے علاقوں تک پھیل گئی۔ توہمات کے مارے ہوئے لوگوں نے اس کے جسم سے بال اتار کر اپنی خوش قسمتی کی خاطر محفوظ کر لئے۔ اب ان علاقوں میں 'سین ارنسٹو۔ ڈی۔ لا۔ ہیگیویرا' کی پرستش کیتھولک عیسائی بھی کرتے ہیں۔ وہ جنھوں نے زندگی میں اسے رَد کر دیا، موت کے بعد اسے اپنا رہے ہیں۔

اسی دوران تمام لاطینی امریکہ میں شے کا سحر ایک گوریلا نظریہ دان اور مسلح جدوجہد کی ایک علامت کی حیثیت بن کر پھیل گیا۔ کیوبا کے انقلاب کے وقت لاطینی امریکہ میں مسلح بغاوت کی روایت پوری طرح گھر کر چکی تھی۔ مثال کے طور پر 'نکاراگوا' میں 'آگسٹو سیزر، مسین، ڈائینو'، میکسیکو میں 'پانچو ولا' اور 'ایمی لائینو۔ زپاٹا'، کولمبیا میں کسانوں کی طویل بغاوت، السیلواڈور میں 'فارابنڈو'، کوسٹاریکا میں 'جوز فیوگرز'، اور کیوبا میں 'جوز مارٹی' (Jose Marti) کی مسلح جدوجہد جس سے شے خود بہت متاثر تھا، جاری رہ چکی تھیں۔

جنوری 1994ء میں 'گوریلا ازمو' کے نام سے میکسیکو میں ایک انڈین بغاوت اٹھی تھی جس کی قیادت مسلح یوٹوپیائی 'زپے پٹسٹا نیشنل لبریشن آرمی' (Zapatistist National Libration Army) کر رہی تھی۔

Marfat.com

روایت ہے کہ ہوانا میں یہ خبر شے کے قتل کے چھ دن کے بعد جاری کی گئی۔ اکتوبر 18 کو فیڈل کاسترو نے یہ خبر اور وہ تمام حالات جن میں یہ واقعہ رونما ہوا، اپنے خطاب میں لوگوں کو بیان کیے۔ جان لی۔اینڈرسن کے بیان کے مطابق کاسترو نے اس دن کو جواں مرد گوریلا کا دن قرار دیا۔10 لاکھ سوگواروں نے شرکت کی۔

کاسترو نے اپنی تقریر میں کہا ''گویرا ان لوگوں میں سے تھا جنہیں پہلی ہی نظر میں ان کی سادگی، ان کی خصوصیات، ان کی فطرت کے باعث، ان کی دوستی کے رجحان کی وجہ سے، ان کی شخصیت کی بنا پر اور ان کی جدت پسندی کے سبب پسند کر لیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہم ان کی دوسری خصوصیات اور مخصوص اچھائیوں سے ابھی واقف بھی نہیں ہوتے، وہ لوگ جو گویرا کو اس کی قبر میں اتارنے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی موت کے معنی اس کے آدرشوں کا خاتمہ، اس کی تکنیکوں کی موت، یا اس کے گوریلا نظریات کا خاتمہ ہے تو وہ غلطی پر ہیں۔ اس کی روح آنے والی نسلوں میں جاری رہے گی، اگر ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اپنے نبرد آزماؤں، جنگجوؤں اور آدمیوں سے کیا توقعات ہیں تو ہمیں ان سے کہنا ہوگا کہ وہ شے کی طرح بنیں۔''

اور گزشتہ چالیس برس میں 'چلی' سے 'چائی اے پاس' (Chiapas) سے کشمیر تک گوریلا انقلابیوں نے شے بننے کی کوشش ہی کی ہے [کشمیر میں مقبول بٹ ہمیشہ گویرا کی مثال دیا کرتا تھا] بولیویا کی جنگ کے دوران اپنے نام سے جاری کردہ آخری پیغام میں شے نے کہا تھا ''مستقبل کا تعین ایک عظیم جدوجہد کے ذریعے ہوگا جو تاریکی کی قوتوں، جن کی قیادت یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ اور دوسری سامراجی طاقتیں کریں گی اور روشنی کی قوتوں، جن کی قیادت تیسری دنیا کے استحصال زدہ عوام کریں گے، کے درمیان ہوگا۔ اور اس جنگ میں (شے) اس کا کام اپنے عمل اور اپنی مثال کے ذریعے اُس لڑائی کو راہ دکھانا اور یہ مدد فراہم کرنا ہوگا کہ 'برائی' کا خاتمہ ہو جائے اور ایک 'نیا انسان' کامران ہو کر نکلے''۔ اس کا کہنا تھا کہ اس جدوجہد میں نفرت ایک اہم ہتھیار ہو گی، دشمن کے لئے ایک بے رحم نفرت انقلابی کو مجبور کرے گی کہ وہ ان فطری حدود سے باہر نکل آئے جن کا وہ وارث ہے (نفرت) جو اسے موثر، ہیجان آمیز، منتخب اور قتل کرنے کی ایک بے مہر مشین میں تبدیل کر دے گی: ہمارے سپاہیوں کو لازماً ایسا ہونا ہوگا، لوگ بغیر نفرت کئے، اپنے وحشی دشمن کو ختم نہیں کر سکتے۔''

Marfat.com

اپنے شروع کے ایام ہی سے شے کو یقین تھا کہ لوگوں کے پاس انتخاب کا کوئی راستہ موجود نہیں ماسوائے اس کے وہ اپنی آزادی کی خاطر استحصالیوں کے خلاف ضرب لگانے کی ذمہ داری اختیار کریں۔ ماسکو کے اپنے دور کے دوران اس نے سوویت یونین کی بانجھ حکومت اور وہاں کے کھوکھلے انسان کو دیکھا تھا۔ اس لئے اس نے کیوبا کے انقلاب کے ایسے مستقبل کے خلاف جنگ کی اور ایسا کرنے سے وہ انقلاب کی اصلی جوت جگانے والی علامت بن چکا ہے، شے کی عظمت اور شہرت بے داغ ہے، وہ ان تمام محروم لوگوں کے لئے جو اِس زندگی میں ایک نئے آغاز کے لئے جستجو کر رہے ہیں ایک باوقار مستقبل کی پر شکوہ نمائندگی کرتا ہے اور ان کو مستقبل میں امید کا پیغام دیتا ہے۔ اس نے اپنی زندگی کا نذرانہ دیا جس کا مطلب ان کچلے ہوئے لوگوں کو راستہ دکھانا تھا جنہیں خود اپنی قوت کا اندازہ نہیں تھا۔ اس نے انسان کو باور کروایا کہ حق مانگا نہیں بلکہ چھینا جاتا ہے ورنہ جرمِ ضعیفی کی سزا تو محض مرگ مفاجات ہے۔

بولیویا میں ناکامیوں کی وجوہات

بولیویا میں شے کی ناکامی کے اسباب پر ناقدین نے یوں تو بہت کچھ لکھا ہے، لیکن زیادہ تر تجزیے دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے ناقدین نے کئے ہیں۔ جسے Victor's-Justice فاتح کا انصاف، بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں کوئی اہم مارکسی تجزیہ سامنے نہیں آیا۔ اس وقت تک ہمیں محض موجود مورخین اور تجزیہ نگاروں کے بیانات تک ہی خود کو محدود رکھنا ہوگا۔ یقیناً ان مورخین میں سے بعض نام بہت بڑے اور قابل تعظیم بھی ہیں جیسے کہ اینڈرسن، ٹائبو، کسٹانیڈا وغیرہ۔

شے کے بولیوین مشن پر چار بڑے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ جن کا ذکر ہم اس طرح سے کریں گے کہ کسی ایک کو دوسرے سے علیحدہ نہ رکھا جائے۔ بلکہ ایک پیرائے ہی میں چاروں کا تجزیہ ممکن ہو سکے۔

'گورڈن۔ ایچ۔ میک آرمک' (Gorden H. McCormick) لکھتا ہے۔

''بولیویا 53-1952ء کے دوران پہلے ہی ایک انقلاب سے گزر چکا تھا۔ اس انقلاب کا سب سے اہم نتیجہ زرعی زمین کی اصلاحات کا تھا جس کے تحت ملک کی اسٹیٹس (Estates) کو ختم کرنے کے بعد کسانوں میں تقسیم کیا جانا تھا۔ جس پر کافی حد تک عملدرآمد بھی ہوا۔ گو ملک اب

Marfat.com

بھی انتہائی غربت کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا۔ لیکن اِن اصلاحات کے باعث شے اور اس کے ساتھیوں کے لئے تبدیلی کے اِس راستے کو کٹھن بنادیا جو اِن اصلاحات کی عدم موجودگی میں عوامی جدوجہد کو پُرکشش بنا سکتا تھا۔ جیسا کہ گویرا نے چند برس پہلے لکھا تھا ''آبادی کی حمایت کے بغیر گوریلا جنگ کی کوشش کرنا اور اسے جاری رکھنا ایک یقینی تباہی کو دعوت دینا ہے۔'' لیکن اس [illegible] رجا[illegible]ت اور دیہی بغاوت کو تیز تر کرنے کے لئے لازمی حالات کی پہلے سے موجودگی کے نظریے کے بارے میں اُس کی بڑھتی ہوئی لچک کے باعث اُس نے اِس آسانی کا تخمینہ بہت زیادہ لگالیا تھا جس پر اس کا انحصار تھا، اس کا اندازہ تھا کہ اسے بہت جلد عوامی حمایت حاصل ہو جائے گی اور کسان اس کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔''

لیکن 'گورڈن' کے کہنے کے مطابق یہ ممکن نہ ہو سکا۔ 'رچرڈ ہیرس' کے بقول 'بولیویا میں موجود فوکو دستے کے پاس انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے نہ تو معروضی اور نہ ہی موضوعی حالات سازگار تھے۔ اس وقت کی وہاں کی سیاسی صورت حال کا مقابلہ کیوبا کے 1956ء اور 1957ء کے حالات سے نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ ناقدین کے بقول کیوبا میں ایک طرف حکمران طبقہ استحصال کر رہا تھا اور دوسری جانب شہری علاقوں کا ش[illegible]ت حد تک بالغ ہو چکا تھا۔ کسانوں کی اندرونی بے چینی اور انقلاب کے لئے شہری حمایت نے معاملات بہت حد تک کاسترو اور شے کے لئے سازگار بنا دیئے تھے۔ گویا معروضی حالات اور داخلی عناصر دونوں انقلابیوں کے ساتھ تھے۔ جب کہ بولیویا میں کسان لاتعلق تھے اور شہری حمایت پرموقع پرست اپنا تسلط قائم کئے ہوئے تھے۔ اسی لئے شے کے بعد ہونے والی انقلابی کوشش بھی ناکامی کا شکار ہوئی۔ گورڈن کے مطابق شے معروضی حالات کی پختگی کے انتظار کا قائل ہی نہیں تھا۔ بلکہ ایک جگہ وہ شے کے اس بیان کا حوالہ دیتا ہے جس میں شے نے واضح طور پر کہا تھا کہ ''اگر معروضی حالات ہی وہ واحد اور فیصلہ کن عناصر ہیں تو اس صورت میں ہم آج تک میکسیکو میں بیٹھ کر ان کے کامل ہونے کا انتظار کر رہے ہوتے اور کیوبا آج بھی سامراجیوں کے پنجوں کا اسیر ہوتا۔ انقلابی کا کام انقلاب برپا کرنا ہے اور اس کے لئے اسے حالات کو خود سازگار بنانا پڑے گا۔'' بہرحال یہ اعتراض بحث طلب ہے کیونکہ کیوبا کے معروضی حالات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کیوبا کی شہری حمایت جس کا دار و مدار فرینک پےاز (Frank Pais) پر تھا، آغاز میں قدم جمانے میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی اور گرینما

Marfat.com

کشتی کے غلط جگہ پر لنگر انداز ہونے کے بعد، یہ شہری تعلق سرے سے منقطع ہو گیا تھا۔ کیوبا میں بھی دشمن مکمل طور پر تیار تھا اور اس نے گرینما سے اترنے والے 82 افراد کو فوراً ہی آن لیا جب کہ وہ ابھی کشتی کو ساحل پر لانے کی کوشش میں مصروف تھے۔ 62 افراد تو موقع پر ہی تمام ہو گئے۔ کچھ راستے میں بچھڑ گئے۔ چنانچہ بقیہ 12 میں سے صرف 7 افراد ہی اکٹھے 'سائرا' کے پہاڑوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ خود 'گورڈن' کا یہ کہنا ہے کہ 'گرینما کے تاخیر سے پہنچنے کی وجہ سے 'بٹیسٹا افواج' کو منصوبہ بندی کرنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے نہایت کامیابی سے گوریلا دستے کی قوت کی کمر توڑ دی۔ اور 'گورڈن' ہی کے مطابق ہوانا (شہر) میں شروع کی جانے والی بغاوت شروع ہی میں تمام ہو گئی۔ تین مختلف شہری گروہ اپنے اختلافات کے باعث شہری مہم کا آغاز ہی نہ کر پائے۔ اسی طرح بہت سی اور شہری جگہوں پر بھی بغاوت کچھ خاص کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکی۔ البتہ 'پے از' بہت بعد میں شہروں سے 'لوجسٹک' مدد پہنچانے میں کامیاب ہوا، اس وقت تک کاسترو، گویرا اور ان کے ساتھی کسانوں میں اپنی جگہ بنا چکے تھے۔ جہاں تک سوشلسٹ پارٹیوں کا تعلق ہے تو وہ کیوبا میں PDP کے نام سے اور بولیویا میں BCP کے نام سے نہ صرف موجود تھیں بلکہ بارسوخ بھی تھیں۔ اینڈرسن اور ٹائبو (Tibo) کا خیال یہ ہے کہ شے کا بولیویا کا مشن کسی حد تک 'بری انٹیلی جنس' (مخبری) کا نتیجہ تھا۔ شے اور فیڈل کو ملنے والی اطلاعات کیوبن انٹیلی جنس سروس کے ذریعے کچھ تو شے کے بلاواسطہ تعلقات کے باعث حاصل ہوئیں اور اس کا دوسرا سرچشمہ بولیوین کمیونسٹ پارٹی خود تھی۔ (اسے ہم ناکامی کی دوسری وجہ کہہ سکتے ہیں) اِس سلسلے میں مشن کی ناکامی کی کسی قدر وجہ بولیوین کمیونسٹ پارٹی کے دوغلے کردار کو بھی ٹھہرایا جا سکتا ہے۔

'اینڈرسن' لکھتا ہے کہ ''پومبو (ہیری ویلگاس تمایو کا خفیہ نام) جو کہ شے کا محافظ تھا اور بولیوین مشن کے باقی ماندہ زندہ انقلابیوں میں سے ایک تھا۔ اِس پر مصر ہے کہ جو کچھ 'مونجے' (کمیونسٹ پارٹی آف بولیویا کا سربراہ) نے کیا وہ شے کے خلاف ایک ''شعوری سازش تھی اور اِس واقعے کے تیس برس (1997ء تک) گزرنے کے باوجود شے کی بیوہ 'ایلیڈا' مونجے کو ایک ایسا انسان سمجھتی ہے جس نے شے کے ساتھ غداری کی۔'' (اینڈرسن 1997ء صفحہ 705) اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ 'مونجے' نے شے اور کاسترو کو مہم جوئی کے بارے میں غلط مشورے فراہم کیے جبکہ وہ اور اس کے ساتھی کیوبن کی قیادت میں شروع کی گئی گوریلا مہم کے آغاز ہی سے مخالف تھے۔

Marfat.com

رچرڈ ہیرس بیان کرتا ہے کہ ''بولیویا میں میری ذاتی ریسرچ (تحقیق) اس حقیقت کو عیاں کرتی ہے کہ مونجے نے ایک مقصد کے تحت کیوبن انقلابیوں کو گمراہ کیا۔ اور اپنے ارادوں کو غلط انداز میں پیش کیا تھا۔ [ہیرس 1970ء صفحہ 147 سے 165 تک] لیکن میرے نتائج کو اس وقت کے بائیں بازو نے پذیرائی نہیں بخشی تھی۔ لیکن آج دستیاب اطلاعات کی موجودگی کی روشنی میں ان نتائج کو رد کرنا بہت مشکل ہے۔ شے نے خود بھی مونجے اور اس کی پارٹی کے رویے کو غدارانہ کہا تھا۔''

ٹائیبو [1996ء صفحہ 647] اس معاملے پر شے کا حوالہ دیتا ہے کہ ''جیسا کہ مجھے توقع تھی مونجے کا رویہ شروع میں حیلہ بازی پر مبنی تھا اور بعد میں کھلی غداری اور دھوکہ دہی بن گیا'' شے مزید لکھتا ہے ''اب پارٹی ہمارے خلاف ہو چکی ہے اور مجھے خبر نہیں کہ یہ سب کچھ ہمیں کہاں لے کر جائے گا۔ لیکن یہ سب کچھ ہمارا راستہ نہیں روک پائے گا، اور شاید طویل المیعاد عرصے میں یہ ہمارے لئے نعمت (غیر مترقبہ) یا سودمند ثابت ہو۔'' پارٹی کی مخالفت کو شے غالباً اس لئے بہتر گردانتا تھا کہ اس سے فضا صاف ہو جائے گی اور ایک ایسی صورتحال پیدا ہو جائے گی جس میں ''سب سے زیادہ دیانتدار اور جنگجو لوگ ہمارے ساتھ رہیں گے، اگرچہ انہیں کم و بیش ضمیر کے شدید بحران کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔''

مونجے کے اس گھناؤنے کردار پر سبھی متفق نظر آتے ہیں۔ 'گورڈن میک ارمک' کے مطابق بھی بولیوین کمیونسٹ پارٹی نے شے کا ساتھ عین اس وقت چھوڑا جب اسے شہری حمایت کی سخت ضرورت تھی۔ 'میک ارمک' کے کہنے کے مطابق محرومی کی بہت سی وجوہات تھیں اس کے بقول بولیوین کمیونسٹ پارٹی کے اندر ایک بحرانی کیفیت طاری تھی، شے کا اپنا رویہ بھی کسی حد تک اس کا باعث تھا۔ کیونکہ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ شے لاطینی امریکہ کی کمیونسٹ پارٹیوں کے بارے میں تحقیر آمیز رویہ رکھتا تھا۔ اس کے خیال میں لاطینی امریکہ کی کمیونسٹ پارٹیاں موٹی اور کاہل الوجود ہو گئی تھیں۔ دوسرے ایک بولیوین ہونے کے ناطے مونجے اس مہم کی قیادت خود کرنا چاہتا تھا جبکہ شے کانگو کے اس تجربے کو دوہرانے کے لئے ہرگز تیار نہیں تھا جہاں لارنٹ کبیلا کے احکامات کے انتظار میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو تین ماہ کا عرصہ تقریباً بے مقصد گزارنا پڑا تھا۔ اب وہ فیصلوں کا اختیار اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا اور جیسا کہ 'ہیرس' کا بیان ہے کہ مونجے تو اس مشن ہی کے خلاف تھا، قیادت تو محض ایک بہانہ تھی۔ مونجے کا اصل مشن شے کی ناکامی تھی جس میں بالآخر وہ

Marfat.com

کامیاب رہا۔

'گورڈن میک ارمک' اب ایک اور وجہ کی جانب آتا ہے (جسے ہم ناکامی کی تیسری وجہ کہہ سکتے ہیں) گوکہ اس کی بابت اینڈرسن، ٹائیو اور کسی حد تک کیسٹانیڈا کی رائے بھی محفوظ ہے اور سیلز کا کوئی بیان تاحال اس کی حمایت میں سامنے نہیں آیا۔ اور نہ ہی ہیرس نے اِس کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ بہرحال اِس تجزیے سے صرف نظر ممکن نہیں ہے۔ گورڈن کا تجزیہ کچھ یوں ہے ''شے نے اپنے آپریشن کی بنیاد اس مفروضے پر رکھی تھی کہ بولیوین صدر 'جنرل رینی بیرن ٹوس' ایک دوسرا 'بٹیسٹا' ثابت ہوگا۔ وہ کمزور، انتظامی لحاظ سے نالائق اور بغیر کسی عوامی حمایت کی بنیاد کے بولیویا کا آقا بنا بیٹھا ہے۔ کسی سطحی مقام پر یہ مفروضہ درست بھی ہو سکتا ہے۔ 'بٹیسٹا' کی طرح 'بیرین ٹوس' بھی فوج کا آدمی تھا، اس نے نومبر 1964ء میں دو سال قبل اسی پیٹی بورژوا حکومت کا تختہ الٹا تھا جس نے زمین کی اصلاحات کا دعویٰ کیا تھا۔ عملی طور پر بس یہیں تک ان دونوں میں مماثلت تھی۔ 'بیرن ٹوس' کو ایک مستند بولیوین قوم پرست سمجھا جاتا تھا [اس سے 'کیسٹانیڈا' بھی متفق ہے]۔

اس کا 'پاز۔ این۔ ٹین۔ سورو' (Pas. Entenssoro) کی حکومت کا تختہ الٹانے کا مقصد کرپشن کا خاتمہ اور اپنے پیشرو کی طرف سے گئی زمین کی ان اصلاحات کو بہتر بنانا تھا جس کا دعویٰ اُس کے پیشرو نے اپنی انتظامیہ کے شروع کے دنوں میں کیا تھا۔ لیکن وہ اسے مکمل کرنے میں تاحال ناکام رہا تھا۔ 'بیرین ٹوس' کیوچوآ (Quechua) زبان بولتا تھا جو کہ ملک کی سب سے بڑی انڈین زبان تھی اور ابھی جولائی کے مہینے میں اس نے عوامی الیکشن کے ذریعے اپنے اصلاحی پروگرام کے حق میں فرمان حاصل کیا تھا۔ جس میں اسے 62% ووٹ حاصل ہوئے تھے۔ شے نے یہاں اپنے مشورے کو خود نظر انداز کر دیا جیسے کہ اس نے 1960ء میں لکھا تھا ''جہاں کوئی حکومت کسی شکل کے عوامی ووٹ کے ذریعے برسرِ اقتدار آئی ہو، خواہ وہ الیکشن جعل سازی پر ہی کیوں نہ مبنی ہو، اور کم از کم آئینی حیثیت کی قانونی شکل کو برقرار رکھتی ہو، وہاں گوریلا بغاوت کو شروع نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پُرامن جدوجہد کے امکانات ابھی ختم نہیں ہوئے۔''

اب یہاں ہمیں کچھ تضادات کا سامنا ہے۔ 'گورڈن' اسی باب میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ کیوبا کے انقلاب کے دوران لاطینی امریکہ کے تمام ممالک میں مسلح جدوجہد کا آغاز ہو گیا تھا۔ نکارا گوا

Marfat.com

سے لے کر خود کیوبا میں جہاں 'جوز مارٹی' جیسا عظیم انقلابی اپنے خون کا نذرانہ پیش کر چکا تھا، ایسے میں یہ کیونکر ممکن ہے کہ لاطینی امریکہ میں بولیویا ایک استثنیٰ ہو۔ خاص طور پر جہاں 1952ء میں انقلاب برپا ہو چکا تھا۔ اگرچہ یہ انقلاب شہری کارکنوں اور کسانوں کی جدوجہد کا نتیجہ تھا لیکن چونکہ یہ انقلاب اپنی منازل طے کرنے کے بعد پرولتاریہ کی آمریت تک نہیں پہنچ سکا تھا اس لئے اس کی ناکامی لازمی تھی۔ لیکن اس انقلاب نے بہرحال پورے بولیویا کی شعوری سطح کو بہت بلند کر دیا تھا اور انقلاب کے ان پیشروں کی موجودگی میں عوامی حکومت کا تختہ الٹ دیا جانا اور اقتدار پر ایک آمر کا قبضہ کیونکر ایک مقبول عام فیصلہ کہلا سکتا ہے۔ قومیت پرستی کا مقام اپنی جگہ پر درست ہو سکتا ہے لیکن کیا ایک ایسی قوم جو بورژوا انقلاب کی داعی ہو، محض کسی قومیت پرست آمر کو اپنا سربراہ تسلیم کر سکتی ہے، کیا یہ ایک عوامی فیصلہ کہلا سکتا ہے۔ خاص طور پر یہ وہ عرصہ تھا جب تقریباً تمام لاطینی امریکہ پر آمروں کا قبضہ تھا اور لاطینی امریکہ کے ممالک ان کا پامردی سے مقابلہ کر رہے تھے۔

آیئے ایک نظر ان 'آمروں' کی تفصیل پر ڈالتے ہیں۔ جنہوں نے 1954ء سے لے کر 1990ء تک لاطینی امریکہ کے مختلف ممالک میں عوام کے حقوق کو پامال کیا تھا اور وہ محض امریکن مفادات کے لئے اپنے ہی عوام اور ملک کے وسائل کو بقول گوریا (Pep. the Crocodial)* کی نذر کر رہے تھے جبکہ ان کے اپنے عوام تنگدستی اور مفلسی کا شکار تھے۔ برازیل میں آمروں نے 1964ء سے 1985ء تک اپنے عرصے مقرر کئے ہوئے تھے، یہ عجیب بندر بانٹ تھی۔ ایک مخصوص مدت کے بعد ایک فوجی جرنیل خود بخود دوسرے کے لئے راستہ چھوڑ دیتا تھا۔ اور جب للّو ڈی سلوا کی قیادت میں بالآخر مارکسسٹ کامیاب بھی ہوئے تو بھی سرخرو نہ ہو سکے۔ کیونکہ یہ انقلاب کا راستہ نہیں تھا گویا شے کا راستہ نہیں تھا۔ آج ولیٹ منسٹر ڈیموکریسی کا پروردہ کامریڈ للّو، جارج سورس کا للّو بن چکا ہے۔ برازیل کے عوام آج بھی پسماندہ ہیں۔ آج بھی ان کا استحصال ہو رہا ہے۔ فرق ہے تو محض یہ کہ سابقہ مارکسسٹ مزدور لیڈر پیٹی بورژوازی کا نمائندہ بن کر ان پر حکومت کر رہا ہے جن کے نام پر وہ برسر اقتدار آیا تھا۔ برازیل کے بعد آیئے اسی عہد کے باقی ممالک کو دیکھتے ہیں۔

پیراگوئے 1954ء سے 1989ء تک، بولیویا 1964ء سے 1982ء تک،

---

* یعنی ریاستہائے متحدہ امریکہ

Marfat.com

یوراگوائے 1973ء سے 1985ء تک، ارجنٹائن 1966ء سے 1973ء تک فوجی آمریت کے شکنجے میں رہے۔ ارجنٹائن کو تو اس کی قیمت 'فاک لینڈ' کو کھودینے کی شکل میں ادا کرنا پڑی۔ اور عظیم آلینڈے (آئن ڈے) کا چلی 1973ء میں جنرل پنوشے (یا پاکستانی ضیاء الحق یا پھر انڈونیشیا کے سوہارتو) کے ہاتھوں تاریک راہوں کا مسافر بنا، لاکھوں کیمونسٹوں کے قتل کے بعد جب امریکنوں کو اس کی ضرورت باقی نہ رہی تو اسے تاریخ کے سرد خانے میں ایسے پھینکا گیا جیسے اپنے پالتو رضا شاہ پہلوی کو۔ نکاراگوا میں Contras کے ہاتھوں Sandinista کی حکومت کو فارغ کیا گیا، یہ وہ مہم تھی جس میں امریکہ کا سب سے بڑا دشمن امام خمینی ہی اس کا سب سے بڑا حلیف تھا، الحاد کا خاتمہ تو اہلِ ایمان کے لئے لازم ہے خواہ اس کے لئے اپنے ایمان ہی کا سودا کیوں نہ کرنا پڑے۔

اور یہ تمام 'آمر' C.I.A کی تازہ شائع شدہ رپورٹوں کے مطابق شے کی جان کے درپے تھے۔ 1992ء کی دستاویزات کے مطابق اسے آپریشن 'Condor' کہا جاتا ہے جس کے مطابق پیراگوائے کی خفیہ ایجنسی نے برازیل کی خفیہ ایجنسی کو اور وہاں سے بولیویا کی ایجنسی کو شے کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کیا۔ ان تمام آمروں کے ہاتھ پر شے کا لہو موجود ہے۔

بولیویا میں 1964ء کی جس آمریت کو دائیں بازو کے یہ مورخ اپنی حمایت سے نواز رہے ہیں، اسی کو تاریخ کا قتل کہا جاتا ہے۔ 'بیرین ٹوس' کے 62 فیصد ووٹ تو انہیں یاد ہیں لیکن کیا عوام کا حافظہ اتنا ہی خراب ہوتا ہے کہ وہ اپنے قاتلوں کو شناخت نہ کر پائیں۔ تیسری دنیا میں جعلی ریفرنڈموں، نقلی ووٹوں اور الیکشن کو چرانے کا عمل تو اتنا عام ہے کہ اب تو لوگ ووٹ بھی بے سبب نہیں دیتے۔ بقول ٹراٹسکی ''ریفرنڈم تو بوناپارٹ ازم کا دستور العمل ہے۔''

لاطینی امریکہ میں آمریت اور اس کے خلاف جدوجہد کی تاریخ بہت طویل ہے۔ لاطینی امریکہ ایک ایسا براعظم ہے جہاں کے عوام نے اپنے حقوق کی خاطر لہو دینے سے کبھی گریز نہیں کیا۔ بولیویا کے بارے میں یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے 1952ء کا انقلاب (اِس انقلاب کے دوران شے بولیویا میں بطور میڈیکل سٹوڈنٹ اور سیاح کے طور پر موجود تھا) اپنی افادیت مکمل طور پر کھو چکا تھا۔ 'بیرین ٹوس' کا اقتدار سنبھالتے ہی زرعی اصلاحات کا نعرہ لگانا اس کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عوام میں بے چینی تھی۔ جہاں تک گویرا کا عوامی حمایت نہ ملنے

Marfat.com

کا سوال ہے تو اس کی کچھ وجوہات تو پہلے بھی دی جا چکی ہیں۔ اور کچھ آئندہ بھی آئیں گی۔ بہت حد تک اس کا بھی امکان ہے کہ عوام 1952ء کے انقلاب کی ناکامی کی مایوسی سے باہر نہ نکلے ہوں یا امریکہ اور اس کے پالتو حواریوں کی چوکسی نے شاید بولیویا میں شے کو مقابلے کی تیاری کے لئے اتنا وقت ہی نہ دیا ہو جتنا کہ اسے اِس مہم کی کامیابی کے لئے درکار تھا۔ اور پھر بقول کسٹانیڈا اسے قوم پرست فوج کی شمالی امریکی وفاداری کا اتنا بھرپور یقین نہیں تھا۔ اور آخر میں 'مونجے' کی غداری جس کی جانب ہم آ رہے ہیں اور جس نے انتہائی منفی کردار ادا کیا۔ وہ عظیم شے کی ناکامی کے لئے حرفِ آخر ثابت ہوئی۔

اب ہم اِس شخصیت کی جانب آتے ہیں جس کے بارے میں تمام مورخین کا ردِعمل تقریباً یکساں ہے۔ اور وہ شخصیت ہے 'ماریو مونجے' کی جو بولیوین کمیونسٹ پارٹی کا سیکریٹری جنرل تھا۔ بعض مورخین نے اسے BCP کے سوویت وِنگ کا سیکرٹری جنرل بھی کہا ہے۔ بہرطور سوال یہ ہے کہ مونجے نے ایک عظیم مارکسسٹ انقلابی کو دھوکا کیوں دیا۔ کیا شے سے اس کی ذاتی پرخاش تھی یا پھر لاطینی امریکہ کی خونِ رنگ بساط میں وہ بھی محض کسی کا ایک مہرہ تھا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مورّخ اس کے بارے میں اپنی آراء کیسے دیتے ہیں۔

'رچرڈ ہیرس' کا بیان یہ ہے کہ ''شے کے بین الاقوامی انقلابی طریق کار اور گوریلا جنگی اطوار میں اُس کے یقین کو لاطینی امریکہ کی کمیونسٹ پارٹیوں کی حمایت حاصل نہیں تھی بلکہ سوویت یونین کی بیوروکریسی بھی اس کے اس انداز سے نالاں تھی۔''

'اینڈرسن' سوویت یونین کے بارے میں اپنی تحقیق کے حوالے سے کہتا ہے کہ ''سوویت قیادت شے کی 'مہم جوئی' کو اپنی حکمتِ عملی کے برعکس سمجھتی تھی۔ اگرچہ سوویت یونین کو اس سے کسی حد تک ہمدردی بھی تھی جس کی خاص وجہ تو یہ تھی کہ اسی کے زیر اثر کاسترو نے کمیونسٹ بلاک بالخصوص سوویت یونین کے ساتھ اپنا رشتہ قائم کیا لیکن اس کے باوجود گویا کا مستقل انقلاب کا نعرہ انہیں کھٹکتا تھا۔'' مثال کے طور پر اینڈرسن 'فریڈر برٹسکی' (Freder Burtasky) کا بیان نقل کرتا ہے جو کہ سوویت یونین کے وزیر اعظم نکیتا خروشیف کا سابقہ مشیر تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ ''ہم شے کی پوزیشن کو پسند نہیں کرتے، وہ 'مہم جوئی' کی مثال بن کر رہ گیا ہے اور یہ (طریقِ کار) سوویت یونین اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان دشمنی کو فروغ دینے کا سبب بن سکتا

Marfat.com

ہے۔[1997ء صفحہ 581] 'برٹسکی' یہ بھی کہتا ہے کہ:

''اگر چہ شے ہمارے مفادات کے خلاف تھا لیکن اِس کے باوجود اس کے لئے ہمدردی موجود تھی۔اس کی شخصیت کے گرد و نواح سے ایک نفیس رومانوی دھارا پھوٹتا تھا، وہ لوگوں کو روسی انقلاب کی یاد دلاتا تھا___ آراء منقسم تھیں___ کچھ اسے ٹراٹسکی سے تعبیر کرتے تھے___ اور کچھ اُسے بالشویک دہشت پسند کہتے تھے''۔ 'میخائل سوزی اوف' جیسے خردشیف کے مشیر جو خود کو انقلابی کہا کرتے تھے، شے کو پسند کرتے تھے۔'اینڈرسن' کے مطابق 'نکولائی می ٹٹ سوؤ' (Metutsov) جو کہ سوویت یونین کی پارٹی کے سیکرٹری 'یوری انڈروپوف' کا غیر یورپی سوشلسٹ ریاستوں کے تعلقات کا نائب انچارج تھا، شے سے ملاقات کے بعد اس کی محبت کا اسیر ہو گیا۔وہ کہتا ہے۔

''خارجی طور پر سچ تو یہ ہے کہ شے گویا ماؤ ازم سے آلودہ تھا۔ کیونکہ وہ ماؤ کے نعرے کو استعمال کرتا تھا جس کے مطابق بندوق اقتدار کو جنم دے سکتی ہے۔اور یقیناً اسے ٹراٹسکی کا پیروکار سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ اس نے لاطینی امریکہ میں جا کر انقلابی تحریک کا آغاز کیا___ لیکن کسی حالت میں، میں انہیں خارجی علامات اور سطحی سمجھوں گا۔لیکن اس کے بالکل اندر بہت گہری مخفی چیز مارکسی لینن ازم کی بنیاد پر انسان کی مدد کرنے کی اس کی خواہش ہے۔[1997: صفحہ 585]''

'کیسٹانیڈا' کے کہنے کے مطابق روس اور چین کے درمیان تصادم کے بارے میں شے کی رائے اس کے دوست 'داروس سنکوؤ' (Darassonkov) کے بیان سے ہوئی ہے۔

'داروس سنکوؤ' کے مطابق شے کو اس پر تشویش تھی کہ اس کے نظریات کو روسی اور کسی حد تک کیوبا کے قائدانہ حلقوں میں پرو۔چین یا چین کا حمایتی سمجھا جا رہا ہے۔'کیسٹانیڈا'' داروس سنکوؤ' اور شے کے درمیان ہونے والی ایک یادداشت کو یوں بیان کرتا ہے[1997: صفحہ 252]۔

''بہت سے سوویت کامریڈ میرے گوریلا جنگی طریق کار کو لاطینی امریکہ کے لوگوں کی آزادی کی خاطر بنیادی ذریعے کے استعمال کے طور پر عمل میں لانے کو اور تخمینی (Budgetry) نظام کے برعکس خودکار یا خود منتظم مالیاتی نظام (Self management) کی ترجیحات کو چائنہ کی پوزیشن سمجھ بیٹھتے ہیں اور یہ نتیجہ اخذ کر لیتے ہیں کہ شے 'پرو چائنہ' ہے۔کیا ان معاملات پر چائنہ سے آزادانہ میری اپنی کوئی رائے نہیں ہو سکتی؟''

Marfat.com

دراصل شے کے نظریات چائنہ کی اُس وقت کی قیادت کے قریب تر تھے اور سوویت یونین کے بارے میں اس کی تنقید میں برابر اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ وہ خردشیف کی زیرِ قیادت سوویت یونین کے اپنائے گئے راستوں کو سوشلزم سے ''دائیں'' جانب جھکاؤ سے تعبیر کرتا تھا۔ اپنے سیکریٹری کے نام ایک خط میں جو اسی کتاب میں ''شے کے خطوط'' کے زیرِ عنوان موجود ہے، وہ (شے) واضح طور پر خردشیف کو ترمیم پسند کہتا ہے۔ وہ روسی ماہرین کی زیرِ نگرانی کیوبا کی چینی کی از سرِ نو کثرت سے پیداوار پر زور دینے، مادی ترغیبات، اور پیداواری مشقتی سطح پر غیر مرکزی، مالیاتی خود انتظامی کو بھی انقلابی حکومت* کا صنعت کارانہ قول سے انحراف قرار دیتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ وہ اِن اقدامات کو کمیونزم کی اخلاقی ترغیبات کے برعکس سرمایہ دارانہ مادی ترغیبات گردانتا تھا۔''

جیسے کہ 'کستانیڈا' کا کہنا ہے کہ شے انقلابی حکومت پر کیوبا کے محنت کش طبقات میں نئے کمیونسٹ شعور کو اجاگر کرنے کے لئے اقدامات کرنے پر زور دے رہا تھا۔ جن کی بنیاد مادی ترغیبات کی بجائے اخلاقیات پر رکھی جانا چاہئیں تھیں، اور وہ بھرپور انداز سے اس پر یقین رکھتا تھا کہ حکومت کو مرکزی بجٹ سسٹم کو اپنانا چاہیے تاکہ مختلف مالیاتی شعبوں میں وسائل کی منصفانہ تقسیم عمل میں لائی جا سکے۔ شے موجودہ دور کے چند باقی ماندہ سوشلسٹ ممالک میں مارکیٹ پر منحصر معیشی تبدیلیوں، مادی ترغیبات اور 'انٹرپرائز' کی مالیاتی خود انتظامی جیسی قابلِ قبول حکمتِ عملیوں کے بہت خلاف تھا۔ علاوہ ازیں اس نے یہ پیشین گوئی بھی کی تھی کہ اگر سوویت یونین اور مشرقی یورپی بلاک انہی حکمتِ عملیوں پر چلتا رہا تو وہ دن دور نہیں جب وہ سرمایہ داری کی آغوش میں جا گرے گا۔ [اینڈرسن 1997ء، صفحہ 697]۔

یہاں مجھے ٹراٹسکی کے مشہور جملے کا اضافہ کرنے کی اجازت دیجئے جب اس نے کہا تھا:۔
''سوویت یونین کی قسمت کا آخری فیصلہ جنرل سٹاف کے نقشے پر نہیں بلکہ طبقاتی جنگ کے نقشے پر ہوگا۔ یورپی مزدور طبقہ اپنے سرمایہ دار طبقے کی بے رحمی سے مخالفت کر کے اور اسی کیمپ میں 'امن کے دوست' سوویت یونین کی حفاظت کرتے ہوئے اسے 'اتحادیوں' کی طرف سے پشت پر ہونے والے وار سے بچا سکتا ہے۔ اگر دوسرے ملکوں میں مزدور انقلاب کامران ہو جائے، تو اس کے

* یہ بالکل وہی فقرہ ہے جو اکتوبر 1917ء کے بالشویک انقلاب کے بعد 1924 [illegible]

Marfat.com

سامنے سوویت یونین کی فوجی شکست بھی ایک مختصر کہانی کی طرح ہوگی، دوسری صورت میں اگر سامراج باقی دنیا میں جنگ کے بعد خود کو قائم رکھنے میں کامیاب ہو گیا تو جنگ میں فوجی فتح بھی اکتوبر انقلاب کی وراثت کو ہرگز نہیں بچا سکے گی۔"

ٹراٹسکی ایک اور جگہ لکھتا ہے "سرخ فوج ایک نہایت اہم عنصر کی حیثیت رکھتی ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف یہی تاریخی عنصر ہے، یہی کافی ہے کہ سرخ فوج انقلاب کو بڑا دھکا لگا سکتی ہے لیکن بڑا کارنامہ صرف انقلاب ہی انجام دے سکتا ہے سرخ فوج اکیلی اس کا متبادل نہیں ہوسکتی۔ انقلاب نے اگر مداخلت نہ کی تو نہ صرف شکست بلکہ فتح کی صورت میں بھی سوویت یونین کی سماجی بنیادوں کی بیخ کنی کا خطرہ موجود رہے گا۔ دوسرے لفظوں میں اگر جنگ کے طویل ہونے سے عالمی پرولتاریہ حرکت میں نہیں آتا تو سوویت یونین کے اندرونی تضادات کی بدولت ملک میں بوناپارٹ قسم کا ردِ انقلاب نہ صرف ممکن ہے بلکہ ایسا ہونا ضروری ہے۔"

یہی وہ حقیقت تھی جس کی جانب شے بار بار اشارہ کر رہا تھا لیکن سوویت یونین اور مشرقی یورپ کے گماشتے، سرمایہ دار ممالک کی جانب نہ صرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے تھے بلکہ تیسری دنیا کے مظلوم عوام کے خلاف سرمایہ داروں کے اشتراک سے استحصالی عمل کو تیز تر کر رہے تھے۔ سو نتیجہ وہی نکلا کہ جو ٹراٹسکی اور گویرا نے سوویت یونین کے بھک سے اڑ جانے کی پیشین گوئی کی صورت میں کیا تھا۔

کسٹانیڈا، اینڈرسن اور ٹائبو بتاتے ہیں کہ شے سوشلسٹ انقلاب کو تمام دنیا میں پھیلانے اور اپنے فلسفے کو جس کے مطابق ایک مختصر لیکن اپنے مقصد پر عزم صمیم رکھتے ہوئے گوریلا دستے کے لئے تیسری دنیا کے امریکی سامراج اور استحصالی حکمرانوں کے ہاتھوں کچلے ہوئے عوام کو سوشلزم کی جدوجہد کے لئے بیدار کرنے کو کوئی ناممکن کام تصور نہیں کرتا تھا۔

ان نظریات پر اس کے یقین کو اس کے قریبی ساتھی، کامریڈز اور اس کے علاوہ بہت سے مداحوں اور ہمدردوں کی حمایت حاصل تھی۔

یہ وہ مہم جوئی تھی جو سوویت یونین کے لئے بار گراں تھی۔ سپین، جرمنی، فرانس اور یہاں تک کہ انگلینڈ میں اٹھنے والی کامیاب مارکسسٹ تحریکوں سے غداری کے بعد سوویت یونین جو انقلابی ملک کی بجائے بقائے باہمی کی سہل پسند ریاست بن چکا تھا، کسی بھی صورت اس Status quo

Marfat.com

کو توڑنا نہیں چاہتا تھا جس کے باعث اس کے بقول دنیا کے امن کو اور درحقیقت اپنی سٹیٹ کے کرپٹ سرمایہ دارانہ نظام کو کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔

سوویت یونین کی انقلاب دشمنی اس حد تک جا پہنچی تھی کہ 'رائے ہاورڈ' نے جب سٹالن سے پوچھا کہ عالمی انقلاب کے حوالے سے اس وقت صورتحال کیسی ہے اور آپ کے منصوبے اور ارادے کیا ہیں؟ تو اس نے جواب دیا ''عالمی انقلاب کے بارے میں نہ تو ہم نے کوئی ارادہ کیا ہے اور نہ ہی کوئی منصوبہ بنایا ہے۔ اگر ہمارے بارے میں ایسا سوچا جاتا ہے تو میں اُسے غلط فہمی قرار دوں گا۔'' 'ہاورڈ' نے اس پر کہا ''یہ غلط فہمی تو المناک ہے۔''

''نہیں''، سٹالن نے جواب دیا ''طربناک ___ بلکہ اگر آپ پسند کریں تو یہ المناک طربیہ غلط فہمی ہے۔'' (یہ اقتباس لفظ * بہ لفظ لیا گیا ہے اور اس میں کوئی اضافہ یا تبدیلی نہیں کی گئی) ''اگر سوویت یونین کے اردگرد کی ریاستیں ثابت قدمی سے حقیقی طور پر اپنے اپنے سنگھاسن پر جمی رہتی ہیں تو انہیں سوویت عوام سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟ انقلاب کی برآمد ایک واہیات بات ہے، ہر ملک اگر انقلاب کا خواہشمند ہے تو اُسے اس کو خود برپا کرنا ہوگا۔ اور اگر نہیں تو کوئی انقلاب نہیں ہوگا۔''

کیا اب اس کے بعد روسی ترمیم پسندی کے بارے میں کچھ کہنا باقی ہے؟

ٹرانسکی کی طرح شے بھی سوویت یونین کے لئے مشکلات کا باعث بن رہا تھا۔ وہ تمام انسانیت کی آزادی کا خواہاں تھا۔ وہ مساوات کے اس خواب کو پورا کرنا چاہتا تھا جو مارکسزم کا آدرش ہے۔ اُس کے سامنے معاوضے کا کوئی تصور ہی نہیں تھا، جبکہ معاوضہ ضرورت کے مطابق ہو جو کہ ایک سرمایہ دارانہ اصول ہے۔ ایک خچر بھی کوڑے کے تحت ''اپنی اہلیت کے مطابق'' کام کرتا ہے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کوڑا خچر کے لئے سوشلسٹ اصول بن گیا ہے۔ اجرتی محنت کے جسم سے غلامی کا چوغہ محض سوشلزم کا نام لینے سے نہیں اتر جاتا۔ مارکس کا مشہور مقولہ اہلیت کے مطابق کام اور ضرورت کے مطابق معاوضہ کے مفہوم یہ ہیں کہ کام کرنا اب کوئی مجبوری نہیں رہا بلکہ اب ایک انفرادی ضرورت بن چکا ہے اور سماج کو اب کسی کام کے لئے جبر کرنے کی ضرورت نہیں ہے صرف بیمار یا معذور افراد ہی کام نہیں کر پائیں گے۔

* ایمن رائے کی تصنیف Stalin - the man of History سے ماخوذ

Marfat.com

''اپنی اہلیتوں کے مطابق'' ___ یعنی اپنی جسمانی اور نفسیاتی قوت کے لحاظ سے بغیر خود کو مجبور کیے۔ کام کر کے کمیون کے ممبر ایک اعلیٰ تکنیک کو استعمال کرتے ہوئے سماج کے گودام وافر مقدار میں بھر دیں گے تا کہ سماج ہر ایک اور سب کو بلا تمیز کسی ذلت آمیز کنٹرول کے بغیر فراخدلی سے ان کی ضروریات کے مطابق فراہم کر سکے۔ یہ دو طرفہ لیکن نا قابلِ تقسیم کمیونزم کا فارمولا سماجی پیداوار کی فراوانی، مساوات، شخصیت کی ہمہ جہت نشو ونما، اور اعلیٰ ثقافتی ڈسپلن کو موجود فرض کرتا ہے۔ یہ سب کچھ بیان کرنے کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ سوویت بیورو کریسی نے ٹراٹسکی کی طرح شے سے جان چھڑانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور چونکہ لاطینی امریکہ بلکہ تمام دنیا کی کمیونسٹ پارٹیاں (ماسوائے چین کی کمیونسٹ پارٹی کے) سوویت یونین کے زیرِ اثر تھیں اور خاص طور پر 'مونجے' تو بولیوین کمیونسٹ پارٹی کے سوویت بلاک کا نمائندہ تھا چنانچہ اس المیے کے لئے اس کا انتخاب فطری تھا۔ لاطینی امریکہ کے تمام آمر حکمران بھی چونکہ یہی چاہتے تھے چنانچہ اس المیے کے لئے مونجے کا استعمال کیا گیا۔ چنانچہ پنجہ صیاد شے کے لہو سے رنگین ہو گیا گو دامنِ جلاد پر لہو کے نشان باقی رہے لیکن اب کے برس خون بہا طلب کرنے والا کوئی نہیں تھا، سو، تن و زبان دونوں ایک وقت میں آزاد ہو گئے۔

کوئے جاناں میں کھلا میرے لہو کا پرچم
دیکھیے دیتے ہیں کس کس کو صدا میرے بعد

آج بولیویا میں گویرا کے مشن کی ناکامی کے جتنے بھی اسباب تلاش کئے جائیں، حقیقت یہ تھی کہ اپنے اور عدو دونوں ہی اس کے لہو کے پیاسے تھے۔ اور کچھ اُسے جاں کے زیاں کی کوئی ایسی خاص تشویش بھی نہ تھی بلکہ اس کی زندگی کا ہر قدم اپنے نظریے کی خاطر خاکِ راہ کے لئے لبِ دلدار کا رنگ لئے رہا۔ وہ کوچہ قاتل کا مکین جسے سامراجی، دشمنِ جان سمجھتے تھے تو 'سوویتی' مہم پسند، بالآخر وہی سب سے معتبر نکلا۔

وہی چشمہ بقا تھا جسے سب سراب سمجھے
وہی خواب معتبر تھے جو خیال تک نہ پہنچے

بولیویا میں شے کی ناکامی کی وجوہات کو مختصر انداز میں 'ڈینیل ل۔ وڈنر' (Danial L. Widner) نے یوں بیان کیا ہے۔

Marfat.com

''اندرونی دھوکے بازی، بیماری، بھوک اور پیاس کی شدت، مقامی لوگوں سے قابلِ ذکر تعلقات قائم کرنے میں ناکامی کے باعث گویرا اور اس کے کیوبن ساتھی اور بولیوین دوست پہلے صیاد کے اسیر ہوئے اور بعد میں شہید۔ فورنزیک (Forensic) کی رپورٹ میں اسی ترتیب سے واقعات کا بیان کرتی ہیں۔ گویرا کے ہاتھ قلم کئے گئے تاکہ اس کی موت کی تصدیق کی جا سکے، قمیص کے بغیر (اب کہاں حاجتِ رفوتھی) شے کے جسد کی تصویر لی گئی اور اسے نامعلوم مقام پر دفن کر دیا گیا۔'' [اب کسی سمت اندھیرا نہ اجالا ہوگا۔ بجھ گئی دل کی طرح راہِ وفا میرے بعد] اس کے آخری نشانات تک مٹانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن شے کی موت اس کی عظمت کا نشان بن گئی۔ اس کا پیغام ویتنام سے میکسیکوسٹی تک، شنگھائی سے شکاگو تک پھیل گیا۔ بقول 'ڈینیل' کے صرف 'کسٹانیڈا' ہی ایک ایسا شخص ہے جس نے شے کی مقبولیت کی وجوہات کو کوزے میں بند کرنے کی سعی کی ہے۔ جو کچھ اس طرح سے ہیں:

1- تیسری دنیا تک پہنچنے والا کیوبا کے انقلاب کا پیغام

2- شمالی امریکہ اور مغربی یورپ میں نوجوانوں کی بے چینی اور

3- پیرس سے پراگ تک سوویت حکومتی سرمایہ داری کی منجمد کرپشن کے خلاف جدوجہد۔

شے کی موت کے بارے میں مارکس کے معقولے سے بہتر کیا کہا جا سکتا ہے ''جبکہ ہم میں سے خوش قسمت ہی اپنی تاریخ خود بناتے ہیں لیکن کوئی بھی اپنے لئے منتخب شدہ حالات میں ایسا نہیں کر سکتا۔''

نوٹ: شے کے خطوط میں ہم نے صفحہ 172-171 پر اس کے آخری خطوط جو اس نے 1966ء میں بولیویا سے اپنے بچوں کے نام لکھے تھے، درج کر دیئے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب پنجم

شے کے خطوط

ہم سے جتنے سخن تمہارے تھے
ہم نے سب شعر میں سنوارے تھے

رنگ و مستی کے حسن و خوشبو کے
ہم سے جتنے بھی استعارے تھے

Marfat.com

شے کے خطوط

LETTER NO. 1

ہوانا 20 فروری 1964ء

معیشت کا سال

سرا۔ ماریا۔ روزیریو گویرا

کیسابلانکا مراکش

دوست!

سچ تو یہ کہ مجھے بالکل خبر نہیں کہ سپین کے کس حصے سے میرا خاندان (ہجرت کر کے) آیا تھا۔ بلاشبہ اسے بہت سا وقت گزر چکا ہے جب میرے پیشرو ایک ہاتھ آگے اور ایک ہاتھ پیچھے * رکھ کر آئے تھے اور اگر میں آج اپنے ہاتھوں کو اسی طرح نہیں رکھتا تو محض اس لئے کہ یہ پوزیشن تکلیف دہ ہے۔ میرا خیال نہیں ہے کہ تم اور میں قریبی رشتہ دار ہیں لیکن اگر تم اس قابل ہو کہ دنیا میں جہاں کہیں جتنی بار کسی ناانصافی کا ارتکاب ہو تو تم غم و غصے سے کانپ اٹھو تو (اس صورت میں) ہم کامریڈ (دوست) ہیں اور یہ زیادہ اہم ہے۔

ایک انقلابی مبارک باد

کمانڈر ارنسٹو شے گویرا

☆☆☆

---

* ہسپانوی زبان میں "ایک ہاتھ آگے اور ایک ہاتھ پیچھے کے" معنی یہ ہیں کہ انتہائی عسرت و تنگدستی کے عالم میں ہونا۔

Marfat.com

LETTER NO. 2

دور دراز سے بھیجے گئے خطوط اور ایک نامکمل ڈائری سے حاصل شدہ نوٹس

(1953-54)

گہرے سرخ رنگ میں کچھ مختصر اشعار

میری پیاری ماما!

آپ کو یقین نہیں آئے گا کہ یہ سرخی والد کو خوش رکھنے کے لئے دی جا رہی ہے لیکن ایسی علامتیں ہیں کہ چیزیں بہتر ہو رہی ہیں اور میرے معاشی منظر نامے کی نسبت سے مناظر (حالات) کچھ زیادہ خستہ نہیں ہیں۔ میں آپ کو 'پیسو (Peso) سانحے' کے بارے میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ یہ صریحاً سچ ہے اور میرا خیال ہے کہ والد مجھے اتنا مضبوط سمجھتے ہیں کہ جو کچھ بھی (میرے مقابل) آئے، میں اس کا سامنا کر سکتا ہوں۔ تاہم اگر آپ پریوں کی کہانیوں کو ترجیح دیتی ہیں تو جو میں آپ کو سنا سکتا ہوں وہ بہت حسین ہیں۔ خاموشی کے ان دنوں میں میری زندگی کے واقعات کچھ یوں ہیں، میں نے ایک پیکٹ اور ایک بریف کیس کے ساتھ آدھا راستہ پیدل چل کر اور آدھا گاڑیوں سے لفٹ کے ذریعے طے کیا، (مجھے شرمندگی ہے کہ) میں نے صرف آدھے راستے کے سفر کی ادائیگی اُن دس ڈالرز سے کی جو گورنمنٹ نے مجھے دیئے تھے جس کے لئے میں اس کا شکر گزار ہوں، میں سلواڈور پہنچا تو پولیس نے ___ میری کچھ کتابیں ضبط کر لیں جو میں گوئٹے مالا سے ساتھ لے کر آیا تھا (لیکن) میں وہاں سے نکل آیا اور موخر الذکر کی جانب واپسی کا ویزا لینے میں کامیاب ہو گیا۔ سب کچھ حل ہونے کے بعد، میں 'پائی پائلز' (Pipiles) کے کھنڈرات کی جانب روانہ ہو گیا۔ یہ ٹیلس کیلٹکس (Telascaltecs) کی ایک نسل ہے جو جنوب کو فتح کرنے نکلی تھی [ان کا مرکز میکسیکو میں تھا] اور وہ یہاں اُس وقت تک رہے جب تک ہسپانوی یہاں نہیں آئے۔ اِن کا 'میان' (Mayan) کی تعمیرات سے کوئی تعلق نہیں ہے اور 'انکین' (Incan) کا اس سے بھی کم۔

اس کے بعد میں اپنے ویزا کے انتظار میں کچھ دنوں کے لئے ساحل سمندر پر چلا گیا، میں نے یہ خواہش اس لئے کی تھی تاکہ میں 'ہانڈوران' (Honduran) کے شاندار کھنڈرات کو دیکھ

Marfat.com

سکوں۔ میں نے رات سمندر کے کنارے ایک سلیپنگ بیگ (Sleeping bag) میں گزاری جو میں نے حاصل کیا تھا۔ میری خوراک پر بہت سختی نہیں تھی (سختی سے خوراک کو کنٹرول نہیں کیا تھا) ماسوائے سورج کی روشنی سے جلے ہوئے چند نشانات کے میں اپنی صحت مند زندگی کے باعث بہترین حالت میں تھا۔ میں نے کچھ 'چوچا موُ' (لوگوں) سے دوستی کر لی جو کہ مرکزی امریکہ میں رہنے والوں کی طرح اچھے شرابی ہیں۔ (میں نے) انہیں گوئٹے مالا کا کچھ پروپیگنڈہ (گوئٹے مالا کی کچھ تشہیر کی) پیش کیا اور گہرے سرخ (کے بارے) میں کچھ مختصر شعر سنائے نتیجہ: ہم سب کو انہوں نے بند کر دیا۔ لیکن کمانڈر نے جو ایک اچھا انسان لگتا تھا ہمیں ایک نصیحت کے ساتھ فوراً ہی جانے دیا، اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں شام کے گلابوں اور خوبصورتی کی دوسری چیزوں کے بارے میں (گانا) گاؤں۔ میں نے دھوئیں کے غائب ہونے کی خاصیت پر اس کے لئے ایک سانیٹ (14 مصروں پر مشتمل نظم) ترتیب دینے کو ترجیح دی۔ 'ہنڈوریز' (Hondurans) نے مجھے محض اس وجہ سے ویزا دینے سے انکار کر دیا کیونکہ میں گوئٹے مالا میں رہا تھا۔ یہ کہنا بیکار ہے کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اس ہڑتال کو دیکھ سکوں جو تمام محنت کش آبادی کے پچیس 25 فیصد کی حمایت سے عمل پذیر ہو رہی ہے۔ یہ کہیں بھی ایک بہت بڑی تعداد ہے لیکن ایک ایسے ملک میں یہ غیر معمولی ہے جہاں ہڑتال کا حق سرے سے (موجود) نہ ہو۔ اور یونینیں (Unions) لازماً خفیہ طور پر تشکیل پاتی ہوں۔ 'فروٹ کمپنی' غضبناک ہے اور بلاشبہ 'ڈیولز' (Dulles) اور سی آئی اے گوئٹے مالا میں اس لئے مداخلت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس نے ہر اس مارکیٹ سے ہتھیار خریدنے کا جرم کیا ہے جہاں سے یہ خرید سکتا تھا۔ اور چونکہ یونائیٹڈ سٹیٹس نے اسے ایک طویل عرصے سے ایک کارتوس بھی نہیں بیچا۔

فطری بات ہے کہ میں یہاں رہنے کے امکان پر غور نہیں کر سکتا۔ واپسی پر میں ایک تقریباً ترک شدہ راستے پر روانہ ہو گیا جبکہ میرا بٹوا انتہائی خوفناک (خستہ) حالت میں تھا۔ کیونکہ یہاں ایک ڈالر محض ایک مینگو* کے برابر ہے۔ چنانچہ 20 ڈالرز بھی زیادہ دور تک گزارا نہیں کرتے۔ بعض دن میں تقریباً پچاس کلومیٹر تک (شاید میں فاصلے کو زیادہ طوالت دے رہا ہوں لیکن پھر بھی بہت زیادہ) پیدل چلا ہوں اور وہ بھی بہت دن، بالآخر میں فروٹ کمپنی کے ہسپتال تک پہنچ گیا

---

* مینگو ارجنٹائن کا Slang ہے جس کے معنی Peso (اُن کے سکے) کے ہیں۔

Marfat.com

جہاں چھوٹے پیچیدہ لیکن بہت خوبصورت کھنڈرات ہیں۔ اور وہاں مجھے اس کا مکمل یقین ہو گیا جسے میرا لاطینی امریکن خون تسلیم کرنا نہیں چاہتا کہ ہمارے پیشرو (جدامجد) ایشین تھے [میرے بوڑھے آدمی (والد) کو بتائیں کہ وہ بہت جلد اسے والدانہ اتھارٹی (حاکمیت) سے محروم کرنے والے ہیں] یہاں ابھری ہوئی شبیہیں ہیں جو خود 'بدھا' ہیں۔ تمام تفصیلات اسے عیاں کرتی ہیں۔ اور یہ بالکل ویسے ہی ہیں جیسے کہ ہندو تہذیبوں میں دکھائی دیتی ہیں۔ یہ جگہ انتہائی خوبصورت ہے اتنی زیادہ کہ میں نے اپنے پیٹ کے خلاف Silvester Bonard کا جرم کیا (خالی پیٹ رہا) اور ایک ڈالر مزید کچھ اور فلموں کو خریدنے پر خرچ کر دیا اور اپنے لئے ایک کمرہ کرائے پر لے لیا۔ پھر میں نے ایک ہسپتال سے کھانے کے چند لقموں کی بھیک مانگی مگر مجھے آدھا پیالہ بھی نہیں ملا۔ میرے پاس ٹرین کے ذریعے گوئٹے مالا جانے کے لئے کوئی رقم نہیں تھی۔ چنانچہ میں 'پرٹو بیرراوس' (Perto Barrios) کی جانب روانہ ہو گیا۔ جہاں میں نے کولتار کے پیپے (بیرل) اتارنے میں محنت صرف کی اور 12 گھنٹے کام کر کے 2.63 ڈالر فی گھنٹہ کے حساب سے اجرت کمائی۔ میں نے ایک ایسی جگہ پر سخت محنت کی جہاں خونخوار مچھر حیران کن تعداد میں مجھ پر حملہ آور ہوتے تھے۔ میرے ہاتھوں نے ہیبت ناک حالت میں کام ختم کیا اور میری کمر کی حالت اس سے بھی پتلی تھی۔ لیکن میں اقرار کرتا ہوں کہ میں بہت خوش تھا۔ میں نے شام چھ بجے سے صبح چھ بجے تک کام کیا اور اس کے بعد ایک متروک شدہ مکان میں (جا کر) سو گیا۔ اس کے بعد میں گوئٹے مالا کی جانب روانہ ہو گیا جہاں میرے لئے منظر بہتر ہے۔

___ (یہ تحریر واقعتاً میرے اپنے اجنبی افکار نہیں ہیں بلکہ ان چار کیوبن کے اثر کے باعث ہے جو میرے ساتھ (بیٹھے ہوئے) ایک دوسرے کو مسلسل حجت کر رہے ہیں)۔۔۔

اگلی مرتبہ جب چیزیں زیادہ پرسکون ہوں گی تو میں آپ کوئی خبر بھیجوں گا جو بھی میرے پاس ہو گی ___

سب کو پیار

☆☆☆

LETTER NO. 3

دسمبر 10، 1953ء

Marfat.com

سان جوز ڈی۔کوسٹاریکا

میری آنٹی، آنٹی (بیٹرائز)

میری زندگی (تب تک) متحارب فیصلوں کا سمندر تھی جب تک میں نے بہادری سے اپنے سامان اور اپنی کمر پر موجود بقچے (گٹھڑی) کو ترک نہیں کیا اور اپنے ساتھی گارشیا کے ساتھ پیچ دار سڑک پر نہیں آگیا جو ہمیں یہاں لے آئی، ایل۔پاسو (EL-PASO) میں مجھے یونائیٹڈ فروٹ کی اقلیم میں سفر کرنے کا موقع ملا جس نے مجھے قائل کرلیا کہ یہ سرمایہ دار آکٹوپس کتنے خوفناک ہیں۔ میں نے بوڑھے اور تاخیر سے نوحہ کناں ہونے والے سٹالن کی تصویر کے سامنے قسم کھائی کہ میں اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھوں گا جب تک میں ان سرمایہ دار آکٹوپسوں کا خاتمہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھوں گا۔ گوئٹے مالا میں، میں خود کو سان لگاؤں گا (تیار کروں گا) اور وہ سب کچھ کروں گا جو ایک انقلابی بننے کے لئے ضروری ہے۔

مجھے آپ کو ضرور بتانا چاہیے کہ ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ میں ایک صحافی اور ایک لیکچرار بھی ہوں۔ یہ سرگرمیاں مجھے (بہت تھوڑے سے) یو۔ایس ڈالر بہم پہنچاتی ہیں۔

باقی ماندہ تمام کے ساتھ، آپ کے بھانجے/بھتیجے کی جانب سے معانقہ، بوسہ اور پیار وہ (یعنی بھانجا) جو آہنی جسم، خالی شکم اور سوشلسٹ مستقبل میں روشن یقین کا حامل ہے۔

بائی

چانچو*

☆☆☆

LETTER NO. 4

10 مئی 1954ء

وہ دو جو میرے اندر نبرد آزما رہتے ہیں، سماجی مصلح اور مسافر

پیاری بوڑھی ماما

غربت سے مشکبار مستقبل کی جانب دیکھنے کے باوجود رہائش کے لئے میرا اجازت نا۔

* چانچو۔ارجنٹائن کی ہسپانوی زبان میں 'سور' کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

آگے بڑھ رہا ہے۔ان تمام تر سرخ فیتوں کے باوجود جو کہ اِن علاقوں کی خصوصیات ہیں اور میرا مفروضہ ہے کہ ایک ماہ کے اندر میں کسی ہمسائے کو پیسوں کا فریب دیئے بغیر فلم دیکھنے کے قابل ہوسکوں گا۔

میں نے اپنے ساتھ ایک وعدہ کیا ہے جو کہ میرے خیال میں، میں نے پہلے ہی اسے اپنے بوڑھے آدمی (والد) پر افشا کر دیا ہے اور میں نے اسے اپنے منصوبے کے ادھورے سے خیال سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ میں نے 15 ستمبر کو یہ رہائش چھوڑنے کا ارادہ کر لیا ہے اور میں سلیپنگ بیگ (سونے کے تھیلے) میں جسے مجھے میرے ایک ساتھی نے جو یہاں سے گزر رہا تھا میری وراثت میں دے دیا تھا، کھلی فضا میں قیام کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔اس طریقے سے میں تمام جگہ سے واقفیت حاصل کرلوں گا جہاں کی مجھے خواہش ہے۔سوائے پیٹن (Petin) کے کیونکہ وہاں آپ اس لئے نہیں جا سکتے چونکہ (وہاں) بارشوں کا موسم ہے۔اور (اس طرح) میں ایک یا دو آتش فشاں پہاڑوں پر بھی چڑھ سکوں گا۔

کچھ عرصے سے میں دھرتی ماں کے ٹانسلز [(Tonsills) گلے کے دونوں اطراف میں موجود حفاظتی ستون نما گوشت کی دیواریں] کو دیکھنا چاہ رہا تھا یہ سرزمین آتش فشانوں (پہاڑوں) کی ہے جو کہ ہر طرح کے ذوق کی تسکین کا باعث ہے۔اور میں سادہ (آتش فشانوں) کو پسند کرتا ہوں جو نہ زیادہ اونچے ہوں اور نہ ہی زیادہ متبدل ہوں۔ میں گوئٹے مالا میں بہت امیر کبیر ہوسکتا ہوں لیکن اپنی ڈگری کی توثیق کے قابل نفرت کام کی انجام دہی، کلینک کو قائم کرنے، اور (پھیلی ہوئی) الرجیوں (یہاں پہلے ہی منمناتے ہوئے ساتھیوں کی بہتات ہے) کے معالجے کے بعد ایسا کرنا ان دو افراد کے ساتھ زبردست غداری کے مترادف ہوگا جو کہ میرے اندر جنگ لڑنے میں مصروف ہیں، ایک سماجی مصلح اور (دوسرا) مسافر۔

گرمجوش لیکن گیلے معانقے کے ساتھ کیونکہ یہاں تمام دن بارش ہوتی رہی ہے۔(میٹ* ابھی تک موجود ہے۔اور رومانس بھری ہے)

☆☆☆

* میٹ ایک خاص قسم کا مشروب جسے چائے کی مانند گرم کر کے پیا جاتا ہے۔جو لاطینی امریکہ میں بہت مقبول ہے۔موٹر سائیکل ڈائری میں شے اور اس کے ساتھی گرینڈا نے کئی دن فاقوں کے ساتھ اسی میٹ کے سہارے پر گزارے تھے۔(مصنف)

Marfat.com

LETTER NO. 5

میری کیفیت ہرگز اعلیٰ علوم کے ایسے مداح کی نہیں جو محض گرم ہوا سے بھرا ہوا ہو

12 فروری 1954ء

میری بہت ہی پیاری، ہمیشہ پیار کے قابل، اور وہ جس کی مکمل تعریف کا حق کبھی بھی ادا نہ کیا جا سکتا ہو! (بیٹرائز (Beatriz) آنٹی)

مجھے آپ کا آخری خط ملنے کی بہت خوشی ہوئی جن میں گذشتہ دو ''سرمایہ داروں'' [یہاں لفظ Capitalist کا استعمال دراصل Capitula اور Capitalista کے درمیان محض الفاظ کا کھیل ہے] کی تکمیل اور تعریف تھی۔ جن میں سے مجھے ایک ملا۔ جس کے معنی ہیں کہ ڈاکخانے کا ملازم دولت کی درست اور منصفانہ تقسیم کر رہا تھا۔

مجھے اور پیسے مت بھیجئے کیونکہ اس طرح آپ کو 'پیرو' کی تمام تر چاندی خرچ کرنا پڑے گی۔ مجھے یہاں تمام ڈالر بل مل جاتے ہیں۔ مجھے یہاں محض گراؤنڈ کو صاف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے (یعنی زمین کو صاف کرنے کا کام ملا ہے) اور شروع میں تو انہیں اٹھانے کے لئے بہت زیادہ جھکنے کے باعث شدید کمر کا درد شروع ہو گیا تھا۔ اب میں ہر 10 میں سے صرف ایک کو اٹھاتا ہوں۔ اور وہ بھی پبلک کے حفظانِ صحت کو برقرار رکھنے کی خاطر کیونکہ اتنا اڑتا ہوا اور گراؤنڈ پر بکھرا ہوا کاغذ خطرناک ہو سکتا ہے۔

آنے والے سالوں کے لئے میرا منصوبہ گوئٹے مالا میں 6 ماہ گزارنے کا ہے بشرطیکہ مجھے یہاں دو سال گذارنے کے لئے بہت اچھی تنخواہ نہ ملے۔ تو پہلے معاملے میں (میرا منصوبہ یہ ہوگا کہ) میں یہاں سے چلا جاؤں گا اور کسی بھی اور ملک میں سال بھر کام کروں گا۔ جس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ بالترتیب کم ہوتے ہوئے امکانات میں وینزویلا، میکسیکو، کیوبا اور یونائیٹڈ سٹیٹس شامل ہیں۔

اگر ان تین موخرالذکر ممالک کے دوروں کے بعد جن کے ساتھ 'ہیٹی' اور سینٹو ڈومنگو بھی شامل ہیں، میرا دوسرا منصوبہ کامیاب ہو گیا، تو میں مغربی یورپ کی جانب روانہ ہو جاؤں گا اور وہاں اس وقت تک رہوں گا جب تک میں آخری مالی کارتوس* کو اڑا نہیں دیتا۔ اگر وقت اور

* تمام رقم کو خرچ نہیں کر دیتا۔

Marfat.com

کیش (سرمایہ) اس دوران میرے پاس موجود ہوئے تو میں آپ کے پاس آ کر رہوں گا اور یہ لین دین کی بنیاد کے ذرائع سے ہوگا، (یعنی) ایک مفت کے ہوائی سفر، یا کشتی یا ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کے ذریعے۔

اس عمومی منصوبے میں دو انتہائی قابلِ تبدیل عناصر ہو سکتے ہیں جو اشیاء کو ایک یا دوسری جانب کھینچ سکتے ہیں۔ پہلی چیز 'پیسہ' ہے۔ جو میرے لئے بنیادی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ لیکن یہ قیام کی طوالت کو کم کر سکتا ہے اور سفر کے دورانیوں میں ترمیم کر سکتا ہے۔ دوسری اور سب سے اہم چیز سیاسی صورتحال ہے۔

میری پوزیشن کسی بھی طریقے سے فنونِ لطیفہ کے اُس مداح کی نہیں ہے جو محض گرم ہوا سے بھرا ہوا ہو اور اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہو۔ میں نے گوئٹے مالا کی حکومت اور اُس کے اندر، پی۔ جی۔ ٹی گروپ میں، جو کہ کمیونسٹ ہے، کی حمایت میں فیصلہ کن پوزیشن اختیار کر لی ہے۔ اس طرف (بائیں بازو) جھکاؤ کے چھ دانشوروں۔ سے میرے تعلقات بھی ہیں جو ایک میگزین (رسالہ) نکالتے ہیں۔ اور میں یونینوں میں ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں۔ اس نے مجھے ایک مکمل طور پر رجعت پسند میڈیکل کالج کے مقابلے پر لا کھڑا کیا ہے۔

میں ہر اس چیز کا تصور کر سکتا ہوں جو آپ کو کہنا ہوگی اور اِس موقعے پر بیان کرنا ہوگی لیکن آپ مجھ سے اس بات کا شکوہ نہیں کر سکتیں کہ میں بے تکلف نہیں تھا۔ سماجی طب کے میدان میں اور اپنے محدود ذاتی تجربے کی بنیاد پر میں ایک بہت خود نما کتاب پر کام کر رہا ہوں جو میرے خیال میں میرے لئے دو سال کا کام ہے۔ اسے 'لاطینی امریکہ میں ڈاکٹر کا کردار' کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور اب تک میرے پاس صرف ایک عمومی منصوبہ ہے اور اس کے پہلے دو لکھے گئے ابواب ہیں۔ میرا خیال ہے کہ صبر اور طریقے کے ساتھ میں کچھ اچھا لکھ سکتا ہوں۔

آپ کے پرولتاری بھانجے کی جانب سے ایک بے خوف معانقہ ___ بعد میں لکھی گئی خاص بات: آپ مجھے بتائیں کہ آپ اپارٹمنٹ کے سلسلے میں کیا کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہیں۔ اور کیا رکھنے کے لئے آپ کو کتابیں بھیجنا ممکن ہے؟ گھبرایئے مت یہ قابلِ مصالحت نہیں ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

تمام امریکہ میری مہمات کا تھیٹر ہوگا

LETEER NO. 6

گوئٹے مالا 1954ء

ڈیر وائی جا* (Vieja)

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ میرے بارے میں اتنی اچھی رائے رکھتی ہیں۔ کسی بھی صورت میں اس کا امکان بہت کم ہے کہ اثریات دانی (ماہر آثار قدیمہ ہونا) میری بلوغت کے سالوں میں میرا خصوصی لگاؤ ہوگی۔ یہ میرے لئے کسی حد تک بعید العقل ہے کہ میں اپنی زندگی کا ''رہنما ستارہ'' ایسی تعلیم کو بناؤں جو نا قابلِ علاج حد تک مردہ ہے۔ میں دو چیزوں کے بارے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر میں 35 برس کی عمر تک اپنے حقیقی تخلیقی مرحلے تک پہنچ گیا تو میرا مخصوص یا کم از کم بڑا لگاؤ نیوکلیائی طبیعات، یا جینیٹکس (Genetics) یا کوئی ایسا میدان ہوگا جو علم کے سب سے زیادہ دلچسپ پہلوؤں کو اکٹھا کر کے لا سکے۔ اور دوسرے یہ کہ تمام امریکہ (Americas) میری مہم جوئی کے لئے اس طریقے سے ایک تھیٹر ہوگا جو کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہوگا جتنا کہ میں نے یقین کیا تھا۔ میں حقیقتاً سوچتا ہوں کہ مجھے اسے (تمام امریکہ کو) سمجھنا ہوگا۔ میں لاطینی امریکہ کو اس طریقے سے محسوس کرتا ہوں جو کہ دھرتی پر دوسری جگہوں کے بارے میں میرے احساسات سے مختلف ہے۔ فطری طور پر میں بقیہ دنیا کا سفر بھی کروں گا۔

☆☆☆

میکسیکو سے روانہ کئے گئے خطوط (1954-56)

LETTER NO. 7

ٹائٹل: جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے تو میں ایک بھی اونس لڑائی کو بھول نہیں پایا

نومبر 1954ء

وائی جا، میری وائی جا

---

* وائی جا، بوڑھی عورت، ماں کو محبت سے بلانے کا طریقہ

Marfat.com

(میں آپ کو تاریخ کے ساتھ گڈمڈ کر رہا ہوں)

___ اپنی زندگی کے بارے میں بتانا محض خود کو دوہرانا ہوگا۔ میں کوئی نئی چیز نہیں کر رہا۔ تصویر کشی (فوٹو گرافی) زندہ رہنے کے لئے کافی کچھ بہم پہنچا رہی ہے۔ اور اب یہ یقین نہیں ہے کہ مستقبل قریب میں، میں اسے چھوڑنے کے قابل ہوسکوں۔ حالانکہ میں ہر صبح دو ہسپتالوں میں ریسرچ کا کام کر رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ بہترین چیز جو میرے لئے ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ میں غیر رسمی سیکٹر میں دیہاتی ڈاکٹر کی حیثیت سے جاب میں داخل ہو جاؤں۔ کسی بھی ایسی جگہ پر جو دارالحکومت کے بہت قریب ہوتا کہ میں کچھ مہینے میڈیسن (طب) کے لئے وقف کرسکوں۔ میں ایسا اس لئے کر رہا ہوں کہ اب میں ان لوگوں کے ساتھ 'نوٹس' کا مقابلہ کر رہا ہوں جنہوں نے یونائیٹڈ سٹیٹس میں تعلیم حاصل کی ہے جو کہ مروجہ علم کے مقابل میں احمق نہیں ہیں۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ میں نے الرجیوں (Allergy) کے بارے میں پسانی (Pisani) سے کتنا (پڑھا) سیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 'پسانی' کا طریق کار کئی نوری سال بھر ہے۔ چنانچہ میں اِس نظام کے تمام اندرون اور بیرون پر کام کرنا چاہتا ہوں اور جب کبھی بھی ایسا ہوگا تب میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہوسکوں گا ___

میں یہاں مزدوری کر رہا ہوں، ہر صبح میں ہسپتال میں مصروف ہوتا ہوں اور سہ پہروں اور اتواروں کو میں بحیثیت ایک فوٹو گرافر کام کرتا ہوں جبکہ رات کو میں کسی قدر پڑھتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میرے پاس ایک اچھا اپارٹمنٹ ہے۔ میں اپنا کھانا خود پکاتا ہوں اور ہر کام خود ہی کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں میں روز نہاتا ہوں۔ اِس حقیقت کا شکر گزار ہوں کہ میں جتنا گرم پانی چاہوں استعمال کرسکتا ہوں۔

جیسا کہ آپ دیکھ سکتی ہیں، میں اس پہلو سے (خود کو) بدل رہا ہوں۔ لیکن اس کے علاوہ میں وہی ہوں۔ میں اپنے کپڑے اکثر اوقات نہیں دھوتا۔ اور (جب) انہیں (دھوتا ہوں تو) بری طرح سے دھوتا ہوں۔ [یعنی صاف نہیں دھوتا] اور میں اب تک اتنا نہیں کماتا کہ لانڈری کا خرچ اٹھا سکوں۔

(اسکالرشپ) وظیفہ ایک خواب ہے۔ اور میں نے اس کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا ہے جیسا کہ محسوس ہوتا ہے کہ اتنے بڑے ملک میں جتنا کہ یہ ہے، آپ صرف اپنا کام کرتے ہیں اور

Marfat.com

بس یہی۔آپ جانتی ہیں کہ میں ہمیشہ بڑے مضبوط فیصلے کرنے کی جانب مائل رہا ہوں۔ یہاں تنخواہ بہت زیادہ ہے یہاں ہر کوئی سُست ہے لیکن جب دوسرے لوگ کام کرتے ہیں تو یہ ان کی راہ میں نہیں آتے۔ چنانچہ مجھے یہاں بھی آزادانہ عملداری حاصل ہے اور وہاں بھی ہوگی جس ملک میں، میں جاؤں گا۔فطری طور پر یہ میرے مقصد کو میرے سامنے سے ہٹنے نہیں دیتی جو یورپ سے متعلق ہے اور جہاں میں کسی بھی حالت میں جاؤں گا۔

جہاں تک یو ایس اے کا تعلق ہے تو میں نے ایک اونس لڑائی کو بھی فراموش نہیں کیا۔لیکن کم از کم میں نیویارک کا بخوبی ادراک حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اور میں اس سے بالکل بھی پریشان نہیں ہوں کہ (وہاں جانے سے) کیا ہوگا۔اور میں جانتا ہوں کہ میں اتنا ہی ینکی '(امریکہ) مخالف بن کر آؤں گا جتنا کہ میں یہاں سے بن کر جاؤں گا۔(اگر میں واقعی نیویارک کے اندر داخل ہو گیا)۔

مجھے خوشی ہے کہ لوگ کسی حد تک جاگنا شروع ہو گئے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ایسا کرنے میں کیا (چیز) ان کی رہنمائی کرتی ہے۔لیکن کچھ بھی ہو، سچ تو یہ ہے کہ ارجنٹائن اتنا ہی غیر دلچسپ ہے جتنا کہ یہ آپ کو مل سکتا ہے۔ (جتنا کہ یہ ہے) حالانکہ یہاں کی جو تصاویر باہر سے ہمیں مل رہی ہیں ہمیں یہ بتاتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں کہ وہ آگے کی جانب قابل ذکر قدم بڑھا رہے ہیں۔ ملک اس بحران سے اپنا دفاع کرنے کا مکمل طور پر اہل ہوگا جو فالتو خوراک کو ذخیرہ کرنے کے بعد ینکی (امریکن) شروع کرنے والے ہیں۔

کمیونسٹوں کے پاس دوستی کی آپ جیسی فراست نہیں ہے لیکن ان کے درمیان یہ آپ کے ہو بہو ہے یا آپ سے بہتر ہے۔ میں نے واضح طور پر یہ دیکھا ہے اور گوئٹے مالا کی تباہی کے دوران جب حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا تھا اور ہر آدمی کا انحصار محض اسی کی ذات پر تھا تو (اس وقت) کمیونسٹ اپنے یقین اور اپنی دوستی (کامریڈشپ) میں جوں کے توں ثابت قدم رہے۔ اور یہ واحد مشتمل (متحد) گروپ تھا جو وہاں پر کام کرتا رہا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ واجب الاحترام ہیں اور جلد یا بدیر میں ان کی پارٹی میں شامل ہو جاؤں گا لیکن اس لمحے وہ چیز جو زیادہ تر مجھے ایسا کرنے سے روکتی ہے وہ یورپ کے گرد سفر کرنے کا میرا جنون ہے۔اگر میں نے خود کو اس شدید ترین ڈسپلن کے سپرد کر دیا تو میں ایسا نہیں کر پاؤں گا۔

☆☆☆

Marfat.com

LETTER NO. 8

سفر بہت طویل تھا اور پسپائی کے بہت سے امکانات تھے

میکسیکو 1954ء کا اختتام

وائی جا! میری وائی جا

رائے کے ان اختلافات کی مناسبت سے جن کی ادائیگی آپ کے خیال میں آپ نے کی ہے، میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ یہ اختلافات بہت مختصر عرصے کے لئے ہوں گے۔ جس (راستے) سے آپ خوفزدہ ہیں وہاں تک دو شاہراہوں کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے، ایک جو مثبت ہے جب آپ کسی کو بلاواسطہ (براہِ راست) قائل کرتے ہیں، یا جو منفی ہے یعنی ہر چیز سے مایوسی کے ذریعے۔ میں دوسرے راستے سے آیا ہوں لیکن فوری طور پر ہی قائل ہو گیا کہ پہلے کی پیروی کرنا لازمی ہے۔ اس طریقے سے جیسے 'گرینگوز' لاطینی امریکہ کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں (یاد رہے کہ یہ گرینگوز، یعنی (امریکی) ہیں) یہ احساس ہی مجھے زیادہ غضبناک بنانے کے لئے بہت ہے لیکن اسی لمحے جب میں نے ان کے اعمال (افعال) کی وجوہات کا مطالعہ کیا تو انہیں سائنس (سائنٹیفک) پر مبنی پایا۔

بعدازاں یہاں گوئٹے مالا تھا اس تمام تر کو شمار کرنا کتنا تکلیف دہ ہے کہ کسی فرد کا کسی شئے کے لئے جذبہ ان تمام شرفاء کی خواہش کی وجہ سے ماند پڑ گیا تھا۔ اور کیسے سرخ (ہونے کی یا کمیونسٹ ہونے کی) تقصیر اور جرم کی کہانی پہلے ہی سے تراشیدہ تھی۔ اور کیسے اُنہی مکار 'گوئٹے مالین' نے اس کہانی کی تشہیر کا محض اس لئے آغاز کیا تھا کہ وہ اشیاء کے نئے نظام کی میز سے کچھ (گرے ہوئے) ذرے حاصل کر سکیں، میں آپ کو اُس مخصوص درست لمحے کے بارے میں تو نہیں بتا سکتا جب میں نے استدلال کو ایک طرف رکھ دیا، اور یقین نام کی کسی چیز کو حاصل کر لیا۔ اور وہ بھی تقریباً یا لگ بھگ نہیں بلکہ مکمل طور پر، کیونکہ مسافت بھی طویل تھی اور اس میں پیچھے ہٹنے کے بہت سے امکانات بھی تھے۔

ایک سیاسی واقعہ کیوبا سے تعلق رکھنے والے انقلابی فیڈل کاسترو سے ملاقات کا تھا جو ایک ذہین نوجوان ہے۔ جسے اپنے آپ پر مکمل بھروسہ ہے اور اپنے بارے میں بھرپور اعتماد رکھتا ہے اور

Marfat.com

غیر معمولی بیباک ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔

☆☆☆

LETTER NO. 9

میں آپ کو معاملے کا جائزہ لینے کی اجازت دوں گا

میکسیکو 6 جون 1956ء

پیارے والدین

مجھے یہاں مائی گوئیل (Migual) شولٹز کے خودنما نئے مکان میں ڈیڈ (والد) آپ کا خط ملا، اس کے علاوہ پٹیٹ (Petit) نے بھی مجھ سے ملاقات کی اور آپ کے خدشات کے بارے میں بتایا۔ آپ کو ایک تصور دینے کے لئے میں معاملے کے تمام بیان کو آپ کی نذر کرتا ہوں۔

کچھ عرصہ قبل بلکہ کافی عرصہ قبل ایک نوجوان کیوبن لیڈر نے مجھے اپنی تحریک میں شمولیت کی دعوت دی جو اس کے ملک کی مسلح آزادی کی تحریک تھی، فطرتاً میں نے اسے قبول کرلیا۔ میرا کام بچوں کے ایک جتھے کو جس نے ایک دن کیوبا میں قدم رکھنا تھا، جسمانی تربیت دینا تھا۔ پچھلا ماہ میں نے استاد کے حلئے (بھیس) میں گزارا، 21 جون کو جب میں اپنے گھر سے دور میکسیکو شہر میں تھا، کیونکہ مجھے نواحی علاقے میں اپنے 'رینچ' (عموماً جانوروں کی رکھوالی کی جگہ جہاں لوگ خود بھی قیام کر لیتے ہیں) میں رہنا تھا، فیڈل اپنے ساتھیوں کے ایک گروپ سمیت گرفتار ہو گیا۔ وہ پتہ جس پر ہم رہائش پذیر تھے گھر سے ہی تلاش کر لیا گیا، سو ہم تمام شکنجے میں آ گئے۔ میرے پاس جو کاغذات تھے وہ مجھے روسی طالب علم ظاہر کرتے تھے یہ (کاغذات) ان کے لئے مجھے تنظیم کا ایک اہم تعلق سمجھے جانے کے لئے بہت تھے۔ ماضی میں جو کچھ بھی ہوتا رہا یہ اس کا امتزاج ہے۔ مستقبل دو زمروں میں آئے گا۔

درمیانی مدت (کا) اور فوری۔ جہاں تک درمیانی مدت کا تعلق ہے مجھے اب آپ کو بتا دینا چاہیے کہ میرا مستقبل کیوبا کے انقلاب سے وابستہ ہے ہم یا اس کے ساتھ فتحیاب ہوں گے یا وہیں پر مارے جائیں گے (یہ کسی حد تک اس پیچیدہ اور رومانوی خط کی وضاحت کرتا ہے جو کچھ دیر قبل [illegible] مستقبل [illegible] تعلق [illegible]

Marfat.com

خاص نہیں ہے کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میرا کیا بننے والا ہے۔ میں ججوں کے ہاتھوں (اختیار) میں ہوں اور ان کے لئے مجھے دیس سے نکال باہر کرنا اور ارجنٹائن بھیج دینا بہت آسان ہوگا تاوقتیکہ میں درمیان کے کسی ملک میں جلاوطنی حاصل نہیں کر پاتا جو میرے خیال میں میری سیاسی صحت کے لئے خوش آئند ہوگی۔

کسی بھی حالت میں مجھے اپنی نئی منزل کی جانب روانہ ہونا ہوگا۔ (یا تو) اس قید خانے میں رہنا ہوگا یا اسے ایک آزاد انسان کی طرح چھوڑنا ہوگا۔ 'ہلڈا' (شے کی پہلی بیوی) پیرو واپس چلی جائے گی، جہاں ایک نئی حکومت (برسر اقتدار) ہے اور اس نے سیاسی عام معافی کا اعلان کیا ہے۔

واضح وجوہات کی بنا پر آئندہ میری طرف سے خط و کتابت کا سلسلہ کم ہو (جائے) گا۔ علاوہ ازیں میکسیکین پولیس کو خطوط ضبط کرنے کی دل فریب عادت ہے چنانچہ ماسوائے خاندانی معاملات اور عمومی باتوں کے کچھ اور نہ لکھیں۔ بیٹرائز کو بوسہ (پیار) دیجئے گا اور اسے بتا دیجئے گا کہ میں اسے (خطوط) کیوں نہیں لکھ رہا اور اس سے وہ مجھے اخبار بھیجنے کی بابت پریشان نہ ہو۔

ہم غیر منصفانہ قیود اور تشدد کے خلاف جس کا ہدف میرے ساتھیوں میں سے کچھ بنے تھے، ایک غیر معینہ مدت کی بھوک ہڑتال کا اعلان کرنے والے ہیں۔ گروپ کا حوصلہ بلند ہے۔ اس لمحے مجھے گھر کے پتے پر لکھتے رہیے اور گھر میں موجود سمجھ کر لکھتے رہیے۔

اگر کسی وجہ سے میں مزید لکھنے کے قابل نہ رہ سکوں اور شکست خوردگان کے درمیان تمام ہو جاؤں تو ان سطور کو میرا الوداع سمجھ لیں جو کہ زیادہ پُرشکوہ تو نہیں ہے لیکن مخلصانہ ضرور ہے۔

میں نے اپنی زندگی اپنے ذاتی سچ کی تلاش میں ٹھوکریں کھاتے ہوئے گزاری ہے اور راستے میں کہیں ایک بیٹی کے ساتھ جو مجھے دوام بخشے گی، میں نے دور (قرن) کو ختم کر دیا ہے۔

آج کے بعد میں اپنی موت کا تصور مایوسی کی حیثیت سے نہیں کروں گا یا محض اس مفہوم میں جیسا کہ 'حکمت' نے کیا (سوچا) یعنی ''میں اپنی قبر کی جانب کسی پچھتاوے کے بغیر جاؤں گا ماسوائے ایک غیر اختتامی گانے کے۔''

سب کو پیار

ارنسٹو کی جانب سے

☆☆☆

Marfat.com

LETTER NO. 10

میکسیکو 15 جولائی 1956ء

ٹائٹل: کسی بھی عظیم کام کے لئے جذبے کی ضرورت ہوتی ہے!

وائی جا! میں کوئی کرائسٹ (عیسیٰ) یا لوگوں کی بھلائی کرنے والا نہیں ہوں بلکہ میں کرائسٹ (حضرت عیسیٰ) کے مخالف/ برعکس ہوں۔ اور 'لوگوں کی بھلائی' (Philanthropy) مجھے ایسی تحریر کے طور پر دکھائی دیتی ہے جو مواد سے عاری ہو۔ لیکن میں جس میں یقین رکھتا ہوں (میں اس مقصد) اُس کے لئے میں اپنی پہنچ میں موجود تمام ہتھیاروں کے ساتھ لڑتا ہوں۔ میں دوسرے فرد کو موت کی نیند سلانے کی کوشش کرتا ہوں بجائے اس کے کہ وہ مجھے صلیب یا کسی اور چیز پر چڑھا دے۔ جہاں تک بھوک ہڑتال کا تعلق ہے آپ کی خبریں بالکل غلط ہیں۔ ہم نے اس کا آغاز دو بار کیا۔ پہلی مرتبہ انہوں نے 24 میں سے 21 قیدیوں کو رہا کیا۔ دوسری مرتبہ انہوں نے اعلان کیا کہ وہ فیڈل کاسترو کو جو تحریک کا قائد ہے، رہا کر دیں گے، جس پر عملدرآمد کل ہوگا۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو صرف ہم دو جیل خانے میں بند رہ جائیں گے۔

میں نہیں چاہتا کہ آپ اس پر یقین کریں، جیسا کہ 'ہلڈا' نے اشارہ دیا ہے کہ ہم دونوں کو جو باقی بچے ہیں (قید میں ہیں) قربان کر دیا گیا ہے ہم محض وہ ہیں جن کے کاغذات ترتیب میں نہیں ہیں۔ چنانچہ ہم خود ان حالات کا فائدہ نہیں اٹھا سکے جن کا ہمارے کامریڈ ساتھیوں نے اٹھایا ہے۔ میرے منصوبے یہ ہیں کہ میں قریب ترین ملک کے لئے روانہ ہو جاؤں گا جہاں مجھے پناہ مل سکے۔ لیکن امریکن (ممالک) کے درمیان اس شہرت کے باعث جس کا بوجھ انہوں نے مجھ پر لاد دیا ہے۔ میرے لئے اس منصوبے کا پایہ تکمیل تک پہنچانا دشوار ہو سکتا ہے۔ (اور پناہ حاصل کرنے کے بعد) علاوہ ازیں اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے جب کبھی اُن کی ضرورت ہو وہاں خود کو تیار کرنا بھی سہل نہیں ہوگا۔ میں آپ کو ایک مرتبہ پھر بتا رہا ہوں کہ یہ بہت حد تک ممکن ہے کہ میں آپ کو کم وبیش ایک طویل عرصے تک خط نہ لکھ سکوں۔

وہ جو مجھے حقیقتاً (تکلیف پہنچاتی ہے) برباد کرتی ہے وہ اس تمام معاملے میں آپ کی جانب سے فہم وفراست کا فقدان ہے۔ آپ کی میانہ روی، خود پرستی وغیرہ کے بارے میں نصیحت

Marfat.com

ہے۔ جو دوسرے الفاظ میں سب سے زیادہ گھناؤنی خصوصیات ہیں جو کسی بھی فرد کے پاس ہو سکتی ہیں، نہ صرف یہ کہ میں ایک میانہ رو نہیں ہوں، بلکہ میں کوشش کروں گا کہ میں ایسا کبھی بھی نہ بن پاؤں۔ اور جب میں یہ تسلیم کرلوں گا کہ میرے اندر موجود مقدس شعلہ ایک سہمی ہوئی چھوٹی سی منت و پوجا کی روشنی بن گیا ہے تو کم از کم جو میں کر سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں اپنے فضلے پر تے کرنا شروع کر دوں۔ (یعنی خود سے نفرت کرنا شروع کر دوں) جہاں تک آپ کی تجویز کردہ میانہ رو خود پرستی کا تعلق ہے جسے خام اور بے ہمت انفرادیت کہا جا سکتا ہے۔ مجھے آپ کو لازماً بتانا چاہیے کہ میں نے اپنے اندر موجود بیسویں صدی کی ان خوبیوں کو ختم کرنے کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ میرا مدعا اول الذکر سے اس قدر نہیں ہے جو کہ ایک بزدلانہ قسم ہے (اور) جس کے بارے میں، میں لاعلم ہوں، بلکہ دوسری سے ہے، یعنی (وہ) لاابالی (انسان)، ہونے سے جسے اپنے ہمسائے سے کوئی دلچسپی یا تعلق نہیں ہے، جسے اپنی ذاتی قوت کے بارے میں غلط یا اس کے برعکس آگاہی کے باعث خود کفیل ہونے کا گمان ہے۔ (جس کی نفی میں نے سیکھی ہے) ان دنوں جیل میں اور پچھلے دنوں تربیت کے دوران میں مکمل طور پر اپنی پہچان (شناخت) اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ کرتا ہوں۔ میں کچھ الفاظ کو یاد کرتا ہوں جنہیں میں ایک زمانے میں فاتر العقل یا کم از کم عجیب سمجھا کرتا تھا جو کہ نبرد آزماؤں کے (ہمارے) گروپ کے ممبران کے درمیان اس حد تک مکمل پہچان (شناخت) بن چکے ہیں کہ ان کے زیر اثر 'میں' کے خیال پر ''ہم'' مکمل طور پر غالب آ گیا ہے۔ یہ ایک کمیونسٹ اصول تھے اور فطری طور پر اسے عقیدہ پرستانہ مبالغہ آرائی کی طرح دیکھا جا سکتا ہے لیکن اس 'ہم' کے لئے 'میں' کی تردید (رد کیا جانا) کا احساس یقیناً خوبصورت تھا اور ہے۔

___ (یہ دھبے خون کے آنسو نہیں ہیں بلکہ ٹماٹر کے جوس کے ہیں)

آپ کا یہ یقین مکمل طور پر غلط ہے کہ میانہ روی یا ''میانہ رو خود پرستی/خود مرکزیت'' بہت بڑی ایجادات یا آرٹ کی تصانیف کو جنم دیتی ہے۔ کسی بھی کارِ عظیم کے لئے بہت بڑی مقدار میں جذبے اور جرأت کی ضرر ہوتی ہے۔ اور یہ خصوصیات عمومی طور پر ہم انسانوں میں ہیں۔ ایک اور عجیب چیز جو میں آپ کے بارے میں محسوس کر رہا ہوں، وہ یہ ہے کہ آپ ڈیڈی گاڈ (خدا) کے ذکر کو دوہرا رہی ہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے آپ اپنی نوجوانی کی بھیڑ (Sheep) کی آغوش کی جانب واپس جا رہی ہیں۔ میں آپ کو یہ بھی انتباہ کر سکتا ہوں کہ وہ S.O.S. (فوری

Marfat.com

پیغامات) جو آپ نے بھیجے تھے وہ بے سود ہیں 'پٹیٹ' (Petit) نے خود کو علیحدہ کر لیا ہے 'لزیکا' (Lezica) نے (میرے احکامات کے برعکس) معاملے کو ٹال دیا اور ہلڈا (Hilda شے کی بیٹی) کو سیاسی جلاوطنی کی ذمہ داریوں پر خطبہ دیا، راؤل لنچ (Raul Lynch) نے ایک فاصلے پر رہتے ہوئے ٹھیک برتاؤ کیا۔ اور پیڈیلا نرویو (Padilla Nervio) نے کہا کہ ان کا تعلق مختلف وزارتوں سے ہے۔ وہ تمام مدد کر سکتے تھے مگر ایک شرط پر کہ میں اپنے آدرشوں کو خیر آباد کہہ دوں، اور میرا خیال نہیں کہ آپ کی ترجیحات میں ایک ایسا زندہ بیٹا ہے جو کہ ایک 'برابس' (Barabbas' تھا، بہ نسبت ایک ایسے بیٹے کے جو کسی بھی جگہ پر وہ کام انجام دیتا ہوا مر گیا جسے وہ اپنا فریضہ سمجھتا تھا۔ مدد کی ایسی کوششیں محض ان پر اور مجھ پر دباؤ کا باعث بنیں گی۔

ایک مرتبہ پھر دوہراتا ہوں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کیوبا میں غلط کو درست کرنے کے بعد میں کہیں اور چلا جاؤں گا۔ میں کہیں بھی چلا جاؤں گا مگر یہ بھی یقینی امر ہے کہ کسی بیوروکریٹ کے دفتر میں یا کسی الرجی کے سنٹر (مرکز) میں خود کو بند کر کے میں محض اپنی تباہی کا باعث بنوں گا۔ یہ سب کچھ، یہ درد، اس ماں کا درد جو بوڑھی ہو رہی ہے اور اپنے بیٹے کو زندہ دیکھنے کی خواہشمند ہے، ایک قابلِ احترام خواہش ہے۔ مجھے اس پر ضرور توجہ دینی چاہیے اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ میں اس پر توجہ دینا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں نہ صرف آپ کو دلاسا دینے کے لئے بلکہ اپنی موسمی بیماری اور شرمندگی سے بھرپور گھر کی یاد کے باعث خود کو بھی دلاسا دینے کی خاطر۔

وائی جا (Vieja) آپ کے لئے پیار اور اگر کوئی اور انہونی نہیں ہوتی تو آپ سے آکر ملنے کا وعدہ۔

آپ کے بیٹے شے کی جانب سے

☆☆☆

بہت عرصہ بیت گیا اور بہت سے واقعات بیان نہیں کئے گئے۔ میں ابھی آپ کو سب سے اہم واقعہ کے بارے میں بتاتا ہوں۔ فروری 1956ء سے میں ایک والد بن چکا ہوں۔ 'ہلڈا بیٹریز گویرا' میری پہلی اولاد ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

LETTER NO. 11

میکسیکو اپریل 13، 1956ء

پیاری ماما!

میں لکھنے کی عادت فراموش کر چکا ہوں لیکن میں نے خود کو قائل بھی کر لیا ہے کہ بیونس آئرس کے بالائی حلقوں سے خبریں حاصل کرنے کا یہی ایک واحد ذریعہ ہے۔

اب میں آپ کو بچی کے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں اس سے بہت خوش ہوں۔ میری کمیونسٹ روح خوشی سے پھول رہی ہے ___ وہ بالکل 'ماؤزے تنگ' جیسی ہے۔ آپ اس کے سر کے درمیان ابتدائی گنجے پن کو پہلے سے ہی دیکھ سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ قائد (ماؤ) کی شفیق آنکھیں اور نمایاں (ابھرے ہوئے) جبڑے بھی عیاں ہیں۔ اس لیے اس کا وزن 5 کلو سے کم ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ وہ اسے متوازن کر لے گی۔ وہ بہت سے بچوں سے زیادہ بگڑی ہوئی ہے۔ کم از کم اپنی دادی کی کہانیوں کے مطابق وہ اسی طرح کھاتی ہے جیسے کہ میں کھایا کرتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں، وہ بغیر سانس لیے نگلتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ دودھ اس کے ناک سے بہنا شروع ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

LETTER NO. 12

سرکا (Circa) اکتوبر 1956ء

پیاری ماما!

جیسا کہ آپ جانتی ہیں اور اگر آپ کو یاد نہیں ہے تو میں آپ کو اب یاد دلاتا ہوں کہ میں ڈاکٹر کے کردار کے بارے میں ایک کتاب پر کام کر رہا تھا۔ جس کے میں نے محض چند باب مکمل کئے تھے اور جو کسی پمفلٹ میں 'اجسام اور ارواح' جیسے عنوان سے شائع ہوئے تھے۔ وہ تحریر سوائے بہت ہی بیکار ہرزہ سرائی کے اور کچھ بھی نہیں تھی جس کا ہر قدم بنیادی موضوع سے مکمل لاعلمی کا اظہار تھا۔ چنانچہ میں نے پڑھنے کا فیصلہ کر لیا۔ دوبارہ لکھنے کے لئے مجھے ایسے نتائج کے سلسلے پر پہنچنا تھا جو میری لازمی 'مہم جو' متدیر کے خلاف ضربیں لگا رہے تھے۔ چنانچہ میں نے سب سے بڑی چیز کے ساتھ

Marfat.com

پہلے معاملہ طے کرنے کا ارادہ کیا، اشیاء کی ترتیب کے خلاف نبرد آزما ہونے کا ارادہ، تمام سراب/قوت واہمہ کو اپنے بازوؤں کی ڈھال بناتے ہوئے، اور اگر تب بھی (خیالات کی) پن چکیاں میرے سر کو پھاڑنے میں کامیاب نہیں ہوتیں تو بعدازاں مزید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

ایک پیار آپ کے لئے، ایک ایسی الوداعی محبت کے ساتھ جو ابھی بھی مکمل ہونے پر مزاحمت کرتی ہے۔

آپ کا بیٹا

☆☆☆

LETTER NO. 13

سراسلیا ڈی۔لا۔سرِ نا ایرااوز (Araoz)

بیونس آئرس ارجنٹائن

پیارے والدین!

میں ٹھیک ہوں۔دو (مواقع)* جا چکے ہیں۔پانچ باقی ہیں۔

میں ابھی بھی اُسی چیز پر کام کر رہا ہوں۔خبر موسمی ہے اور ایسی ہی رہے گی۔اپنا اعتماد خدا پہ رکھو جو کہ ارجنٹائن سے وابستہ ہے۔

آپ سب کے لئے ایک بڑا معانقہ

ٹیٹ **

☆☆☆

LETTER NO. 14

یہ پرانتشار روح جو مجھے افقوں کے خواب کی جانب لئے جاتی ہے

سرکا (Circa) اکتوبر 1956ء

ڈیر ٹیٹا (Tita)!

---

* سپین میں بلی کی نو کی بجائے سات زندگیاں ہوتی ہیں۔

** کیوبا میں شے کا خفیہ نام 'ٹیٹ کیل وچ' تھا (Tet'e Calvache)

Marfat.com

اتنا بہت سا وقت بیت گیا جب میں نے آخری مرتبہ تمہیں لکھا تھا کہ میں اس اعتماد کو کھو چکا ہوں جو ہمارے مستقل رابطے سے پیدا ہوا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ تم میرے تحریر کے انداز کے بارے میں کچھ زیادہ سمجھ نہیں پاؤ گے۔ میں دھیرے دھیرے بہت کچھ تم پر واضح کروں گا۔

پہلی بات تو یہ کہ میری ننھی انڈین بچی نو ماہ کی ہو گئی ہے۔ وہ بہت پیاری اور زندگی سے بھرپور ہے۔

ثانیاً لیکن اولاً کچھ عرصہ پہلے کیوبا کے کچھ لڑکوں، انقلابیوں نے مجھے اپنے طبی ''علم'' کے ذریعے تحریک کی مدد کرنے کی دعوت دی۔ میں نے اسے قبول کر لیا کیونکہ غالباً تم جانتے ہو کہ یہ ایک اِس قسم کا کام ہے جو مجھے بھاتا ہے۔ میں پہاڑوں میں ان کے رینچ (ranch ٹھکانے) پر تربیت کی ہدایت دینے، فوجیوں کو ویکسین (Vaccine) لگانے، وغیرہ کے لئے گیا۔

لیکن میری قسمت اتنی بری تھی (جو کہ کیوبن کی خاصیت ہے) کہ پولیس ہم سب کو لاد کر لے گئی اور چونکہ میرے کاغذ پہلے سے ہی جعلی تھے (جو میکسیکو والوں کی خصوصیت ہے) سو مجھے دو ماہ کی جیل کاٹنا پڑی۔ اور انہوں نے میرا ٹائپ رائٹر اور دوسری چھوٹی موٹی اشیاء چوری کر لیں (چنانچہ یہ ہاتھ سے لکھا ہوا پیغام ہے) بعد ازاں حکومت نے میرے الفاظ کو ایک شریف آدمی کے الفاظ سمجھ کر یقین کرنے کی بہت بڑی غلطی کی۔ انہوں نے مجھے اِس شرط پر رہا کر دیا کہ میں دس دن کے اندر ملک چھوڑ دوں گا۔ تین ماہ گزرنے کے باوجود میں اُب بھی یہیں ہوں۔ گو میں چھپا ہوا (زیرِ زمین) ہوں اور میکسیکو میں بلا کسی مقصد کے ہوں، میں صرف یہ دیکھنے کا منتظر ہوں کہ انقلاب کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ ٹھیک چلتا ہے تو میں کیوبا روانہ ہو جاؤں گا اگر اس کا انجام برا ہوتا ہے تو پھر میں ایک ایسے ملک کی تلاش کروں گا جہاں میں خود کو جما سکوں اس سال میری زندگی پوری طرح سے تبدیل ہو سکتی ہے لیکن یہ پہلے ہی اتنی مرتبہ تبدیل ہو چکی ہے کہ اب نہ تو مجھے زیادہ حیرت ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی اثر۔

بلاشبہ میرا تمام سائنسی کام رائیگاں ہو گیا ہے۔ اور اب میں محض ننھے کارل (مارکس) اور ننھے فریڈرک (اینگلز) اور تمام دوسرے ننھوں کا تن دِہ (جانفشاں) قاری ہوں۔ میں تمہیں بتانا بھول گیا کہ جب مجھے گرفتار کیا تھا تو انہیں میرے پاس بہت سی روسی کتابیں اور ایک کارڈ ملا جو ''میکسیکو۔ روسی تبادلہ (Exchange) انسٹیٹیوٹ'' سے متعلق تھا، جہاں میں ''زبان'' سیکھ رہا

Marfat.com

تھا۔ اس مسئلے کی وجہ سے میرے احوال اضطراری/ غیر شعوری ہیں۔

(شاید) تمہیں یہ جان کر دلچسپی ہو کہ میری شادی تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ اور اگلے ماہ یہ یقینی طور پر تمام ہو جائے گی۔ میری بیوی اپنے خاندان سے ملنے کے لئے ''پیرو'' جا رہی ہے۔ جس سے علیحدہ ہوئے اسے 8 سال ہو گئے ہیں۔ اس علیحدگی میں کچھ تلخ نشانات ہیں۔ کیونکہ وہ ایک وفادار ساتھی تھی اور میری جبری چھٹی کے دوران اس کا انقلابی چال چلن بے داغ تھا۔ تاہم ہماری روحانی ناموافقت بہت زیادہ تھی۔ میں اس پراگندہ (بے نظم) روح کے ساتھ زندہ ہوں جو مجھے افقوں کے خواب (میرے آدرشوں) کی جانب لئے جاتی ہے۔ جیسا کہ ننھے پبلو (نرودا) کا کہنا ہے میرے پاس ''تمہارے ہاتھوں کی صلیب اور تمہاری روح کی زمین (مٹی) ہے۔''

میں دستخط کے ساتھ اسے ختم کرتا ہوں، میرے اگلے خط تک تم مجھے نہ لکھنا، جس میں اور بہت سی خبریں ہوں گی اور ایک کم از کم مستقل پتہ۔

اپنے دوست کے لئے ہمیشہ ایک محبت بھرا معانقہ

ارنسٹو

☆☆☆

LETTER NO. 15

مس وینٹائن گونزیلز بریو

نارسسولوپز نمبر 35،

مورون کیم آگوی(Camagvey)

ڈیئر مس گونزیلز!

میں نے آپ کا خط پڑھا ہے جس میں آپ نے مجھ سے 26 جولائی کے واقعات میں (موجود) مروجہ اصولوں کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدد طلب کی ہے۔

میں اس دلچسپی کے لئے آپ کا معترف ہوں اور جو کوششیں آپ کر رہی ہیں اور جو مقاصد آپ کو متاثر کر رہے ہیں، میں ان پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

میرا خیال نہیں ہے کہ مروجہ اصولوں کی تعلیم کے زیرِ اثر لکھنا ممکن ہے اور اس کے علاوہ

Marfat.com

26 جولائی کا کوئی سرکاری بیان بھی موجود نہیں ہے۔ میرا ایمان ہے کہ لکھنا، ٹھوس مسائل کا مقابلہ کرنے کا ایک طریقہ ہے، ایک ایسی پوزیشن جو کوئی فرد زندگی کے بارے میں حساس ہونے کے باعث اپناتا ہے۔

کام کرتی رہیے تاکہ کامیابی آپ کی کوششوں کا تاج بن جائے۔ جو پیشہ آپ نے چُنا ہے اس میں مشکلات پر غالب آنا ترقی کرنے کے بہترین طریقوں میں سے ایک ہے۔

مہربان تسلیمات کے ساتھ

ڈاکٹر ارنسٹو شے گویرا

کمانڈر۔ان۔چیف

لا۔کبانا (Cabana) ملٹری رجمنٹ

☆☆☆

LETTER NO. 16

ساتھی کارلوس فرینکیوئی (Franqui)

ڈائریکٹر، ریولوشن (انقلاب) ہوانا۔

کمپنرو (کامریڈ) فرینکیوئی!

اگلے دن جس تصویری ضمیمے کی اشاعت ہوئی تھی مجھے پوری بے تکلفی سے یہ بتانے کی اجازت دو اور یہ واضح کرنے کی بھی کہ یہ مجھے بالکل پسند نہیں آیا اور میں توقع کرتا ہوں کہ یہ سطور مجھے اپنی ''بھاپ نکالنے کی خاطر'' (اپنا غصہ نکالنے کے لئے) ایک ذریعے کے طور پر شائع کی جائیں گی۔

ان فضول تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے جو اخبار کی سنجیدگی کے بارے میں کچھ زیادہ بہتر اظہارِ خیال نہیں کرتیں جیسے کہ ان سپاہیوں کی تصویریں جو ایک فرضی دشمن کو نشانہ بنا رہے تھے جبکہ ان کی آنکھیں کیمرے کی جانب تھیں، (اس کے علاوہ) اس میں لاتعداد بنیادی غلطیاں ہیں۔

1۔ ڈائری کا نچوڑ (خلاصہ) مکمل طور پر مستند نہیں ہے، یہ یوں تھا: انہوں نے (جنگ کے دوران) مجھ سے دریافت کیا، کیا میں نے حملے کی ڈائری رکھی ہے؟ وہ میرے پاس تھی، لیکن اس کی

Marfat.com

ماہیت نہایت سادہ نوٹس کی تھی جو کہ اُس وقت میرے ذاتی استعمال میں تھے۔ میرے پاس اس کو لکھنے کا کوئی موقع نہیں تھا۔ پھر سینٹا کلارا (Santa Clara) سے آئے ہوئے ایک شریف آدمی نے جو خود کو کسی حد تک ’عالم و فاضل‘ سمجھتا تھا اور اِس کارِ عظیم کو صفات کے ذریعے بڑھا چڑھا کر پیش کرنا چاہتا تھا، اسے انجام دیا۔ (مجھے یاد نہیں آ رہا کہ وہ کیسے حالات تھے جن میں اسے یہ کام انجام دینے کے لئے کہا گیا)۔ ان چند نوٹس کی جو تھوڑی سی اہمیت باقی رہ گئی تھی وہ بھی ختم ہو گئی جیسے ہی یہ اپنے مستند ہونے کی اہمیت کو کھو بیٹھے۔

2- یہ جھوٹ ہے کہ جنگ، میرے لئے، کسانوں کو توجہ دینے کے بعد دوسری ترجیح تھی۔ اس وقت جنگ کا جیتا جانا سب سے اہم چیز تھی۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں نے ہر چیز اس مقصد کے لئے صرف کی، جو مجھے کرنا تھی ایلیسکمبر ے کے پہاڑوں میں داخل ہونے کے بعد میں نے سپاہیوں کو 2 دن کا آرام دیا جو انتہائی مشکل حالات میں 45 دن تک مارچ کر رہے تھے۔ اور پھر ہم نے اپنا آپریشن شروع کر دیا اور ہم نے گیوانیا ڈی۔ مرینڈا (Guinia de Merinda) پر قبضہ کر لیا۔ اگر میں نے کسی طریقے سے کوئی گناہ کیا تھا تو یہ اُس کے برعکس تھا (یعنی) ان تمام ’’چوپاؤں کے چوروں‘‘ کو جنہوں نے ان ملعون پہاڑوں میں اسلحہ اٹھایا تھا۔ اُن سے نبٹنے کے دشوار کام کو بہت کم وقت دیا تھا۔ ’’گٹ اور رزی منویو‘‘ (Gotierrez Menoyo) اور اس کی ٹولی نے مجھے بے انتہا پریشان کیا تھا۔ اور یہ وہ چیز تھی جسے مجھے اس لئے نگلنا پڑا کہ میں اپنا تعلق ایک وابستہ کام تک رکھنا چاہتا تھا (یعنی) جنگ۔

3- یہ جھوٹ ہے کہ رمیرو والڈز (Ramiro Valdes) ’’تنظیمی معاملات میں شے کا قریبی مددگار تھا‘‘ میں نہیں جانتا کہ ایڈیٹر کی حیثیت سے اُسے بخوبی جانتے ہوئے تم نے کیسے اسے (تحریر سے) گزر جانے دیا۔

رامرائٹو (Ramirito) ’مون کیڈا‘ (Moncada) کے حملے میں (شامل) تھا وہ (Isles de) ’آئیلز ڈی۔ پینز میں قید تھا۔ وہ گرینما (کشتی) میں ایک لیفٹیننٹ کی حیثیت سے آیا تھا۔ جب میں کمانڈر بنا تو وہ کیپٹن کے عہدے پر پہنچ گیا۔ اس نے ایک کالم (ستون) کی کمانڈر کی حیثیت سے قیادت کی۔ حملے میں وہ دوسرے نمبر (قائد) پر تھا۔ جب میں سانتا کلارا چلا گیا تو اُس نے مشرقی علاقوں میں آپریشنوں کی قیادت کی۔

Marfat.com

میں سمجھتا ہوں کہ تاریخی سچ کا احترام کرنا چاہیے، وسوسی ایجادیں کسی اچھی چیز کی جانب لے کر نہیں جاتیں۔___ اور چونکہ ڈرامے کے اس حصے میں، میں ایک کردار تھا، سو میں نے یہ تنقیدی سطور اِس امید پر لکھی ہیں کہ یہ تعمیری ثابت ہوں گی۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ نے مواد کو دوبار دیکھا ہوتا تو ان غلطیوں سے بچا جا سکتا تھا۔

میں آپ کے لئے پُرمسرت ایسٹر کی تمنا کرتا ہوں اور آنے والے سال کو جو بہت وہ سنسنی خیز سرخیوں کے بغیر ہو اس لئے کہ یہ (نئے سال) یہی لایا کرتے ہیں۔

☆☆☆

LETTER NO. 17

11 نومبر 1963ء ہوانا

تنظیم کا سال

کمپیئر و کامریڈ!

تمہارے اکتوبر تین کے بھیجے ہوئے مراسلے (رابطے) کی رسید کا میں اقرار کرتا: جس میں تمہارے نو غیر شائع شدہ ناولوں کے باب ملفوف تھے۔

'لاس ویلاس' کی ڈائری میں تمہیں جو کچھ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے اس کے استعمال مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تاہم ایک چیز یاد رکھنا کہ جب یہ (پہلے) شائع ہوئی تھی تو کسی مورکھ/ جاہل چاپلوس کی ستائش سے مرصع عبارت سے سجی ہوئی تھی۔

میں نے پلائی ایڈ (Pleyade) کے باب کو ایسے پڑھا جیسے کوئی شناسا جگہ کی تصویر کا جائزہ لیتا ہے لیکن اسے تلاش نہیں کر پاتا۔ یہ ایسا تاثر دیتی ہے کہ جیسے نہ تو تم کبھی 'سائرہ میسٹرا' گئے ہو اور نہ ہی تم نے ان لوگوں سے بات کی ہے جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ اگر تم مجھے اجازت دو تو میں بھائی چارے کی روح میں تمہیں یہ بتاؤں گا کہ تم نے تمام تر گہرائی میں وقت کی عظمت (جاہ و جلال) کو قید نہیں کر پائے۔

میں غور کر رہا ہوں کہ یہ محض ایک تاثر ہے جو ادبی تنقید کی حیثیت نہیں رکھتا، یہ محض ایسے ہے جیسے کوئی کسی پرانی تصویر میں مشابہت کو تلاش کر رہا ہو مثال کے طور پر جیسے دوستوں کے ایک

Marfat.com

گروپ کی یادگار ــــ لیکن اِس کی تلاش کا حاصل یہ ہو جیسے کسی تیکنیکی خامی کے باعث یا وقت نے از خود تصویر کے موضوعات کو ناقابل شناخت بنا دیا ہو۔

اگر یہ مشاہدہ تمہارے لئے کار آمد ہے تو میرا مقصد بار آور ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو براہِ کرم میری بے تکلفی کے باعث خفا نہ ہونا، میں نہیں جانتا کہ تمہاری عمر کیا ہے اور ایک مصنف کی حیثیت سے تمہاری طلب (یا بلاوا/نظریہ) کیا ہے۔ وہ واحد جذبہ جو تمہارے شعبے میں میری رہنمائی کرتا ہے، سچ کو پیش کرنا ہے (اور یہاں مجھے سوشلسٹ حقیقت پسندی (سچائی) کے غیر لچکدار محافظ کی حیثیت سے نہ لینا) میں ہمیشہ اسی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہوں۔

میری مبارک بادیں اور تمہارے ادبی سفر کی کامیابی کے لئے نیک تمنائیں۔

کمانڈنٹ ارنسٹو شے گویرا

☆☆☆

LETTER NO. 18

23 مئی 1959ء

ڈاکٹر میگلوئیل اینجل کیووِیڈو

ایڈیٹر آف 'بوہیما' ہوانا

ڈیئر سر!

آزادیٔ صحافت کے معیار کی تنظیم کی روایتی جمہوری روح سے توقعات وابستہ کرتے ہوئے، میں اس قابلِ رحم عالمی پیشہ ور مجرم کے جواب میں یہ سطور تحریر کر رہا ہوں جو 'بوہیمین' میگزین کے لاطینی امریکہ کے صفحے کے ایڈیٹر کے شاندار خطاب (ٹائٹل) کا مالک ہے۔

میرا ہرگز یہ ارادہ نہیں ہے کہ میں ان کاذب تہمات اور ارجنٹائن کی شہریت کے حوالے سے پُرفریب اور مکارانہ حوالہ جات کے خلاف اپنا دفاع کروں۔ میں ارجنٹائن (سے) ہوں۔ اور میں اپنے پیدائشی ملک سے کبھی بھی لاتعلقی کا اظہار نہیں کروں گا۔

اگر آپ مقابلے میں میری تاریخی بے تکلفی کو معاف کر دیں تو (میں یہ بتانا پسند کروں گا کہ) 'میکیمو گومز' نے بھی اپنے ملک 'ڈومینیکن' سے لاتعلقی [illegible]

Marfat.com

محسوس کرتا ہوں، اس سے آزادانہ طور پر کہ کیا (کیوبا) کے قوانین اس کی تائید کرتے ہیں یا نہیں۔
میں مسلح جدوجہد کے تمام تر عرصے کے دوران لوگوں کی قربانیوں میں حصہ دار رہا ہوں اور آج ان کی توقعات کی بارآوری کو لانے کے لئے بھی ان کا ساجھی ہوں۔ میں کمیونسٹ بھی نہیں ہوں اگر میں ایسا ہوتا تو میں یہ دعوی چار ہواؤں میں کرتا، جیسے کہ میں ایک جنگجو کی حیثیت سے لوگوں کے مقاصد کے لئے مطالبات پر زور دیتا ہوں، اور اپنی توقعات کی دوبارہ توثیق کرتا ہوں کہ ہر کچلے گئے ملک کے لوگوں کے ہتھیار، لاطینی امریکہ کے منظر کو اس کے تمام تر باتدبیر آمروں سے (صاف کردیں) نجات دلادیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ جولیس ڈوبوائس ___ یونائیٹڈ فروٹ اور دوسری فروٹ، کان کنی، ڈھور ڈنگر، ٹیلی فون اور بجلی کی کمپنیاں جو کہ عوام کا استحصال کرتی ہیں ___ نے دوبارہ اپنے بھاڑے کے ٹٹوؤں کو جھوٹ پر کلاسیکل غلاف پھیلانے کا حکم دے دیا ہے۔

آئیے نہ تو غلاموں کو اور نہ ہی مالکان کو دھوکے میں رکھیں۔ فیڈل کاسترو کے الفاظ اٹل ہیں ''اگر وہ ہم پر حملہ کرتے ہیں تو ہمیں بلیوں تک کو مسلح کرنا ہوگا۔''

یہ واضح ہے مسٹر ڈوبواس اگر بلیوں کو مسلح کرنا ہوگا تو انہیں ان ہتھیاروں کا استعمال سکھانا ہوگا اور یہ نہ سمجھئے گا کہ آپ یا آپ جیسے دوسرے کاسہ لیس، جو (اگر) اس ملک کا دورہ کریں گے تو انہیں خوفزدہ بھیڑوں کا ریوڑ دیکھنے کو ملے گا۔ آپ کو زندگی سے بھرپور اور متحد لوگ ملیں گے جو آخری کارتوس تک مسلح جدوجہد کی جنگ کے لئے تیار ہیں۔ جیسا کہ ہمارے وزیراعظم نے پریس کے سامنے اپنے آخری ظہور کے دوران کیا تھا۔

انقلاب کے سپاہی، ان مختلف تکنیکوں کے علاوہ جو مختلف اوقات پر موجود ہو سکتی تھیں مضبوطی کے ساتھ متحد ہیں اور کوئی دھمکی اور کوئی مکاری کیوبا کے عوام کے عظیم مقاصد کے اکٹھے حصول کی ان کی جدوجہد میں انہیں تقسیم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ زرعی اصلاحات، ٹیرف کی اصلاحات، مالی اصلاحات جس کے تبادلے کے معنی ملک کو صنعتی بنانا اور لوگوں کی زندگی کے معیار میں بہتری لانا، قومی آزادی اور عالمی وقار کو بڑھانا مقصود ہے۔

براہِ کرم میرے آداب کو قبول کیجئے مسٹر کیوڈر (Quevedr) اگرچہ میں ایک گیدڑ کے بھیڑ کے بھیس میں ہونے کی تعریف نہیں کرسکتا جس کا اظہار آپ نے اپنے رسالے (میگزین)

Marfat.com

کے صفحات میں کیا ہے۔

ارنسٹو شے گویرا

کمانڈران چیف R.M.A

☆☆☆

LETTER NO. 19

کمیونسٹ پارٹی آف کیوبا کے سیکرٹری جنرل آرمینڈ وہارٹ کے نام

12-04-1965

میرے پیارے سیکرٹری!

میری مبارک باد اس موقعے کے لئے جس کے ذریعے انہوں نے تمہیں خدا بننے کا موقع فراہم کیا ہے۔ تمہارے پاس اس کے لئے 6 دن ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم اپنا کام سرانجام دے لو اور آرام کرنے کے لئے بیٹھ جاؤ (بجز اس کے کہ تم خدا بننے کی دانشمندانہ راہ کو چُنتے رہو جو تمہارے سامنے ہے، وہ خدا، جس نے پہلے آرام کیا تھا) میں تمہیں ہمارے ہراول اور عموماً ہمارے لوگوں کے تمدن کے بارے میں بہت سے، چھوٹے خیالات تجویز کرنا چاہتا ہوں۔

اس طویل رخصت کے دوران میری ناک فلسفے میں مدفون تھی (میں فلسفہ پڑھنے میں مصروف تھا) یہ ایک ایسا موضوع ہے جسے میں کافی عرصے سے پڑھنا چاہ رہا تھا۔ مجھے سب سے پہلے جس مسئلے کا سامنا کرنا پڑا وہ یہ تھا کہ کیوبا (کی زبان) میں کچھ بھی شائع نہیں ہوتا۔ اگر ہم سوویت اینٹوں (مواد) کو نکال دیں جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ وہ آپ کو سوچنے نہیں دیتیں کیونکہ پارٹی نے پہلے ہی سے یہ کام انجام دے دیا ہوتا ہے اور آپ کو محض اسے ہضم کرنا ہوتا ہے۔ طریق کار کی ترکیبوں کے لحاظ سے یہ اتنا ہی بڑا مارکسسٹ مخالف ہے جتنی اس سے توقع کی جا سکتی ہے مزید برآں (یہ) کتابیں انتہائی ناقص ہیں۔ ثانیاً فلسفیانہ زبان کے لئے میری ذاتی لاعلمی ہے جو کسی طور پر بھی کم اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ (مجھے ماسٹر ہیگل کے ساتھ سخت لڑائی لڑنا پڑی، اور پہلے دو راؤنڈ میں مجھے مٹی چاٹنا پڑی) چنانچہ میں نے اپنے لئے ایک تعلیمی منصوبہ بنایا ہے جس پر میرے خیال میں نظر دوڑائی جا سکتی ہے۔ اور اسے بہت حد تک بہتر کیا جا سکتا ہے شاید

Marfat.com

یہ فکر کے حقیقی سکول کی بنیاد فراہم کر سکے ہم نے بہت کچھ حاصل کر لیا ہے لیکن کسی روز ہمیں سوچنا بھی ہوگا۔ میرا خیال ایک تعلیمی منصوبے سے متعلق ہے جسے پارٹی کے پبلشنگ ہاؤس کی سنجیدہ تصانیف کی اشاعت کے لئے وسعت دی جاسکتی ہے۔

اگر اپنی اشاعتوں پر نظر دوڑائیں تو آپ کو سوویت اور فرانسیسی مصنفین کی بہتات ملے گی کیونکہ اس کی وجہ ترجمے اور نظریاتی نقائی کی آسان دستیابی ہے۔

یہ ایسا طریقہ نہیں ہے جس سے مارکسسٹ تہذیب کو لوگوں میں پیش کیا جاسکے ___ زیادہ سے زیادہ یہ وہ مارکسی تعلیمات ہیں جن کا علم ہونا ضروری ہے بشرطیکہ پیشکش کا انداز اچھا ہو (جیسا کہ نہیں ہے) مزید یہ کہ یہ نامکمل ہیں۔

میرا منصوبہ یہ ہے۔

1- فلسفیانہ کلاسیکس (Classics)
2- عظیم جدلیاتی اور مادیت پسند
3- جدید فلسفی
4- معیشت میں کلاسیکس اور ان کے نقیب
5- مارکس اور مارکسی فکر
6- سوشلسٹ تعمیر
7- غیر مروجہ مفکر اور سرمایہ دار
8- بحث مباحثے

ہر سلسلہ دوسرے سے آزاد ہوگا اور پروگرام اس طرح سے ہوسکتا ہے۔

1- ایسے مشہور و معروف کلاسیکس (Classics) کو ہاتھ ڈالا جائے جن کا ترجمہ پہلے ہی سے ہسپانوی زبان میں ہو چکا ہے۔ اس میں ایک فلسفی جو ممکنہ طور پر مارکسسٹ ہو، کی سنجیدہ ابتدائی تعلیم کو شامل کیا جائے اور اس کے ساتھ کافی وضاحتی ذخیرہ الفاظ بھی شامل کیا جائے۔ فلسفیانہ تراکیب کی ایک لغت بھی ہمہ وقت شائع کی جائے اور اس کے ساتھ فلسفے کی تاریخ بھی جس میں ڈینیکس (Dennyks) اور اس کے علاوہ ہیگل بھی شامل کئے جاسکتے ہیں۔ اشاعت ایک یقینی [illegible] الفاظ میں عظیم مفکرین کی ایک [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

یہ فکر
بھی
تصا

کیونکہ

سے
کہ

-1
-2
-3
-4
-5
-6
-7
-8

Marfat.com

Marfat.com

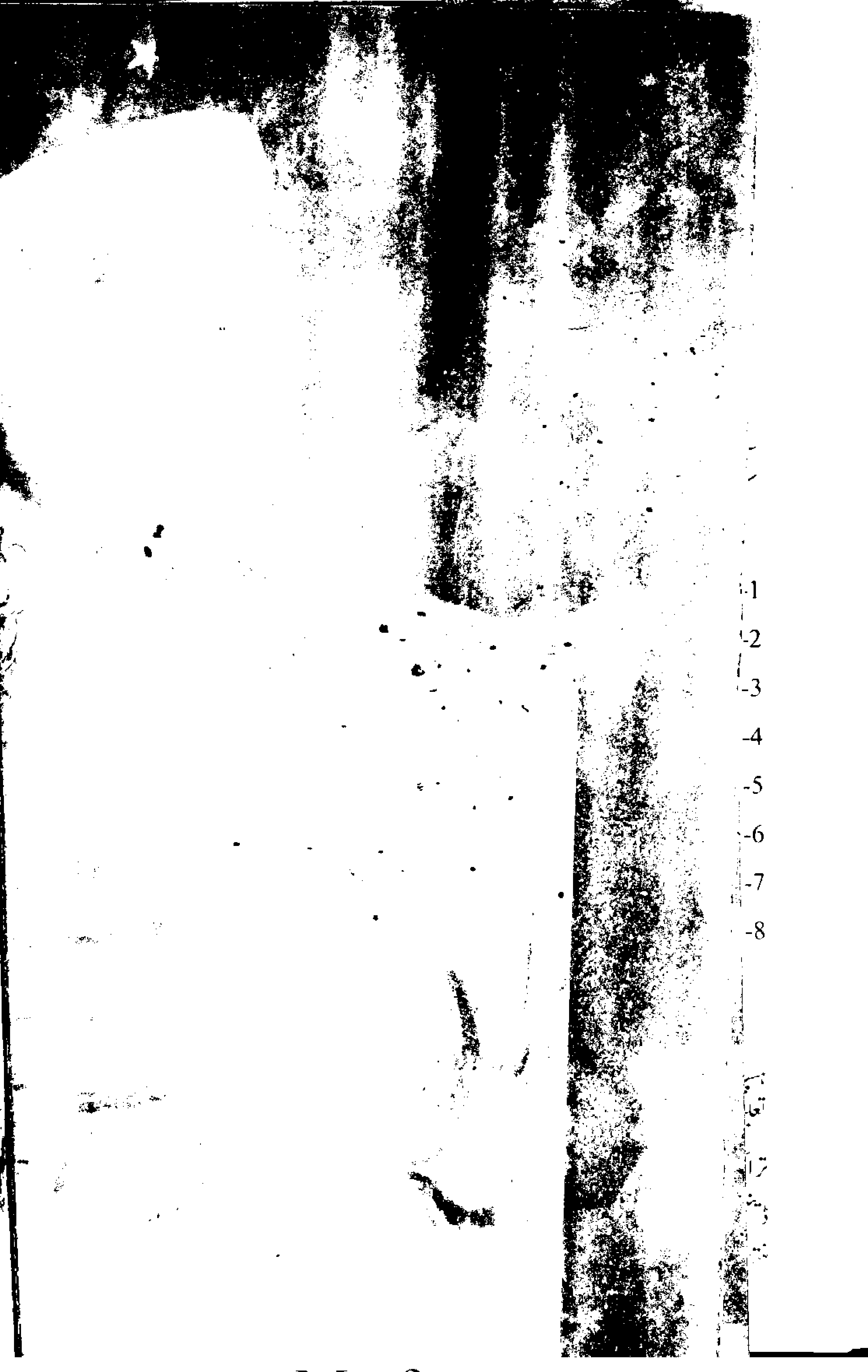

Marfat.com

کتابوں سے آغاز کریں اور جدید دور تک سلسلے کو جاری رکھیں پھر کم اہم فلسفیوں کے ساتھ ماضی کی جانب واپس لوٹیں اور پھر اس پر زیادہ نمائندگان کی کتب کے ساتھ تعمیر کریں۔

II- کچھ قدیم فلسفیوں کی تحریروں کو اکٹھا کرنے کے بعد (کچھ عرصہ پہلے میں نے ارجنٹائن میں شائع شدہ کتابوں کو پڑھا تھا جن میں ڈیماکریٹس، ہیراقلیتیس، اور لیوسپس شامل تھے)۔ بالکل ایسے ہی عمومی نمونے کی یہاں بھی پیروی کی جاسکتی ہے۔

III- زیادہ جدید نمائندہ فلسفیوں کو جن کے ہمراہ ماہرین کی سنجیدہ اور تفصیلی تعلیمات بھی ہوں اور جن پر مثالی نقطۂ نظر سے تنقید کی گئی ہو، اور ضروری نہیں کہ اُن کا تعلق کیوبا سے ہو، اُنہیں یہاں بھی شائع کیا جاسکتا ہے۔

IV- یہ اب یہاں عمل پذیر ہے۔ لیکن مارکس کے بنیادی کام کے بغیر اور بغیر کسی ترتیب کے، یہاں یہ لازمی ہوگا کہ مارکس، اینگلز، لینن، سٹالن اور دوسرے عظیم مارکسسٹوں کی مکمل تصانیف کو شائع کیا جائے۔ مثال کے طور پر کسی نے بھی 'روزالکسمبرگ' کے بارے میں کچھ بھی نہیں پڑھا۔ جس نے مارکس (جلد III) پر اپنی تنقید میں کچھ غلطیاں کی ہوں گی۔ لیکن پھر بھی اُنہوں نے اسے مار ڈالا۔ سامراجیت کے خلاف اس کی جبلتیں کئی لحاظ سے ہم سے بہتر ہیں۔ یہاں وہ مارکسسٹ مفکر بھی موجود نہیں ہیں جو بعد میں پٹری سے اتر گئے تھے جیسے کہ 'کاٹسکی' اور 'ہل فرنگ'* (جس کا تلفظ یہاں درست بیان نہیں کیا گیا) جن کا اس میں حصہ ہے اور بہت سے دوسرے ہم عصر مارکسسٹ جو مکمل طور پر اس مکتبہ فکر سے وابستہ نہیں تھے۔

V- سوشلسٹ تشکیل: کتابیں جو مخصوص مسائل کے ساتھ معاملہ کرتی ہیں اور نہ صرف موجودہ قائدین کے ساتھ بلکہ ماضی کے (قائدین) کے ساتھ (بھی تعلق رکھتی ہیں) اور اس کے علاوہ فلسفیوں اور خاص طور پر معیشت دانوں اور حساب دانوں کی حصہ داری کی جانچ کرتی ہیں۔

VI- پھر یہاں پر بڑے ترمیم پسند آئیں گے (آپ یہاں پر خردشیف کا ذکر کر سکتے ہیں اگر چاہیں تو) جن کا درست تجزیہ درکار ہے تمہارے پاس دوسروں کی نسبت زیادہ گہرائی ہونا چاہیے (کیونکہ) تمہارا دوست ٹراٹسکی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجود تھا اور لکھا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں

*ہل فرنگ

Marfat.com

سرمایہ داری کے بڑے نظریہ دان جیسے مارشل، کینز، سکومپٹر وغیرہ۔ ان کا بہت احتیاط سے تجزیہ ہونا چاہیے اور وہ بھی کیوں کی وضاحتوں کے ساتھ۔

VII- جیسے کہ سرخی ظاہر کرتی ہے یہ سب سے زیادہ حجتی حصہ ہے۔ لیکن اسی طرح سے مارکسسٹ فکر آگے بڑھتی ہے۔ 'پراوڈھون'* نے غربت کا فلسفہ لکھا اور ہم جانتے ہیں کہ یہ (مارکس کی) 'فلسفے کی مفلسی' کے باعث موجود ہے۔ ایک تنقیدی ایڈیشن شاید اس عرصے اور مارکس کی اپنی بالیدگی پر کچھ روشنی ڈالے جو کہ اس وقت تک ابھی تکمیل کے مراحل میں تھی۔ 'رابرٹس' اور 'ڈیورنگ' اس عرصے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور تب 1920ء میں سوویت یونین میں ترمیم پسند اور بڑے تضادات (اقتدار میں) آ گئے۔ جو کہ شاید ہم سب سے کے لئے بہت اہم ہیں۔ اب میں دیکھ سکتا ہوں کہ میں نے ایک سیکشن (حصے) کو چھوڑ دیا ہے تا کہ ترتیب بدل جائے۔ (میرا قلم یہاں پرواز کر رہا ہے)

یہ سلسلہ نمبر 4 ہوگا۔ معیشت اور اس کے پیشروں پہ ادبِ عالیہ (Classics) جس میں 'ایڈم سمتھ' شامل ہوگا، (اور) فطری قاعدے سے حکومت چلانے والے (Physiocrats) وغیرہ۔ یہ کارِ عظیم ہے لیکن گویا اس کا حقدار ہے۔ اور میرے خیال میں یہ کوشش کی جا سکتی ہے۔ میں اس فضولیات سے تمہیں زیادہ پریشان نہیں کروں گا۔ میں نے (صرف اس لئے) تمہیں یہ خط لکھا ہے کیونکہ میں ان لوگوں کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتا جو آج کل نظریاتی سمت (متعین کرنے) کے لئے ذمہ دار ہیں۔ اور کچھ دوسری وجوہات کی بنا پر بھی (نہ صرف نظریاتی نقالی کی بنیاد پر خود بھی شمار میں آتی ہے) ان سے خط و کتابت کرنا دانشمندی پہ مبنی نہیں ہوگا۔

او کے! (فلسفیانہ مفہوم میں) میرے معزز ساتھی۔ میں تمہاری کامیابی کا تمنائی ہوں۔ مجھے توقع ہے کہ ہم ساتویں روز مل سکتے ہیں۔ ایک معانقہ ان کے لئے جو معانقے کے قابل ہیں اور ایک میری طرف سے تمہارے پیارے اور بہتر نصف (یعنی تمہاری بیوی ''ہے ڈی سانتا ماریا'') کے لئے رامون **R

☆☆☆

* مارکس اور پراوڈھون دونوں بورژوا ریاستی ڈھانچے کی مکمل تباہی کے قائل تھے لیکن مارکس Centralist تھا جبکہ پراوڈھون Federalist، اول الذکر پرولتاریہ کی جبکہ موخر الذکر پیٹی بورژوا فکر کا مظہر ہے۔ (Lenin-Selected Works Page 301)

** R یا 'رامون' شے گویرا کا 1965ء کانگو میں خفیہ نام تھا یہ خط افریقہ سے لکھا گیا تھا۔

Marfat.com

LETTER NO. 20

23 جون 1963ء
''تنظیمی سال''

UNEAC کے نام

ہوانا

کمپنز و (کامریڈ)!

کوئی نہیں جانتا کہ خود ستائی کس حد تک قابلِ تحسین ہوتی ہے۔ معاملہ کوئی بھی ہو میں اسے پسند نہیں کرتا اور اسے غیر ضروری خیال کرتا ہوں، میں مواد اور ماہیت کی کچھ غلطیوں کا حوالہ دوں گا۔

مواد: میرے پیشرو جنہوں نے ''لوگوں کا استحصال کرنے والوں سے نفرت کی علامات کا اظہار کیا'' دراصل عظیم ارجنٹائن چوپایہ اجارہ داری، کے اراکین تھے۔ اور مزید یہ کہ 'روزاز' (Rosas) کے خلاف اُن کی جدوجہد عوامی بنیاد پر نہیں تھی۔ وہ جنہوں نے 'جوآن مینوئل روزاز' کی مخالفت کی، انہیں مارکسسٹ نقطۂ نظر سے ترقی پسند نہیں کہا جا سکتا۔

(حسنِ) اتفاق سے میں ایک نوجوان کی حیثیت سے سماجی طور پر مصروف نہیں رہا اور نہ ہی میں نے ارجنٹائن میں کسی سیاسی یا طالب علموں کی کسی جدوجہد میں شمولیت کی ہے۔

ماہیت: یہ ایک کتاب نہیں ہے بلکہ نوٹس کا مجموعہ ہے۔

انقلابی مبارکباد
کمانڈنٹ ارنسٹو شے گویرا

☆☆☆

LETTER NO. 21

ڈیئر لی لی، Ye ye'

'آرمینڈ' اور 'گلرمو' نے مجھے تمہاری مشکلات کے بارے میں بتایا ہے۔ میں تمہارے فیصلے

Marfat.com

کا احترام کرتا ہوں اور اسے سمجھتا ہوں لیکن اس خط کو لکھنے کے بجائے میں تمہیں ذاتی طور پر سینے سے لگانا پسند کرتا۔ یہاں حفاظتی پیش بینی بہت سخت ہے اور اس نے میرے لئے ان بہت سے لوگوں سے ملانا دشوار بنا دیا ہے جن سے میں محبت کرتا ہوں۔ (میں اتنا سرد مہر نہیں ہوں جتنا کہ بعض اوقات دکھائی دیتا ہوں) میں اب کیوبا کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے کہ میں کوئی غیر ملکی ہوں جو دورے پر یہاں آیا ہو۔ ہر شے کو مختلف زاویے سے، میرا یہ تاثر، میری تنہائی کے باوجود، اُس تاثر کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے جو مہمان یہاں سے اپنے ساتھ لے کر جاتے ہیں۔

طبی۔ ادبی (میڈیکل لٹریری) پارسلوں کا شکریہ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم تخلیق کی قوت کے باعث ایک عالم خاتون بن گئی ہو لیکن میں اقرار کرتا ہوں کہ وہ وجہ جس کے باعث میں تمہیں بہت پسند کرتا ہوں، وہ دن ہے جو نئے سال کے آغاز میں تھا۔ جب تمہارے تمام فیوز اڑے ہوئے تھے اور تمہاری فائرنگ کی بوچھاڑ میلوں تک مار کر رہی تھی۔ یہ تمثیلی پیکر اور وہ جو سائرا (میسٹرا) کا تھا [اگرچہ ہماری اُن دنوں کی لڑائیاں میری یادداشت کو بہت عزیز ہیں] تمہارے ایسے تمثیلی پیکر (تصورات) ہیں جنہیں میں اپنے ساتھ اپنی یاد (استعمال) کے لئے سنبھال رکھوں گا۔ تم سب لوگوں کی محبت اور عزم ان مشکلات کے اوقات میں ہمارا مددگار ہو گا جو گھڑیاں آنے والی ہیں۔

تمہارا ساتھی

جو تم سے محبت کرتا ہے

☆☆☆

LETTER NO. 22

کیوبا کے وزیر خارجہ ''راؤل روا'' کے نام

30 جنوری 1963ء

کیوبا کا سفارتخانہ!

میرے وائی جیٹو (Viejeto)

میں آپ کو یہ سطور لکھ رہا ہوں تا کہ آپ کو اُس مختصر عرصے کے دورے کا اندازہ پیش کر سکوں اور اس کے علاوہ آپ کے لوگوں کے بارے میں کچھ اطلاعات فراہم کر سکوں جیسا کہ آپ کے

Marfat.com

اِس سفر کرتے ہوئے سفیر نے اپنی تنقیدی آنکھوں سے دیکھا۔

یہاں آپ کے پاس سب سے زیادہ مضبوط (ٹھوس) ٹیم ہے۔ یہ ایک شخصیت کی حامل اور منظم ہے۔ لیکن فرانس کو بہت زیادہ نظر انداز کیا گیا ہے۔ 'پیرنسالیٹینا' کے پاس 'ٹیلی ٹائپ' بھی نہیں ہے اور اُسے ایک ایسی جگہ پر خبریں نہیں پہنچ پا رہیں جہاں ہر روز واقعات ظہور پذیر ہو رہے ہیں اور جہاں اس کی ضرورت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

'پیپیٹو' (Papito) جیسا کہ کسی بائیں بازو کے دانشور نے من وعن درست کہا ہے، اپنی ''تخلیقی آتشک'' (Creative-Syphlis) کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ شاید اس کو یہ گمان گذرا ہو کہ وہ صحارا کو ''ایل۔مینڈرز'' سے لائی گئی طغیانی میں ڈبو سکتا ہے۔ لیکن بعدازاں اُسے 'انجینئرنگ' کی خاطر ایک ٹیم کی ضرورت محسوس ہوئی ہوگی۔ سیاسی اہمیت کے پیشِ نظر اور اُس حمایت کے جو یہاں کیوبا کو لوگوں اور حکومت (کے حلقوں) میں حاصل ہے۔ ہمیں یہاں زیادہ لوگوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں کیوبن الجزائر کمیٹی کے لئے بھی پارٹی میں لوگوں کی ضرورت ہوگی جو کہ (افراد کی کمی کے باعث) اجڑی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ بیرونی تجارت کے لئے بھی لوگ درکار ہیں۔ جو کام کا آغاز کر سکیں اور (Pesetas) 'پیسیٹاز' کے ساتھ کام کرنا سیکھ لیں تاوقتیکہ انہیں پاؤنڈ سٹرلنگ کے ساتھ کام کرنا (معاملہ طے کرنا) نہ آ جائے۔ عزت مآب کارریلو نے چیزوں کو قابو میں رکھا ہوا ہے۔ وہ سرکاری شاعر سے مقابلہ کر رہا ہے اور فرانسیسی زبان میں اشعار کی اشاعت کروا رہا ہے۔ یہ سب کچھ [مالی میں] ہمکو اخبار 'لا ایسور' (L-Essor) میں شائع ہو رہا ہے جو Mayajigua گزٹ کو دیکھنے میں نیو یارک ٹائمز کے ہم پلہ بنا دیتا ہے۔ 'کارریلو' شخصیت میں خامیوں کے باوجود قائدین کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے اور اُس کے تعلقات بہت وسیع ہیں۔ اس نے خود کو ان خطوط پر کھڑا ہونے کے لئے تیار کر لیا ہے تاکہ وہ تجربے کو سب سے زیادہ اہم جگہوں پر استعمال کر سکے گا۔ میرے خیال میں وہ جہاں ہے ٹھیک ہے۔ شاید وہ صحارا کا شاعر بھی بن جائے۔ اس کے ماتحت دو خالص اناج پر پلی ہوئی اقسام کے لوگ ہیں لیکن وہ اس سطح پر کام کرتے ہیں جس کا ان سے تقاضا کیا جاتا ہے۔

''گنی'' کا تجزیہ بالکل درست تھا۔ میں نے اس کی رپورٹوں کو پڑھا ہے اور وہ صورتحال کو من وعن اسی طرح منعکس کرتی ہیں (جیسی کہ وہ ہیں) وہ بہت ذہین ہے اور میرے خیال میں وہ

Marfat.com

اپنے مخصوص کام کو بہتر طریقے سے سرانجام دے رہا ہے۔لیکن اس میں آغاز (یا تمہید) کی کمی ہے جس کے ذریعے وہ وہاں پہ موجود سرد مہری (بہتر طور پر کہا جائے تو وہ پہلے موجود تھی) پر غالب آسکے اور "گنی" کے عوام کے ساتھ رابطے استوار کر سکے۔میرے پاس اس کے لئے ایک عارضی تجویز ہے۔اس سے قبل کہ اسے دوبارہ باہر بھیجا جائے اُسے چاہیے کہ ہوانا میں اپنی ڈگری کی تعلیم کو مکمل کر لے۔اس کے متعلق میں آپ سے بعد میں بات کروں گا۔علاوہ ازیں ہمیں یہاں ایک ایسے سفیر کی ضرورت ہے جو کہ سیاستدان ہو اور لوگوں سے زیادہ روابط بڑھا سکے۔[وہ وجوہات جو بیان کی گئی ہیں اُن کے باعث اُسے یہاں رکھنا احسن خیال نہیں ہے] میں نے تفصیلاً اور کھل کر 'سیکو یوٹورے'(Sekou Toure) سے بات چیت کی ہے وہ افریقہ کے اس حصے میں سب سے زیادہ واضح ذہن کا حامل اور مہذب سربراہِ مملکت ہے جس سے اب تک میری ملاقات ہوئی ہے۔

کانگو جادوگروں کی سرزمین ہے۔جس کا ایک صدر بھی ہے لیکن لوگ اچھے ارادوں (نیتوں) کے حامل ہیں۔اگر ایک سیاسی ٹیم کو بھیجا جائے تو یہ انہیں (لوگوں کو) سیدھی سمت لے جانے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔اور سیاسی بغاوت کو عمل پذیر ہونے سے روک سکتی ہے جو اس لمحے سر پر منڈلا رہی ہے۔

گھانا اِن تمام ممالک میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے لیکن اس میں بہت زیادہ سامراجی مداخلت ہے۔سفیر کسی حد تک احمق ہے اور تنقید کو اتنا ہی پسند کرتا ہے جتنا کہ آپ 'اولیورز' کو، لیکن* وہ سنجیدہ، محنتی اور پڑھا کو ہے، وہ سفارتخانے کو اعتماد کے ساتھ چلا رہا ہے۔میرے خیال میں اسے ایک سال کے بعد کیوبا واپس لوٹ آنا چاہیے اور کسی پیداواری چیز پر کام کرنا چاہیے جس کا تعلق ہمارے اپنے گردوپیش سے ہو۔تاکہ کچھ سفارتی عادات سے اُسے نجات حاصل ہو سکے جو لوگوں کے انقلابی امکانات کو پُرآسائش کر دیتی ہیں۔ٹیم باہم اچھا کام کر رہی ہے۔کم از کم باہر سے (یہی نظر آتا ہے) وہاں ایک کمرشل اتاشی ہے جو اپنے میدان (عمل) میں کچھ نہیں کرتا لیکن وہ مدد کے لئے ہر دم تیار رہتا ہے۔اور ایک مفہوم میں تابناک (بہت اچھا) ہے۔وہ انگریزی بڑی روانی سے بولتا ہے۔

'ڈاہومی'(Dahomey) ایک اور دلگیری (دردِ سر) ہے۔صدر اور اس کا نائب صدر ایک

* (یعنی بالکل پسند نہیں کرتا)

Marfat.com

دوسرے کے ساتھ سر پھٹول میں مصروف ہیں، اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ اُس حد تک صدر ترقی پسند ہے جہاں تک یہاں تصور کیا جا سکتا ہے۔ صدر کا تعلق 'پورٹونوو' سے ہے جو دارالحکومتوں میں سے ایک ہے۔ جبکہ نائب، کوٹونو (Cotonou) سے ہے۔ صدر ایک قبیلے سے ہے تو نائب صدر دوسرے قبیلے سے اور ہمیں خونی آرزوؤں کے بارے میں ہرگز نہیں بھولنا چاہیے۔ صدر جو انتظامیہ کا سربراہ نہیں ہے (جبکہ نائب صدر ہے) کیوبا جانا چاہتا ہے اور میری رائے میں اسے مدعو کرنا چاہیے۔ اگر وہ 'اینٹرالگو' (Entralgo) کو اجازت دے دیتے ہیں اور رقم خرچ کی جا سکتی ہے تو میں سفارش کروں گا کہ 'گونزیلو سیلا' بزنس کے سربراہ کی حیثیت سے براہِ راست ہماری نمائندگی کرے لیکن اس سے پہلے ایک زیرک سفیر کو 'گنی' بھیجا جائے۔

یہ میرے سطحی تاثرات ہیں۔ میں انہیں ذاتی طور پر لکھ رہا ہوں اور مجھے اس آلے (Gedgit) سے نفرت ہے چنانچہ میں آپ کو ایک ماہ کے عرصے کے بعد مزید بتاؤں گا جب میں واپس پہنچوں گا۔ سفر کا راستہ کچھ اس طرح سے ہے۔ چائنہ، قاہرہ، خرطوم، دارالسلام، اور الجزائر جہاں مجھے معیشت (کے موضوع) پر (احمد بن بیلا کی ذاتی دعوت پر ایک مبصر کی حیثیت سے) افریقہ اور ایشیا کی کانفرنس میں شامل ہونا ہے۔ ہمیں 'شام' پر لازماً نظر رکھنا ہوگی وہ چیزوں کو حرکت دے رہے ہیں۔ (انقلاب کے آثار دکھائی دے رہے ہیں)۔

میری مبارکباد بیوروکریٹوں کو، تمہارے نزدیک تنگ نظر ہجوم کو، اور ایک آسمانی معانقہ۔ (تمہارے لئے)

شے

☆☆☆

LETTER NO. 23

ٹائٹل: یہ میرا اخراجِ تحسین ہے اور میں التماس کرتا ہوں کہ اس کی توجیہہ ایسے ہی کی جائے

21 اگست 1964ء

''معیشت کا سال''

سرلیون فلپی، ایڈیٹوریل گری جیلبو ایلبوایس۔اے

Marfat.com

ایوعدا گرین جیس، میکسیکو 16 ڈی۔ ایف میٹرو

کچھ سال قبل جب انقلاب برسراقتدار آیا تھا مجھے آپ کی جدید ترین کتاب جس کا انتساب آپ نے خود لکھا تھا ملی تھی۔

میں نے اس کے لئے آپ کا شکریہ کبھی ادا نہیں کیا لیکن یہ ہمیشہ میرے ساتھ رہی ہے۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ ان دو یا تین کتابوں میں سے ایک جو میرے بستر کے ایک طرف ہوتی ہے (El Ciervo) وہ ہے ''ایک ہرن''۔ گو مجھے اسے پڑھنے کا بہت کم موقع ملا ہے کیونکہ کیوبا میں کسی کے پاس سونا، فالتو وقت کا میسر ہونا، یا آرام کرنا کمزور قیادت کے گناہ ہیں۔

اگلے دن میں نے ایک وقوع میں جو میرے لئے بہت بڑی اہمیت کا حامل تھا، حاضری دی۔ کمرہ پرجوش محنت کش کارکنوں سے بھرا ہوا تھا اور وہاں ''نئے آدمی''* کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اُس ناکام شاعر کا وہ قطرہ جسے میں اپنے اندر اٹھائے پھرتا ہوں (بالائی) سطح پر آ گیا۔ اور میں نے ایک طویل فاصلے سے آپ کی جانب رجوع کیا تا کہ میں آپ کی توجہ حاصل کرسکوں۔ یہ میرا خراجِ تحسین ہے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی ویسی ہی توضیح کیجئے گا۔

اگر چیلنج آپ کو اکساتا ہے (تو) یہ دعوت کافی ہے۔

مخلصانہ تعریفوں اور انتہائی احترام کے ساتھ

ارنسٹو شے گویرا

☆☆☆

LETTER NO. 24

بچوں کے نام خط

میں تمہیں دور دراز سے اور بہت جلدی میں لکھ رہا ہوں

(کہیں بولیویا کے میدانِ کارزار سے 1966ء)

میری پیاری ایلی اوشا، کیملو، سی لیٹا اور ٹیٹس کو

میں تمہیں بہت دور سے اور بہت جلدی میں لکھ رہا ہوں، اس کے معنی یہ ہیں کہ میں تمہیں

---

* 'نیا آدمی' (new man) جو شے کا انقلابی خواب تھا۔

Marfat.com

اپنی تازہ ترین مہم کے بارے میں کچھ نہیں بتا پاؤں گا۔ یہ افسوس کا مقام ہے کیونکہ پیپ کیمین *
کے باعث مجھے انتہائی دلچسپ دوستوں سے ملاقات کا موقع ملا ہے۔ اگلی مرتبہ شاید ــــ

ابھی تو میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں تم سب سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں اور تمہیں ہمیشہ بہت یاد کرتا ہوں۔ اور تمہاری 'ماما' کو بھی۔ حالانکہ تم میں سے جو سب سے کم عمر ہیں میں اُن سے تقریباً ان کی تصاویر کے ذریعے سے ہی واقف ہوں، کیونکہ اس وقت وہ بہت ننھے سے تھے جب میں انہیں چھوڑ کر (محاذ پر) آ گیا تھا۔ ایک منٹ (کے عرصے) میں، میں (اپنی) ایک تصویر لے رہا ہوں تا کہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ ان دنوں میں کیسا نظر آتا ہوں، تھوڑا سا زیادہ بوڑھا، اور زیادہ بدصورت۔

یہ خط تقریباً اس وقت تمہیں مل جانا چاہیے جب ایلی اوشا 6 برس کی ہو چکی ہوں گی سوائے بہت سی مبارک باد اور مجھے توقع ہے کہ اس کی پیدائش کا یہ دن بہت خوشگوار ہو گا۔

ایلی اوشا تمہیں بہت محنت سے پڑھنا چاہیے۔ اور جس طرح سے بھی ممکن ہو اپنی والدہ کی مدد کرنا چاہیے۔ تمہیں یاد رکھنا ہے کہ تم (عمر میں) سب سے بڑی ہو۔ کیملو (Camilo) تمہیں سکول میں لغو زبان استعمال نہیں کرنا چاہیے اور اس طریقے سے بولنا نہیں چاہیے جیسے کہ تم بولتے ہو۔ اور تمہیں یہ جاننا چاہیے کہ کیا مناسب ہے، 'سی لیٹا' تم گھر کے معاملات میں اپنی دادی کی زیادہ سے زیادہ مدد کرو اور ہمیشہ اتنی شیریں رہو جتنی کہ اس وقت تھیں جب ہم نے ایک دوسرے کو الوداع کہا تھا۔ کیا تمہیں یاد ہے؟ اور تمہیں یہ کیونکر یاد نہیں ہو سکتا۔ 'ٹیکٹیو' تمہیں اب بڑے ہو جانا چاہیے (باہوش ہو جانا چاہیے) اور تمہیں مرد بننا چاہیے تا کہ بعد ازاں ہم دیکھ سکیں کہ تم خود کو کیا بناتے ہو (یعنی مستقبل میں کیا بن جاتے ہو) اگر اس وقت تک سامراج ابھی بھی موجود ہوا تو ہم اس سے لڑنے کے لئے نکل کھڑے ہوں گے، (اور) اگر اس کا حساب پاک ہو چکا ہوا تو تم، کیملو اور میں چاند پر چھٹیاں گزاریں گے۔

میری طرف سے اپنی دادی، مریم، اس کے بچے، ایسٹلیا اور کارمیٹا کو پیار (بوسہ) دینا۔

---

* پیپ کیمین (Pepe. Caiman) یا پیپ کروکوڈائل "Pep. The Crocodile" کیوبا کی زبان میں ریاستہائے متحدہ امریکہ یا 'انکل سام' کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

اور ہلڈا (شے کی سب سے بڑی بیٹی) کے لئے ہاتھی کی جسامت کا ایک بوسہ اور خبر کر دینا کہ میں اُسے جلد ہی (خط) لکھوں گا لیکن اس لمحے وقت نہیں ہے۔

پاپا کی جانب سے

☆☆☆

LETTER NO. 25

سزیریو کے نام

سزیریو ریویرا کے لئے۔ ایک خوشگوار کیسابلانکا* کے لئے نیک تمنائیں۔

شے

☆☆☆

LETTER NO. 26

ڈان ٹامس روبیگ کے نام

ڈان ٹامس! میں نے کامریڈ 'سلد' سے طبی پلانٹس (medical plants) کے بارے میں آپ کی دلچسپی کے بارے میں سنا تھا اور مجھے اسے آپ کو بھیجتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے۔

میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اسے اِس وزارت کی جانب سے اُس سائنسدان کے لئے ایک معمولی سا خراجِ عقیدت سمجھیں جس نے کیوبا کی یک چشمی تصویر کو اس وقت بلند کیا جب تک انقلاب نے اسے عالمی سطح پر مشہور نہیں کیا تھا۔ علاوہ ازیں میرا ذاتی خراجِ تحسین بھی قبول کیجئے ایک ایسے انسان کی حیثیت سے، جس نے ترکی بہ ترکی مقابلے کے پُر تناؤ امن کا تجربہ کیا ہو اور وہ اب بھی کبھی کبھار اس پرانی انفرادی خو کا تمنائی ہو اگرچہ اس نے اِس خندق سے انسانیت کو کچھ بھی نہیں دیا ہے۔

بصد احترام

شے

---

* کیسابلانکا: کیوبا میں شطرنج کا مشہور تہوار

Marfat.com

جوزمینوئل مین ریزا کے لئے

مین ریزا کے لئے' یہاں' جہاں راستے دوراہوں میں تقسیم (عارضی طور پر؟) ہو جاتے ہیں۔

آخری مرتبہ ہاتھ ملاتے ہوئے۔

☆☆☆

LETTER NO. 27

البرٹو گرینڈو* کے نام

میرا ہمہ وقت متحرک گھر ہمیشہ دو ٹانگوں پر مشتمل رہے گا (یعنی ہمہ وقت حرکت میں رہے گا)۔۔۔کم از کم جب تک گولی (میرے بارے میں) اپنا آخری فیصلہ نہیں سنا دیتی، پیشہ ور آوارہ، مجھے توقع ہے کہ میں تمہیں تب ملوں گا جب بندوق کی گولیوں کی بو ختم ہو چکی ہوگی۔تم سب کے لئے ایک معانقہ۔

شے

☆☆☆

مغرب سے آنے والی تند ہوا اور مشرق سے چلنے والی بادِ صبا

اپنے بچوں کے نام پوسٹ کارڈز

LETTER NO. 28

کیملو (شے کا بیٹا)

آج میں نے اپنے دوست پیپ کیمین** سے بات کی اور اسے بتایا کہ تمہیں سکول (جانا) کچھ زیادہ پسند نہیں ہے۔اور یہ کہ تم تھوڑے سے بگڑ گئے ہو۔ہم نے اُس (پیپ) کی تصویر لی ہے بالکل اسی لمحے جب وہ مجھے بتا رہا تھا کہ وہ تمہارے سکول آئے گا اور تمہیں بہت سی اچھی چیزیں سکھائے گا۔

اپنے بوڑھے آدمی (والد) سے ایک معانقہ اور تھپڑ وصول کر لو۔

☆☆☆

---

* گرینڈو لاطینی امریکہ کے پہلے سفر کے دوران اس کا ساتھی تھا۔ جب اُنہوں نے موٹر سائیکل جس کا نام لا پوڈروزا II رکھا تھا، سفر کیا تھا۔

** پیپ کیمین۔۔۔شے امریکہ کو کہتا ہے۔

Marfat.com

LETTER NO. 29

ایلی ڈیٹا(Alidita) کے نام (شے کی بیٹی)

میری پیاری سب سے چھوٹی (بچی)

(جب) میں چھوٹے ہرنوں کو مرغزاروں میں دوڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا تو تم مجھے یاد آئیں۔اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ماسوائے اس کے کہ یہاں شیروں کی کثرت ہے جبکہ ہمارے ملک میں چھوٹی ہرنیں کسی کے تعاقب کے بغیر بھاگ سکیں گی۔

سکول جانا مت بھولنا، اور اپنے نئے بھائی کو میری طرف سے پیار (بوسہ)

[یہاں بھی شے کی کھینچی گئی آخری تصویروں میں سے ایک انتہائی خوبصورت تصویر ہے جس میں ہرن مرغزار میں پانی پی رہے ہیں ___ مصنف]

☆☆☆

شے کے نام خطوط

LETTER NO. I

کیمیلو کا خط شے کے نام

24 اپریل 1958ء

شے میری روح کے بھائی (میرے روحانی بھائی)!

مجھے تمہارا مختصر پیغام ملا، مجھے معلوم ہوا کہ فیڈل (کاسترو) نے تمہیں فوجی اکیڈمی کا سربراہ بنا دیا ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہے کیونکہ اس طرح ہم پہلے درجے کے سپاہیوں کے مستقبل پر اعتماد کر سکیں گے۔

جب مجھے معلوم ہوا کہ تم ہمیں ''اپنی موجودگی کا تحفہ دینے کے لئے'' آ رہے ہو تو مجھے بہت مسرت نہیں ہوئی کیونکہ تم نے اِس تنازعے میں بہت اہم کردار کی ذمہ داری لے لی ہے۔ اگر ہمیں بغاوت کے اِس مرحلے پر تمہاری ضرورت ہے تو کیوبا کو اِس جنگ کے خاتمے کے بعد تمہاری زیادہ ضرورت ہوگی۔ چنانچہ عفریت تمہاری حفاظت کر کے اچھا کرتا ہے۔ میں ہمیشہ

Marfat.com

تمہاری جانب رہنے کو بہت پسند کروں گا۔تم ایک طویل عرصے تک میرے قائد رہے ہو اور ہمیشہ کے لئے رہو گے۔تمہارا شکریہ کہ اب میرے پاس زیادہ سودمند ہونے کا موقع ہے۔ میں وہ کروں گا جسے زبان سے ادا نہیں کیا جا سکتا تا کہ تم کبھی برا محسوس نہ کرو (یعنی میں تمہیں کبھی مایوس نہیں کروں گا)۔

تمہارا سدا کا دلدادہ
کیمیل
(کیمیلو سائن فیوای گوس)

☆☆☆

LETTER NO. II

راؤل روآ کی جانب سے شے کے نام

19 دسمبر 1963ء

ہوانا

ڈیئر شے!

اگرچہ بہت تاخیر ہو چکی ہے، (مگر) میں تمہیں تمہاری کتاب ''گوریلا جنگی طریقے'' (Warfare) کے انگریزی ترجمے کو پیش کر رہا ہوں۔

اگر تم چاہو تو میں 'ماؤ' کے ساتھ اپنے اچھے تعلقات کو استعمال میں لا سکتا ہوں تا کہ ''لاؤ۔زی'' زبان میں اس کی 6 کروڑ کاپیاں شائع ہو سکیں۔

بہت عزت کے ساتھ
راؤل روآ

☆☆☆

LETTER NO. III

میکسیکو مارچ 27، 1965ء

میرے پیارے دوست شے گویرا

Marfat.com

میں تمہیں ایک نہایت لاغر اور بوڑھے انسان کی مانند لکھ رہا ہوں لیکن مجھ پر تمہارے ایک معانقے کا قرض (باقی) ہے۔ اور میں تمہیں یہ دیئے بغیر رخصت بھی نہیں لینا چاہتا۔ چنانچہ میری ایک دوست برتھا جو ایک پرانے ساتھی کی بیوی ہے اور تمہیں سب سے زیادہ عزت کا مقام دیتی ہے۔ یہ خط تمہارے لئے لا رہی ہیں۔

میں تمہیں یادگار کے طور پر ایک دستخط شدہ نظم بھیج رہا ہوں جو میں نے چند روز قبل لکھی تھی۔

تمہاری صحت اور خوشی کی نیک تمناؤں کے ساتھ

تمہارے پرانے دوست کی جانب سے عزت کے ساتھ

لیون فلپی

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب ششم

اپنے پروفیشنل ساتھیوں سے خطاب

بڑا ہے درد کا رشتہ یہ دل غریب سہی
تمہارے نام پہ آئیں گے غمگسار چلے

Marfat.com

گویرا۔ ڈاکٹرز سے خطاب

یہ سادہ تقریب جوان کئی سو تقریبات میں سے ایک ہے جن کے ذریعے کیوبا کے عوام روزانہ اپنی آزادی، اپنے تمام انقلابی قوانین، ترقی کی جانب گامزن ہونے اور اپنی مکمل آزادی کی شاہراہ کی جانب پیش قدمی کرنے کا جشن مناتے ہیں، میرے لئے خصوصی دلچسپی کی حامل ہے۔

تقریباً ہر کسی کو علم ہے بہت سے سال پہلے میں نے ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے کیریئر کا آغاز کیا تھا۔ جب میں نے میڈیسن کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی تو وہ بہت سے نظریات جو ایک انقلابی کی حیثیت سے آج میرے ہمراہ ہیں، میرے بہت سے آدرشوں میں موجود نہیں تھے۔

ہر کسی کی مانند میں بھی کامیاب ہونا چاہتا تھا۔ میں نے ایک معروف طبی سائنسدان بننے کا خواب دیکھا تھا، میں نے بلا تھکان کچھ ایسی چیز دریافت کرنے کا خواب دیکھا تھا جسے انسانیت کی مدد کے لئے استعمال کیا جا سکے۔ لیکن جو میرے لئے ذاتی کامیابی کی اہمیت کی حامل ہو سکے۔ **میں اپنے ماحول کا (اسیر) ایک بچہ تھا جیسے کہ ہم سبھی ہیں۔**

گریجویشن کے بعد، مخصوص حالات کی بنا پر اور شاید اپنی خصوصیات کے باعث میں نے تمام تر امریکہ کے سفر کا آغاز کیا اور مجھے مکمل (براعظم) سے واقفیت حاصل ہوگئی، 'ہیٹی' اور 'سینٹو ڈومینگو' کے علاوہ میں نے کسی حد تک دوسرے تمام لاطینی امریکن ممالک کا سفر کر لیا۔ ان حالات کے باعث جن میں پہلے پہل ایک طالب علم کی حیثیت سے اور بعدازاں ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے میں نے سفر کیا۔ میرا قریبی واسطہ غربت، بھوک اور بیماری سے ہوا اور اس مفلسی سے بھی جس کے باعث ایک بچے کا علاج ممکن نہیں تھا، اور اس بدحواسی اور حماقت سے بھی جسے مسلسل غربت

Marfat.com

اور کرب (دونوں) جنم دیتے ہیں۔ اس حد تک جب ایک باپ اپنے بچے کو کھو دینے کو ایک غیر اہم واقعہ سمجھنے لگتا ہے۔ اور ایسا امریکن ملکوں میں نچلے درجے کے طبقات میں اکثر اوقات ہوتا ہے۔ اور اس لمحے مجھے احساس ہوا کہ ایسی بھی چیزیں ہیں جو میرے لئے مشہور ہونے یا طبی سائنس میں اہم پیش قدمی کرنے کے برابر اہم ہیں۔ (اور وہ یہ ہیں کہ) میں ان لوگوں کی مدد کرنا چاہتا تھا۔

لیکن میں اپنے ماحول کا (اسیر) بچہ تھا جیسا کہ ہم سبھی ہمیشہ ہوتے ہیں اور میں ان لوگوں کی مدد ذاتی حیثیت میں کرنا چاہتا تھا۔ میں پہلے ہی بہت سا سفر کر چکا تھا۔ اس وقت میں گوئٹے مالا میں تھا۔ 'آربینز' کے گوئٹے مالا میں ___ اور میں نے ایسے نوٹس (حاشیے *) قلم بند کرنا شروع کر دیئے تھے جو کسی انقلابی ڈاکٹر کے چال چلن کو راستہ دکھا سکیں، میں نے یہ تلاش شروع کر دی تھی کہ ایک انقلابی ڈاکٹر کے لئے کیا کچھ لازم ہے۔

تاہم، جارحیت پھوٹ پڑی، جارحیت جو یونائیٹڈ فروٹ کمپنی، امریکن سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ جان فوسٹر ڈیولز جو کہ درحقیقت ایک ہی چیز کا نام ہیں ___ اور ان کی کٹھ پتلی جسے کاسٹلو آرمیس (Castillo Armas) کہا جاتا ہے، نے مسلط کر دی۔ جارحیت کامیاب رہی، کیونکہ گوئٹے مالا کے لوگ آج کے کیوبا کے لوگوں کی طرح بلوغت کے اس مقام پر نہیں پہنچ پائے تھے۔ کسی بھی اور دن کی طرح وہ ایک عمدہ دن تھا جب میں نے گوئٹے مالا سے جلاوطنی کا راستہ اختیار کیا۔ یا کم از کم (یہ کہا جا سکتا ہے کہ) میں نے گوئٹے مالا سے شاہراہ پرواز اختیار کی۔

تب مجھے ایک بنیادی چیز کا احساس ہوا۔ انقلابی ڈاکٹر یا انقلابی ہونے کے لئے سب سے پہلے انقلاب کا ہونا لازمی ہے۔ جداگانہ انفرادی کاوشیں، اپنے آدرشوں کی تمام تر پاکیزگی کے باوجود بیکار ہیں۔ اور کسی اعلیٰ ترین نصب العین کے لئے اپنی تمام تر زندگی نچھاور کرنے کی خواہش (اس وقت تک) بے مقصد ہے اگر تن تنہا، انفرادی طور پر امریکہ کے کسی کونے میں بیٹھ کر بدترین حکومتوں اور سماجی حالات کے خلاف کی جائے۔ جو ترقی کو روکنے کا باعث ہیں۔ انقلاب کو جنم دینے کے لئے لازم ہے کہ فرد کے پاس وہ کچھ ہو جو کیوبا میں ہے ___ تمام تر لوگوں کی حرکت (تحریک) جو اسلحے کے استعمال اور جنگجویانہ اتحاد کے نفاذ کے ذریعے اسلحے کے مقام اور اتحاد کی حیثیت کو سمجھتے ہوں۔

اور اب ہم اس مسئلے کے مرکز کی جانب آتے ہیں جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ آج

---

* ان نوٹس کا ذکر حاشیے پر قلمبند کی گئی ایک یادداشت کے عنوان سے صفحہ 262 پر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

بالآخر ہر فرد کے پاس یہ حق ہے بلکہ یہ اس پر عائد فرض ہے جو کہ تمام چیزوں سے بالاتر ہے کہ وہ انقلابی ڈاکٹر بنے یعنی یہ کہا جائے کہ ایک ایسا آدمی ہے جو اپنے پیشے کا تمام تر تکنیکی علم انقلاب اور لوگوں کی خدمت میں صرف کر دے۔ لیکن اب وہی پرانا سوال پھر سر اٹھاتا ہے درحقیقت کوئی سماجی خدمت کو کیسے انجام دیتا ہے؟ کوئی ذاتی کاوشوں کو سماجی ضروریات کے ساتھ کیسے متحد کرتا ہے؟

ہمیں ہم سے ہر ایک کی زندگی کا از سرِ نو جائزہ لینا ہوگا کہ انقلاب سے قبل ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے یا پبلک ہیلتھ (عوامی صحت) کے کسی فعل کو انجام دیتے ہوئے، ہم نے کیا کیا اور کیا سوچا؟ اور ہمیں لازماً یہ گہری تنقیدی تن دہی سے کرنا ہے اور اس نتیجے پر پہنچنا ہے کہ ہم نے ماضی کے اس عرصے میں تقریباً جو کچھ بھی سوچا اور محسوس کیا تھا اُسے تاریخی دستاویزات میں جمع کروانا ہے **اور ایک نئی وضع کے انسان کو تخلیق کرنا ہے۔** اگر ہم میں سے ہر کوئی اپنی تمام تر قوت نئی انسانی وضع کی تکمیل کے لئے صرف کرے گا تو تبھی لوگوں کے لئے اسے تخلیق کرنا اور اسے نئے کیوبا کی مثال بنا دینا سہل ہوگا۔

یہ خوش آئند ہے کہ میں آپ کے لئے 'ہوانا' کے وہ باشندے جو یہاں موجود ہیں ان کے لئے اس آدرش پر زور دے رہا ہوں کہ کیوبا میں ایک نئی وضع کا انسان تخلیق کیا جا رہا ہے۔ جس کی مکمل قدر دانی ہم یہاں دارالخلافہ میں (رہ کر) نہیں کر سکتے، لیکن وہ اس ملک کے ہر کونے میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ آپ میں سے وہ جو 26 جولائی کو 'سارہ میسٹرا' گئے تھے انہوں نے دو مکمل نامعلوم اشیاء کو لازماً دیکھا ہوگا۔ اول کدالوں اور پھاوڑوں پر مشتمل ایک فوج، ایک ایسی فوج جس کا سب سے بڑا فخر 'اورینٹ' کے پیٹرا وٹک' (Patriotic) تہواروں پر کدالیں اور پھاوڑے اٹھا کر پریڈ کرنا تھا جبکہ ان کے فوجی کامریڈ (ساتھی) بندوقوں کے ساتھ 'مارچ' کر رہے تھے۔ لیکن آپ نے اس سے بھی زیادہ اہم چیز دیکھی ہوگی۔ آپ نے ایسے بچوں کو ضرور دیکھا ہوگا جن کی جسمانیت آٹھ یا نو برس کی تھی جبکہ وہ تمام تیرہ یا چودہ برس کے تھے، یہ 'سارہ میسٹرا' کے سب سے معتبر بچے ہیں۔ بھوک اور کرب کے سب سے زیادہ مستند نومولود۔ یہ ''ناکافی غذائیت'' کی (پیدا کردہ) مخلوق ہیں۔

اس ننھے سے کیوبا میں جہاں چار یا پانچ ٹیلی ویژن چینل اور ہزاروں ریڈیو سٹیشن جدید سائنس کی تمام تر برتریوں کے ساتھ موجود ہیں، جب یہ بچے رات کے وقت پہلی مرتبہ سکول پہنچے

Marfat.com

اور انہوں نے برقی قمقموں کو روشن دیکھا تو انہوں نے پکارا کہ اس رات ستارے بہت نیچے آ گئے ہیں اور وہ بچے، جن میں سے کچھ کو آپ نے ضرور دیکھا ہوگا، اجتماعی سکولوں میں خواندگی سے تجارت تک بلکہ ان سے بھی کہیں زیادہ دشوار ہنر (یعنی) انقلابی بننے کی سائنس سیکھ رہے ہیں۔

یہ کیوبا میں پیدا ہونے والے 'نئے انسان' ہیں۔ یہ الگ تھلگ علاقوں میں 'سائرہ میسٹرا' کے مختلف حصوں اور اس کے علاوہ 'کواپریٹوز اور ورک سنٹروں' میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اس تمام کا ہماری آج کی بات چیت سے (یعنی) انقلابی فزیشن اور کسی بھی دوسرے طبی کارکنوں کو انقلاب کے ساتھ جوڑنے، کے موضوع کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ نوجوانوں کو تعلیم اور خوراک بہم پہنچانے کا کام، فوج کو تعلیم بہم پہنچانے کا کام، سابقہ غیر حاضر مالکان کی اراضی کو ان کے درمیان تقسیم کرنے کا کام جو اسی زمین پر کوئی فائدہ حاصل کئے بغیر ہر روز محنت کئے جا رہے تھے، سماجی طب کی وہ کامیابیاں ہیں جنہیں کیوبا میں حاصل کر لیا گیا ہے۔

وہ اصول جس پر بیماری کے خلاف لڑنے کی بنیاد ہونا چاہیے وہ قوی ہیکل جسم کی تخلیق ہے۔ لیکن وہ کسی ایسے قوی ہیکل جسم کی تخلیق نہ ہو جو کسی کمزور عضو پر کسی ڈاکٹر کی کاریگری ہیں بلکہ ایسے قوی ہیکل جسم کی تخلیق جو تمام تر اجتماعیت کا نتیجہ ہو، جس پر تمام تر سماجی اجتماعیت نے کام کیا ہو۔

تاہم، کسی دن طب کو خود کو ایسی سائنس میں ڈھالنا ہوگا جو بیماریوں کو روکنے کی خدمت کا کام سرانجام دیتی ہے اور پبلک کو اپنے طبی فرائض کی انجام دہی سے روشناس کرواتی ہے۔ طب کو محض شدید ضروری حالات میں مداخلت کرنا چاہیے، جراحی (سرجری) کی غایت سے، یا کسی اور غیر معمولی چیز سے نپٹنے کے لئے، جو اس نئے سماج کے لئے ہو، جسے ہم تخلیق کر رہے ہیں۔

وہ کام جو وزارت صحت اور اس سے ملتی جلتی تنظیموں کے سپرد کیا گیا ہے وہ مکمل طور پر زیادہ سے زیادہ بڑی تعداد میں افراد کو پبلک ہیلتھ سروسز (عوامی صحت کی سہولیات) کی فراہمی، حفاظتی طب کے پروگرام کا جاری کیا جانا، اور حفظان صحت کی کارگزاری سے پبلک کو روشناس کروانا ہے۔

لیکن تنظیم کے کام کے لئے جیسا کہ انقلاب کے تمام تر کام کے لئے، بنیادی طور پر ایک 'فرد' کی ضرورت ہوتی ہے۔ انقلاب، جیسا کہ کچھ کا دعویٰ ہے اجتماعی ارادے یا اجتماعی تمیز و معیار کو نہیں بناتا بلکہ اس کے برعکس یہ انسان کے انفرادی جوہر کو آزاد کرتا ہے۔ انقلاب کا کام

Marfat.com

اسے اس جوہر سے روشناس کروانا ہے۔ اور اب ہمارا کام تمام طبی پیشہ وروں کی تخلیقی قابلیتوں کو سماجی طب کے کام سے روشناس کروانا ہے۔

ہم ایک عہد کے انجام پر ہیں اور ایسا محض کیوبا میں نہیں ہے۔ اس سے بے غرض ہوتے ہوئے جو کچھ متوقع تھا، کہا گیا تھا اس کے برعکس سرمایہ داری کی وہ ہیئت، جس سے ہم آشنا تھے، جس میں ہم نے پرورش پائی تھی، اور جس کے تحت ہم نے اذیت اٹھائی تھی، تمام دنیا میں شکست کھا رہی ہے۔ اجارہ داریوں کو سنگھاسن سے اتار پھینکا جا رہا ہے اور روزانہ اجتماعی سائنس نئی اور اہم فتوحات حاصل کر رہی ہے۔ امریکہ میں ہمیں آزادی کی تحریک کے ہراول ہونے کا فاخرانہ اور مخصوص فریضہ حاصل ہے، وہ (تحریک) جو دوسرے تمام محکوم براعظموں، ایشیا اور افریقہ میں عرصہ دراز پہلے شروع ہوئی تھی۔ ایسی گہری سماجی تبدیلی لوگوں کی ذہنی ساخت میں اس کے مساوی گہری تبدیلی کا تقاضا کرتی ہے۔

سماجی نظام میں انفرادیت کی، بحیثیت ایک شخص کے انفرادی عمل کی شکل میں موجودگی، کیوبا میں تمام ہو جانا چاہیے۔ مستقبل میں انفرادیت کو اجتماعیت کے مکمل فائدے کے لئے فرد کی تمام تر اہلیت کے استعمال پر مبنی ہونا چاہیے۔ یہ کافی نہیں کہ اس نصب العین کو آج سمجھ لیا جائے کہ جو کچھ بھی میں کہہ رہا ہوں آپ اسے سمجھ رہے ہیں، اور حال اور ماضی کے بارے میں سوچنے پر تیار ہیں اور اس بارے میں بھی کہ مستقبل کیسا ہونا چاہیے۔ سوچ کے طریقِ کار کو بدلنے کے لئے نہ صرف اپنے اندر گہری تبدیلیاں لانا ضروری ہے بلکہ خارجی تبدیلیوں کا مشاہدہ کرنا بھی لازمی ہے بالخصوص سماج میں اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کی کارکردگی کے حوالے سے۔

وہ خارجی تبدیلیاں جو کیوبا میں ہر روز ظہور پذیر ہو رہی ہیں، انقلاب کے بارے میں علم حاصل کرنے اور اُن پس انداز توانائیوں سے جو کہ عوام میں خوابیدہ تھیں، باخبر ہونے کا ایک طریقہ تمام کیوبا کا دورہ اور ان تمام 'کواپریٹوز' اور 'ورک سنٹرز' کا دیکھا جانا ہے جو کہ تخلیق کیے جا رہے ہیں اور میڈیکل (طب سے متعلقہ) کے سوال کے دل تک پہنچنے کا طریقہ صرف یہ نہیں کہ ان لوگوں سے ملاقات کی جائے اور واقفیت پیدا کی جائے جو ان 'کواپریٹوز' اور 'ورک سنٹرز' میں رہتے ہیں بلکہ اس تلاش میں ہے کہ ان لوگوں کو کون سی بیماریاں لاحق ہیں۔ ان کی تکالیف کیا ہیں؟ سال ہا سال سے ان کے پرانے کرب کیا ہیں اور صدیوں کے استحصال اور رضا جوئی کی وراثت کیا ہے؟

Marfat.com

ڈاکٹر اور میڈیکل کارکن کو اس نئے انسان کے عین درمیان جانا چاہیے جو کہ اژدہام کے اندر کا انسان ہے۔ اجتماعیت کے اندر کا انسان۔

دنیا میں خواہ کچھ بھی ہو جائے ڈاکٹر ہمیشہ مریض سے انتہائی قریب ہوتا ہے اور اس کی نفسیات کی انتہائی اندرونی گہرائیوں کا علم رکھتا ہے۔ کیونکہ وہی ہے جو درد پر حملہ کرتا ہے اور اس کا مداوا کرتا ہے، وہ سماج میں انتہائی ذمہ داری کی گرانقدر محنت کرتا ہے۔

کچھ مہینے پہلے یہاں 'ہوانا' میں، ایسا ہوا کہ چھ گریجویٹ ڈاکٹروں کا ایک گروہ جو ملک کے دیہی علاقے میں نہیں جانا چاہتا تھا، اس نے وہاں جانے پر رضامند ہونے سے قبل معاوضے کا مطالبہ کر دیا۔ ماضی کے نقطہ نظر کے مطابق دنیا میں ایسا ہونا، انتہائی منطقی تھا۔ کم از کم مجھے ایسا لگتا ہے کیونکہ میں اسے (اس مسئلے کو) مکمل طور پر سمجھتا ہوں۔ صورتحال میری اس یادداشت کو واپس وہاں لے آئی کہ میں کیا تھا اور کچھ سال قبل میں نے کیا سوچا تھا۔ میرا معاملہ دوبارہ سے شروع ہونے والی ایسی کہانی کا ہے جس میں ایک پیشہ ور شمشیر زن باغی ہو گیا تھا، ایک تنہا جنگجو جو ایک بہتر مستقبل بہتر حالت کو یقینی بنانا چاہتا تھا اور اپنی ضرورت کی اہمیت ان لوگوں کے لئے معتبر بنانا چاہتا تھا جنہیں اس کی ضرورت تھی۔

لیکن کیا ہوتا اگر ان لڑکوں کی بجائے، جن کے خاندان عمومی طور پر ان کی سالانہ تعلیم کے اخراجات برداشت کر سکتے تھے، وہ دوسرے جو کم تر نصیب کے حامل ہیں، نے ابھی اپنی تعلیم کو مکمل کیا ہوتا اور اپنے پیشے کے استعمال کا آغاز کیا ہوتا؟ کیا ہوتا اگر یہاں سے دو یا تین سو کسان آگئے ہم فرض کرتے ہیں کہ جادو کے زور پر یونیورسٹی کے ان کمروں سے نکلے ہوتے"

سیدھے سبھاؤ یہ ہوتا کہ یہ کسان فوراً اپنے انتہائی جوش سے بھاگتے تاکہ وہ اپنے بھائیوں کی مدد کر سکیں۔ وہ سب سے زیادہ دشوار اور ذمہ دارانہ کام کے لئے درخواست کرتے تاکہ وہ یہ ظاہر کر سکیں کہ برسوں کی تعلیم جو انہوں نے حاصل کی، بے حاصل نہیں گئی۔ وہی ہوتا جو آج سے چھ، سات برس بعد ہوگا جب نئے طالب علم محنت کشوں اور کسانوں کے بچے، ہر نوع کی پیشہ ورانہ ڈگریاں حاصل کریں گے۔

لیکن ہمیں مستقبل کو عقیدہ جبر (fatalism) سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ اور تمام لوگوں (کے بچوں) کو محنت کش اور کسان طبقات کے بچوں یا انقلاب دشمنوں (کے بچوں) میں تقسیم نہیں کرنا

Marfat.com

چاہیے۔ کیونکہ یہ انتہائی سہل (طریق کار) ہے لیکن یہ درست نہیں ہے، کیونکہ کوئی بھی چیز کسی باعزت شخص کو انقلاب کے عمل میں رہنے سے زیادہ تعلیم نہیں دے سکتی۔ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا۔ پہلا گروپ جو 'گرینما' (کشتی) میں یہاں پہنچا، جو 'سائرہ میسٹرا' میں آباد ہوا، ان میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کا ماضی کسانوں یا محنت کش طبقات سے وابستہ تھا لیکن انہوں نے کسانوں اور محنت کشوں کے ساتھ رہتے ہوئے ان کی توقیر کرنا سیکھا۔ فطری طور پر کچھ ایسے بھی تھے جنہیں کام کرنا ہوتا تھا، جنہیں بچپن میں کچھ محرومیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن بھوک، جسے درحقیقت بھوک کہتے ہیں، ہم میں سے کسی کو اس کا تجربہ نہ تھا۔ لیکن 'سائرہ میسٹرا' میں دو سال کے طویل دورانیے میں ہمیں اس کا علم ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اور تب بہت ساری چیزیں بہت واضح ہو گئی تھیں۔

ہم جو پہلے پہل ہر کسی کو سخت سزا دیتے اگر وہ کسی امیر کسان یا اراضی کے مالک کی جائیداد کو چھو بھی جاتا تھا، (بعدازاں) ہم ''سائرہ میسٹرا'' سے ایک دن میں دس ہزار چوپایوں کے سر لے کر آئے اور کسانوں سے کہا ''کھاؤ'' اور کسانوں نے سال ہا سال میں پہلی مرتبہ، اور بعض نے تو اپنی زندگی میں پہلی بار گوشت کھایا۔

ان دس ہزار چوپایوں کے سر کے ''مقدس حقوق جائیداد'' کے لئے ہماری عزت مسلح جدوجہد کے دوران ختم ہو چکی تھی۔ اور ہم عملی طور پر یہ جان چکے تھے کہ ایک انسان کی زندگی دنیا کے امیر ترین آدمی کی تمام تر جائیداد سے لاکھوں گنا زیادہ اہمیت کی حامل ہے اور ہم یہ جان چکے تھے ہم جو نہ محنت کش طبقے سے تعلق رکھتے تھے اور نہ ہی کسانوں کے طبقات سے۔ ہم چاروں ہواؤں کو بتانے جا رہے ہیں کہ ہم جو کہ مراعات یافتہ تھے، (جان چکے ہیں) تو کیا کیوبا میں رہنے والے باقی لوگ یہ نہیں جان سکتے؟ ہاں وہ جان سکتے ہیں، اور آج کا انقلاب ان سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ جان جائیں، وہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ یہ بہتر طور پر سیکھ جائیں کہ ایک معاوضے سے اپنے جیسے انسان کی خدمت کا فخر کہیں زیادہ اہم ہے اور سونے کی نسبت جسے فرد اکٹھا کرتا ہے کہیں زیادہ یقینی اور کہیں زیادہ دیرپا، لوگوں کا تشکر ہے اور ہر ڈاکٹر اپنی سرگرمیوں کے دائرے (حلقے) میں اس گرانقدر خزانے کو جو کہ لوگوں کا تشکر ہے اکٹھا کر سکتا ہے اور اسے لازماً ایسا کرنا چاہیے۔

ہمیں لازماً اپنے پرانے تصورات کو مٹانا، اور لوگوں کے قریب سے قریب تر آنا شروع کرنا ہے، اور ان سے زیادہ سے زیادہ آگاہ ہونا ہے۔ ہمیں پہلے کی طرح ان تک نہیں پہنچنا۔ (یہ کہتے

Marfat.com

ہوئے)''نہیں۔ میں لوگوں کو پسند کرتا ہوں، میں محنت کشوں اور کسانوں سے باتیں کرنا پسند کرتا ہوں اور میں اتوار کے دن یہاں، وہاں، اُسے اور اُسے ملنے کے لئے جاتا ہوں۔'' ہر کوئی یہ کہتا ہے، لیکن ہم نے خیرات وسخاوت پر عمل کرتے ہوئے ایسا کیا ہے اور آج ہمیں جس پر عمل پذیر ہونا ہے وہ ہے 'یک جہتی' ہمیں لوگوں کے پاس جا کر یہ نہیں کہنا چاہیے ''ہم یہاں ہیں۔ ہم آپ کو اپنی موجودگی کی خیرات دینے کے لئے آئے ہیں، آپ کو اپنی سائنس پڑھانے کے لئے آپ کو کی غلطیاں دکھانے کے لئے، آپ کی تہذیب کی عدم موجودگی کے بارے میں بتانے کے لئے، بنیادی اشیاء کے بارے میں آپ کی جہالت کے بارے میں بتانے کے لئے۔'' اس کی بجائے ہمیں ایک سوال کرتے ہوئے ذہن اور ایک عاجز روح کے ساتھ خود اس عظیم سرچشمے کی جانب جانا چاہیے جو کہ 'لوگ' ہیں۔

اس کا اندازہ ہمیں بعدازاں ہوگا کہ ہم اپنے تصورات میں کس قدر غلط تھے جن سے ہم مانوس تھے جو ہمارا جزو بن گئے اور جو ہماری فکر کا خود کار حصہ بن گئے تھے۔ بسا اوقات ہمیں اپنے تصورات کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، نہ صرف عمومی تصورات کو، سماجی اور فلسفیانہ، بلکہ بعض اوقات ہمیں ہمارے طبی تصورات کو بھی تبدیل کرنا ہوتا ہے۔

ہم دیکھیں گے کہ بیماریوں کے علاج کی ضرورت ہمیشہ ویسے نہیں ہوتی جیسے کہ بڑے شہروں کے ہسپتالوں میں کی جاتی ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ ڈاکٹر کو ایک کسان بھی بننا ہوگا، اسے نئے پودے لگانا ہوں گے اور مثال بن کر خواہش کو پنا ہوگا تاکہ نئی خوراک کو استعمال کیا جا سکے، تاکہ کیوبا کی غذائی ساخت کو تبدیل کیا جا سکے جو انتہائی محدود اور انتہائی کم ہے۔ خاص طور پر ایک ایسے ملک میں جو زرعی اور امکانی حیثیت سے دنیا کے امیر ترین ممالک میں سے ایک ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ ان حالات میں ہمیں تھوڑا سا معلم کیسے بننا ہوگا بعض اوقات بہت زیادہ معلم ہمیں سیاستدان بھی بننا ہوگا اور پہلی چیز جو ہمیں کرنا ہوگی کہ ہم لوگوں کے پاس اپنی عقل بیچنے نہیں جائیں گے بلکہ ہمیں ان کے پاس جا کر یہ ظاہر کرنا چاہیے کہ ہم لوگوں کے ساتھ سیکھ رہے ہیں اور ہم باہم مل کر اس عظیم اور خوبصورت مشترک تجربے کو جاری رکھیں گے جس کا نام ہے کیوبا کی تشکیل۔

بہت سے اقدامات پہلے ہی اٹھائے جا چکے ہیں۔ جنوری 1959ء کے پہلے دن اور آج کے درمیان ایک (بڑا) فاصلہ ہے جس کی پیمائش رسمی ذریعوں سے نہیں کی جا سکتی۔ لوگوں کی اکثریت بہت

Marfat.com

عرصہ پہلے یہ سمجھ چکی تھی کہ یہاں محض ایک ڈکٹیٹر کا تختہ نہیں الٹایا گیا بلکہ ایک نظام کو تبدیل کیا گیا ہے۔

اب وہ جزو سامنے آ گیا ہے جس کے مطابق لوگوں کو سیکھنا ہوگا کہ ایک بوسیدہ نظام کے کھنڈرات کے اوپر انہیں ایک ایسے نظام کی بنیاد رکھنی ہے جو لوگوں کے لئے قطعی خوشیاں لے کر آئے گا۔

مجھے یاد ہے کہ پچھلے برس کے شروع کے مہینوں میں کسی وقت ارجنٹائن سے کامریڈ 'گلیان' یہاں پہنچا تھا۔ وہ اس وقت بھی اتنا ہی عظیم شاعر تھا جتنا وہ آج ہے۔ اگرچہ اس کی کتابوں کا ایک یا دو زبانوں میں کم ترجمہ ہوا ہے، لیکن ہر روز دنیا کی تمام زبانوں میں نئے پڑھنے والے اس تک رسائی حاصل کر رہے ہیں لیکن وہ ہو بہو ویسا ہی انسان تھا جیسا کہ وہ آج ہے۔ تاہم 'گلیان' کے لئے یہاں اپنی نظموں کو پڑھنا بہت دشوار * تھا اگرچہ وہ ایک مشہور و معروف شاعری تھی، لوگوں کی شاعری لیکن وہ گذشتہ عہد کے دورانیے کی شاعری تھی، تعصب کے عہد کی، لیکن اس کے باوجود بھی یہ سوچنے پہ مجبور تھے کہ سال ہا سال سے شاعر 'گلیان' ایک غیر منحرف انتساب کے ساتھ اپنی غیر معمولی شاعری کا تحفہ لوگوں کی خدمت کے لئے وقف کر رہا تھا۔ ایک ایسے مقصد کی خاطر جس میں اس کا یقین تھا۔ لوگ اسے نہ صرف کیوبا کی عظمت کی حیثیت سے دیکھتے تھے بلکہ ایک ایسی سیاسی پارٹی کے نمائندے کی حیثیت سے بھی جو پارٹی ممنوعہ قرار دی جا چکی تھی۔

اب سب کچھ بھلایا جا چکا ہے ہم جان چکے ہیں کہ ہمارے ملک کی اندرونی ساختوں کے مختلف نقطہ ہائے نظر کے باوجود ہمارے درمیان کوئی تقسیم نہیں ہے بشرطیکہ ہمارا دشمن مشترک ہے اور ہمارا مقصد ایک ہے۔

اب تک ہم اس کے قائل ہو چکے ہیں کہ یقیناً ہمارا ایک مشترک دشمن ہے اب کوئی بھی اجارہ داریوں کے خلاف رائے دینے سے پہلے ___ واضح طور پر یہ کہنے سے پہلے اپنے کاندھوں کے اوپر سے (خوف کے مارے) یہ نہیں دیکھتا کہ شاید کوئی یہ سن نہ لے، ___ شاید سفارتخانے کا کوئی نمائندہ جو خبر بھجوا دے کہ ''ہماری دشمن اور تمام امریکہ کی دشمن ریاستہائے متحدہ امریکہ کی اجارہ دار حکومت ہے۔'' اگر اب ہر کوئی جانتا ہے کہ دشمن وہ (امریکہ) ہے اور اب اگر یہ بھی عام فہم ہو رہا ہے کہ ہر کوئی جو اس دشمن کے خلاف نبرد آزما ہے اس کی کوئی چیز ہمارے ساتھ مشترک ہے تو ہم

* (کیونکہ اب یہاں مساوات سے جبر ختم کیا جا چکا ہے اور عوام آزاد ہیں اس لئے گلیان کی شاعری یہاں با مقصد نہیں تھی ___ مصنف)

Marfat.com

دوسرے حصے کی جانب آتے ہیں، کیوبا کے لئے ہمارے مقاصد کیا ہیں؟ ہم کیا چاہتے ہیں؟ کیا ہم لوگوں کی خوشی چاہتے ہیں یا نہیں؟ کیا ہم کیوبا کی مکمل معاشی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں یا نہیں؟ کیا ہم کسی ملٹری بلاک سے وابستہ ہوئے بغیر، اُن اندرونی اور بیرونی اقدامات کے جو یہاں اٹھائے جائیں گے ان کے بارے میں سطح زمین پر موجود عظیم قوتوں کے سفارت خانوں سے مشورہ مانگے بغیر کیا ہم آزاد قوموں کے درمیان ایک آزاد قوم بننے کی جدوجہد کر رہے ہیں یا نہیں؟ اگر ہم ان کی دولت کی دوبارہ تقسیم کا منصوبہ بنا رہے ہیں جن کے پاس پہلے ہی سے بہت کچھ ہے تا کہ ہم انہیں دے سکیں جن کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر ہم تخلیقی کام کو ہر روز کا معمول بنانا چاہتے ہیں، جو ہماری تمام تر خوشیوں کا حرکیاتی سرچشمہ ہے تو ہمارے پاس کام کرنے کے لئے مقاصد ہیں۔ اور ہر کوئی جس کے سامنے ہو بہو یہی مقاصد ہیں ہمارا دوست ہے۔ اگر چہ اس کے تصورات اس کے علاوہ بھی ہیں اور اگر چہ اس کا تعلق کسی اور تنظیم سے یا کسی اور دوسرے (گروپ) سے ہے تب بھی یہ معمولی معاملات ہیں۔

عظیم خطرات کے لمحات میں، عظیم تفکرات اور عظیم تخلیقات کے لمحات کے دوران عظیم دشمن اور عظیم مقاصد ہی معنی رکھتے ہیں۔ اگر ہم پہلے ہی سے اس پر رضامند ہیں اگر ہم سب کو خبر ہے کہ ہم کس سمت جا رہے ہیں ـــــ اور اسے غم زدہ ہونے دیجئے جس کسی کے لئے بھی یہ باعث اذیت ہے تو تب ہمیں اپنے کام کا آغاز کر دینا چاہیے۔

میں آپ کو بتا رہا تھا کہ انقلابی ہونے کے لئے سب سے پہلے انقلاب کا ہونا ضروری ہے۔ ہمارے پاس پہلے سے ہی یہ موجود ہے۔ اگلا قدم یہ ہے کہ آپ کو یہ علم جاننا ہوگا کہ آپ کن لوگوں کے ساتھ کام کرنے جا رہے ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں ابھی تک پوری طرح سے اس سے واقفیت نہیں ہے کہ ہمیں ابھی اس شاہراہ پر کچھ مزید راستہ طے کرنا ہے۔ آپ مجھ سے دریافت کریں کہ کوآپریٹوز اور ان میں کام کرنے کے علاوہ اور دوکون وسیلہ ہے جس کے ذریعے لوگوں سے شناسائی حاصل کی جا سکتی ہے؟ ہر کسی کے لئے یہ ممکن نہیں ہے یہاں ایسی کئی جگہیں ہیں جہاں طبی کارکن کی موجودگی کی اشد ضرورت ہے۔ میں ہوں گا کہ انقلابی ملیشیا میں کیوبن لوگوں کے ساتھ یکجہتی کی سب سے بڑی مظہر ہیں۔ ملیشیا میں اب ذاخر کو ایک نیا فنکشن (نئی ذمہ داری) دیتی ہیں، اور اسے اس (مقصد) کے لئے تیار کرتی ہیں جو آج سے کچھ عرصہ قبل کیوبا کے ایک

Marfat.com

افسوس ناک اور تقریباً جان لیوا حقیقت تھی، یعنی کہ ہم عظیم وسعت کے فوجی حملے کا شکار ہونے والے تھے۔

مجھے آپ کو تنبیہ کرنا ہوگی کہ ڈاکٹر کی حیثیت سے فوجی اور انقلابی کی ذمہ داری کے دوران آپ کو ہمیشہ ڈاکٹر رہنا ہوگا۔ آپ اُس غلطی کا ہرگز اعادہ نہیں کریں گے جو ہم نے 'سائرہ میسٹرا' کے دوران کی تھی یا شاید یہ غلطی نہیں تھی لیکن اس عرصے کے تمام طبی کامریڈ (ساتھی) اس کے بارے میں جانتے ہیں۔ زخمی آدمی یا بیمار کے ساتھ رہنا ہمارے لئے ناقابل احترام تھا، اور ہم ایک ایسے راستے کو تلاش کرتے تھے جس کے ذریعے بندوق پر قابو پا کر میدانِ جنگ میں ثابت کرسکیں کہ ہم کیا کچھ کرنے کی اہلیت رکھتے تھے۔

اب حالات مختلف ہیں۔ افواج جو ملک کے دفاع کے لئے تیار کی جارہی ہیں، انہیں مختلف فنونِ صف آرائی کی افواج ہونا چاہیے۔ نئی افواج کے منصوبے میں ڈاکٹر کی بے انتہا اہمیت ہوگی۔ اسے تسلسل سے ڈاکٹر رہنا ہوگا جو وہاں سب سے خوبصورت کام ہوگا اور جنگ کے دوران سب سے زیادہ اہم۔ اور نہ صرف ڈاکٹر، بلکہ نرسیں لیبارٹری ٹیکنیشن اور وہ تمام جو اس انتہائی انسانی پیشے سے خود کو منسوب کرتے ہیں، سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہوں گے۔

اگرچہ ہم مخفی خطرے سے باخبر ہیں اور جارحیت سے دفاع کے لئے خود کو تیار کررہے ہیں جو ابھی بھی فضا میں موجود ہے، لیکن ہمیں اس کے بارے میں سوچنا بند کردینا چاہیے۔ اگر ہم (محض) جنگ کی تیاریوں کو اپنی توجہ کا مرکز بنالیں گے تو ہم خود کو تخلیقی کام کی جانب وقف نہیں کرپائیں گے۔ فوجی عمل کی تیاری کے لئے کیا ہوا تمام کام اور تمام سرمایہ، زیاں شدہ کام اور زیاں شدہ سرمایہ ہے۔ بدقسمتی سے ہمیں اسے کرنا ہے کیونکہ یہاں دوسرے ہیں جو اس کے لئے خود کو تیار کررہے ہیں۔ مگر یہ سچ ہے کہ اور میں تمام تر دیانتداری سے یہ کہتا ہوں ایک سپاہی کی حیثیت سے اور اپنی عزت کے حوالے سے کہ وہ تمام باہر نکلتا ہوا سرمایہ جسے میں نیشنل بنک کے تہہ خانے سے نکلتا ہوا دیکھتا ہوں، مجھے بہت افسردہ کردیتا ہے کیونکہ یہ وہ سرمایہ ہے جس کی ادائیگی ہم کسی ہتھیار کے حصول کے لئے کررہے ہوتے ہیں۔

تاہم زمانہ امن میں بھی ملیشیا کے لئے کام موجود ہے۔ ملیشیا کو عوامی سنٹروں میں ایک ایسا آلہ ہونا چاہیے جو لوگوں کو متحد کر ہوا ایک انتہائی اتحاد پر عمل ہونا چاہیے جیسا کہ مجھے معلوم ہوا

Marfat.com

ہے کہ ڈاکٹروں کی ملیشیا میں ہو رہا ہے۔ خطرے کے زمانے میں انہیں فوراً کیوبا کے غریب عوام کے مسائل کے حل کے لئے نکل جانا چاہیے، علاوہ ازیں ملیشیا، کیوبا کے، سماجی طبقات کے تمام لوگوں کے لئے اکٹھے رہنے، متحد ہونے اور یونیفارم کے ذریعے برابر ہونے کا موقع بھی فراہم کرتی ہے۔

اگر ہم طبی کارکن اور مجھے ایک مرتبہ پھر اس کی اجازت دیجئے کہ میں اس 'نام' کو استعمال کرسکوں جسے میں کچھ عرصہ پہلے فراموش کر چکا تھا کامیاب ہیں۔ اگر ہم اتحاد کے اس نئے ہتھیار کو استعمال میں لاتے ہیں، اور ہمیں اپنے مقاصد کا علم ہے، دشمن کی خبر ہے اور سمت معلوم ہے جس کی جانب ہمیں جانا ہے تو پھر ہمارے لئے محض اسی قدر جاننا باقی ہے کہ ہمیں ہر روز سفر کا کتنا حصہ طے کرنا ہے۔ وہ حصہ ہمیں کوئی نہیں دکھا سکتا، وہ حصہ ہر فرد کا ذاتی سفر ہے۔ یہ وہ ہے جو وہ ہر روز انجام دے گا جو وہ اپنے ذاتی تجربے سے حاصل کرے گا، جو وہ اپنے پیشے کو استعمال کرتے ہوئے خود سے دے گا، جو کہ لوگوں کی بھلائی کے لئے وقف ہوگا۔

اب جب کہ مستقبل کی طرف بڑھنے کے لئے ہمارے پاس تمام عناصر موجود ہیں۔ آیئے ہم مارٹی کی نصیحت کو یاد کرتے ہیں۔ اگرچہ اس لمحہ میں اس سے صرف نظر کر رہا ہوں لیکن ہر کسی کو اسے مستقل یاد رکھنا چاہیے " کہنے کا بہترین طریقہ" کر کے دکھانا ہے۔ آیئے ہم کیوبا کے مستقبل کی جانب گامزن ہوتے ہیں۔

اگست 1960۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب ہفتم

شے کے انٹرویوز، مضامین اور حقیقت پر مبنی تحریریں اور افسانے

Marfat.com

پریس اور 'شے' (Che) کے ساتھ مختلف انٹرویوز

بدھ کی رات کو شے گویرا نے ہزاروں سوالوں کے جوابات دیئے۔ صحافیوں کے ایک ہجوم نے بے دریغ اس پر سوال داغے۔ شے کو اپنی سیاسی قابلیت اور بصیرت دکھانے کا موقع مل گیا، بغیر کسی توقف کے اس نے معاشی ترقی کے مسائل سے ''امریکن ریاستوں کی تنظیم'' (OAS) میں کینیڈا کی شمولیت اور یہاں سے ''مشرقی بلاک'' کے ممالک کے ساتھ کیوبا کے تعلقات اور پان امریکن کمپنی کے ہوائی جہاز کے معاملے تک جو اسی دن اغوا کر کے کیوبا لایا گیا تھا سوالات کے جوابات دیئے۔ اس کے علاوہ اسے بیہودگی اور حماقت کا سامنا بھی کرنا پڑا جسے اس نے اپنی ضرورت کے مطابق اپنے فائدے کے لئے استعمال کیا۔ اور جرأت سے اس کا مقابلہ کیا اور ایک سے زیادہ صحافتوں کو اس کے طنز و تشنیع کا ہدف بننا پڑا۔ ایک شخص جس کا لب ولہجہ برطانوی تھا اس نے کہا ''میں برطانوی صحافی ہوں، کیا ہم حالت جنگ میں ہیں یا نہیں؟''

''یہ کچھ زیادہ برطانوی سوال نہیں ہے'' شے نے جواب دیا۔

پھر اس نے نمایاں غصے سے 'سائینائی۔ وی' کے ملٹن فونٹینا کو کہا ''میرا کوئی سابقہ مت نہیں ہے، جناب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرا ملک آپ کے ملک سے بہت بڑا ہے۔ لاطینی امریکہ میرا ملک ہے۔ 'ہلے' کا کمرہ تالیوں کی بازگشت سے گونجنے لگا اور بہت سی آوازوں نے بیک وقت بولنا شروع کر دیا۔ ''میں آپ سے یہ نہیں پوچھ رہا کہ یہاں آپ کتنے لوگ ہیں، لیکن صرف آپ باری باری آتے جائیے۔'' شے نے شائستگی سے ان سے درخواست کی کہ وہ ایک وقت میں ایک سوال پوچھیں۔

Marfat.com

ایک انقلابی کی یک رخی تصویر (نقشہ)

میں اپنے مضمون کو رنگین بنانے کے لئے پوچھنا چاہوں گا آپ کام کیسے کرتے ہیں؟ کیا آپ شراب پیتے ہیں کیا آپ سگریٹ نوشی کرتے ہیں اور کیا آپ خواتین کو پسند کرتے ہیں؟

''میں شراب نہیں پیتا، میں تمباکو نوشی کرتا ہوں، میں مرد نہیں رہوں گا اگر میں خواتین کو پسند نہیں کروں گا۔ میں اس وقت انقلابی نہیں رہوں گا جب کسی ایک یا دوسری وجہ کے باعث میں اپنے انقلابی فریضوں کو مکمل طور پر انجام نہیں دے پاؤں گا۔ میں روزانہ 16 سے 18 گھنٹے کام کرتا ہوں اور جب ممکن ہو تو میں کم از کم 6 گھنٹے سوتا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس دنیا میں ایک مقصد کو پورا کرنا ہے جس کی خاطر مجھے ہر چیز کی قربانی دینا ہو گی۔ اپنی ہر روز کی مسرت کی، ایک گھر کی، ذاتی تحفظ کی اور شاید اپنی زندگی کی بھی۔ یہ میرا عہد ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اس سے آزاد نہیں رہ سکتا۔

میں ارجنٹائن میں پیدا ہوا تھا لیکن مجھے اس جانب توجہ دلانے کی اجازت دیجئے کہ 'مارٹی' اور فیڈل لاطینی امریکن ہیں۔ میری ثقافتی بنیاد ارجنٹائن ہے لیکن اسی وقت میں خود کو اسی طرح ایک کیوبن سمجھتا ہوں جیسے کہ کوئی اور، میں تمام امریکہ کے کسی بھی ملک کی تکلیف کو محسوس کرتا ہوں اور اسی طرح کہیں بھی دنیا کے کسی بھی ملک کی تکلیف کو محسوس کرتا ہوں۔

نوٹ: جوزی مارٹی، فیڈل کاسترو دونوں کا تعلق کیوبا سے ہے۔

☆☆☆

جین ڈینیل سے انٹرویو

گویرا کیا تم سمجھتے ہو کہ اپریل 1961ء میں کیوبا اس کریبین ریپبلک کے مارکسزم لینن ازم سے مکمل الحاق کے علاوہ کچھ اور کر سکتا تھا؟

جواب دینے کے لئے تیار ہوتے ہوئے شے ایک دم سنجیدہ ہو جاتا ہے اور اس شگفتگی سے کنارہ کشی کر لیتا ہے جسے کیوبن عام طور پر استعمال کرتے ہیں۔

''اگر تم مجھ سے یہ سوال اس لئے پوچھ رہے ہو کیونکہ ہم الجزائر میں ہیں۔ اور تم یہ جاننے

Marfat.com

کے خواہشمند ہو کہ سامراجیت کی موجودگی میں کمیونسٹ اقوام کے گروپ کا حصہ بنے بغیر کسی ترقی پذیر ملک میں انقلاب لایا جا سکتا ہے تو میں تمہیں یہ کہوں گا کہ شاید یہ ممکن ہو۔ اس کے بارے میں میرے شکوک وشبہات اپنی جگہ ہیں۔ مگر اس کا فیصلہ کرنا میرا کام نہیں ہے۔

لیکن اگر تمہارے سوال کا مقصد کیوبا کے (انقلاب کے) تجربے سے کوئی تصور یا خیال اخذ کرنا ہے تو میں کھل کر جواب دے سکتا ہوں کہ نہیں، ہم کسی اور طریقے سے ایسا نہیں کر سکتے تھے اور ایک مخصوص مقام کے بعد ہم اسے کسی اور طریقے سے کرنے کے خواہشمند بھی نہیں تھے۔ مشرقی بلاک کے ساتھ ہمارا پچاس فیصد تعلق بیرونی دباؤ کے سبب اور پچاس فیصد ہمارے مثبت فیصلوں کا نتیجہ ہے۔ وہ صورتحال جس میں ہم اپنے آپ کو دیکھتے ہیں اس نے ہمیں کسی بھی چیز یا کسی بھی شخص سے زیادہ سامراجیت کا تصور دیا ہے۔ ہم نے اس کے بارے میں بھی کچھ جان لیا ہے اور ہمارے پاس اس سے موثر انداز سے جنگ کرنے کا بہترین طریقہ موجود ہے۔

تمہارے قدرے زیادہ براہ راست سوالات کا سیدھا جواب دینے کی بجائے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس کی وجہ کچھ اور بھی ہے۔ ہمیں کمیونسٹ خاندان کے اندر غیر موافقت پر تاسف ہیں۔ ہمیں اس کا سامنا اس لمحے ہے جب ہم اس خاندان میں شامل ہونے والے ہیں۔

''کیوبا میں ہم آغاز ہی سے سوویت اور چینی دونوں کے نصاب کی اشاعت مساوی احترام کے ساتھ کر رہے ہیں۔ اگر ہمیں کوئی کردار ادا کرنا ہے تو وہ کمیونسٹ دنیا کے اتحاد کی جانب ہمارے حصے پر مشتمل ہے، شاید ہم اپنی آواز سنانے کے قابل ہو جائیں اور اس اتحاد کے لئے خود کو موثر طور پر متحرک کر سکیں ایسا ہماری مخصوص جغرافیائی صورتحال کی حقیقت کے باعث ممکن ہے اور اس لئے بھی کہ ہم سامراج کے خلاف ایک فاتح کی حیثیت سے بات کر سکتے ہیں۔''

ایک نفیس خط

(نومبر 11، 1963ء)

یہاں بہت سے ایسے عناصر ہیں جو ہماری معیشت کے منافع اور معیار میں کمی کے شمار میں آتے ہیں۔ آپ مندرجہ ذیل کو کس ترتیب میں رکھیں گے۔ بیوروکریسی کا نظام، رکاوٹ (یا منصوبہ) تکنیکی لوگوں کی کمی، بدنظمی، یونین کے مسائل۔۔۔؟

Marfat.com

''میں سب سے پہلے رکاوٹ (یا محاصرے) کو رکھوں گا۔ میں یہ کہوں گا کہ آپ ان عناصر کو اس طرح پیش کر رہے ہیں جیسے کہ یہ ایک دوسرے سے آزاد ہوں جبکہ مندرجہ بالا تمام عناصر یکسانیت سے ایک دوسرے سے منتج ہیں، وہ رکاوٹوں اور جارحیت کا براہِ راست نتیجہ ہیں۔''

''مثال کے طور پر یہ درست ہے کہ ہمارے پاس تکنیکی قابلیت کی کمی ہے۔ الزام کا بڑا حصہ ان پر عائد ہوتا ہے جو ملک کو چھوڑ کر سامراجی ممالک کے ساتھ جا ملے ہیں۔ یا تو انہوں نے ایسا بزدلی کے باعث کیا ہے یا خود غرضی کی بنا پر۔ مسئلہ پھر وہی ہے جو رکاوٹ (محاصرے) اور جارحیت کی جانب آتا ہے۔''

''میں بیوروکریسی کے نظام کو دوسری جگہ پر رکھوں گا لیکن بیوروکریسی کا نظام ایک نفیس لفظ ہے۔'' [کیوں کہ یہ نظام انتہائی خوف ناک ہے]

☆☆☆

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے طالب علموں سے انٹرویو

جب وہ طالب علموں کے ساتھ طویل اور مفصل گفتگو کر چکا، تو انہوں نے گویرا سے پوچھا کہ اسے انقلاب کے بارے میں کون سی چیز سب سے کم بھاتی ہے؟

''مجھے سب سے کم جو چیز بھاتی ہے وہ مخصوص حقائق کا مقابلہ کرتے ہوئے ہماری کبھی کبھار جرأت کی کمی ہے، جو بعض اوقات معاشی اور بعض اوقات سیاسی ہوتی ہے لیکن بالخصوص معاشی۔ بعض اوقات ہمارے پاس ایسے کمپیرو (کامریڈ) ہوتے ہیں جن کا انداز فکر شتر مرغ جیسا ہوتا ہے۔ جو اپنا سر ریت میں دبا لیتے ہیں۔ ہم نے اپنے معاشی مسائل کے لئے قحط اور سامراجیت کو مور دِ الزام ٹھہرایا ہے اور بعض اوقات جب ہم کسی بری خبر کو نشر کرنا نہیں چاہتے تو ہم ہچکچاتے ہیں۔ اور تب صرف [یو۔ ایس کا] وائس آف امریکہ کا بیان باقی رہ جاتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

روپے کے اعلیٰ معیاروں کو برقرار رکھنے میں درپیش مشکل

ریڈیو رواڈیویا (Riva davia) کی ایک رپورٹ جو ہوانا میں ریکارڈ ہوئی اور آج رات نشر کی گئی اُس کے مطابق کیوبن انقلابی فوج کے کمانڈر ارنسٹو شے گویرا نے یہ بیان دیا ہے ''بہت ہی کم (خال خال) حکومتی لیڈر ایسے ہیں جو (ریاستہائے متحدہ) امریکہ جانے کے بعد بے داغ ضمیر کے ساتھ واپس لوٹتے ہیں۔ جیسے کہ ہمارے وزیر اعظم نے کر دکھایا ہے (فیڈل کاسترو نے اپریل 1959ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دورہ کیا تھا) کمانڈنٹ گویرا نے فیڈل کاسترو کے بارے میں یہ بیان ''رویوں میں تفاوتوں کے حوالے سے دیا جس کا مشاہدہ ہم (سامراج دشمن) تحریکوں میں اُن کے اقتدار میں آنے سے قبل اور اقتدار میں آنے کے بعد کرتے ہیں۔'' گویرا نے مزید کہا ''رویوں کے اعلیٰ معیار کو غیر ملکی اجارہ دار سرمایہ دارانہ نظام اور بہت سے معاشی دباؤ کے ناگزیر حملوں کا سامنا کرتے ہوئے برقرار رکھنا، انتہائی دشوار ہے اور لاطینی امریکہ (کے ممالک) میں معیار کی ان سطحوں کو برقرار رکھا جائے تو عالمی منظر نامے میں اپنی پوزیشن کے موثر دفاع کے لئے کافی حد تک سیاسی اتصال حاصل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ایفرو ایشین ممالک نے نام نہاد بنڈونگ پیکٹ (جو کہ غیر جانبدار تحریک سے پیشتر تھا) سے وابستہ رہتے ہوئے اپنا موقف اختیار کیا ہے۔ اپنے سماجی نظاموں میں بہت واضح اختلافات کے باوجود اتصال کو برقرار رکھتے ہوئے یہ (ایفرو ایشین) ممالک عملی طور پر سوشلسٹ نظاموں سے (آج) عالمی سطح پر بن تے ہیں جو کہ ہمارے امریکہ (لاطینی امریکہ) کے ممالک کے لئے باعث رشک ہے۔

عالمی مالیاتی فنڈ (IMF) کا حوالہ دیتے ہوئے کمانڈنٹ گویرا نے ...

Marfat.com

لاطینی امریکہ کے ممالک کے لئے آزادی کا ایک عنصر ہے (ہوتا) تو مجھے یقین ہے اس کا اظہار اب تک ہو چکا ہوتا۔ ایسے کسی بھی انکشاف سے میں واقف نہیں ہوں۔ آئی۔ایم۔ایف (IMF) ایک انتہائی مختلف کام انجام دیتا ہے۔ وہ اسے ٹھیک یقینی بناتا ہے کہ لاطینی امریکہ سے باہر موجود سرمایہ، تمام لاطینی امریکہ پر کنٹرول حاصل کرلے۔

گویرا نے کہا کہ ''آئی۔ایم۔ایف جانتا ہے کہ ہمارے خلاف جارحیت کی صورت میں ہم اُسی طرح سے جواب دیں گے جیسا کہ وہ (IMF) جانتا ہے کہ ہم دیا کرتے ہیں۔ آئی۔ایم۔ایف (IMF) کے مفادات (اُن) بڑے عالمی مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں جو کہ آج ''وال سٹریٹ'' میں قائم اور مجتمع ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، تجارتی توازن کے خسارے کا پیچیدہ مسئلہ پیداوار اور خارجی تجارتی تعلقات کو تبدیل کرنے سے حل کیا جا سکتا ہے، میرا ایشیا اور افریقہ کا دورہ تمام دنیا میں کیوبا کی حکومت کے لئے نئی منڈیاں تلاش کرنے کے فیصلے کے مطابق ہے۔ ہمارا مقصد ہر جگہ تمام ممالک سے تجارت کرنا ہے ___ تجارت میں نظریاتی رکاوٹیں حائل نہیں ہوتیں۔'' گویرا نے یہ بھی کہا ''غیر ممالک کے بارے میں وہ واحد چیز جس سے کیوبا کو دلچسپی ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ کونسی ایسی پیداواریں ہیں جن کا وہ (غیر ممالک) کیوبا کے ساتھ تبادلہ کر سکتے ہیں اور وہ کون سی شرائط ہیں جن کے تحت وہ ایسا کرنا چاہیں گے۔''

''اُس نے اعلان کیا کہ اُس کے غیر ملکی دورے کے دوران بہت سے ممالک کے ساتھ اُس نے بہت سے تجارتی معاہدوں پہ دستخط کئے ہیں اور بہت سے معاہدوں پر دستخط ہونے کے قریب ہیں اور یہ کہ کیوبا کے لئے یوگوسلاویہ، انڈیا، سیلون، انڈونیشیا، ڈنمارک اور پاکستان میں بہت سے تجارتی امکانات موجود ہیں۔''

اُس نے اس کا اظہار بھی کیا کہ جن ممالک کا اُس نے دورہ کیا اُن کے سیاسی و سماجی حالات بالکل کیوبا کی نوعیت کے ہیں اور یہ کہ ''وہ اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں کیونکہ ان کی منڈیاں اور اُن کی غیر ملکی تجارت (دونوں) نوآبادیاتی مفادات کے زیر اثر ہیں۔''

اُس نے کہا ''(ان ممالک کو) انہیں کلیتہً صحیح زرعی اصلاحات کی ضرورت ہے اور پھر انہیں صنعتی (میدان میں) ترقی کے لئے جدوجہد کرنا ہوگی۔ کیوبا ان مملکتوں کی مکمل بحالی کی بالکل ایسی ہی شاہراہ پر انہیں لیجانے کے لئے اُن کے ساتھ ہے۔''

Marfat.com

اُس نے زور دیتے ہوئے کہا کہ کیوبا مشرقی اور مغربی یورپ، دونوں کے ساتھ اپنے تجارتی تعلقات کو بڑھانے کے بارے میں غور کر رہا ہے۔ ''کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ تجارت ایک علیحدہ چیز ہے اور نظریاتی مسائل بالکل جداگانہ ہیں'' اُس نے کہا کہ کیوبا (براعظم) ''امریکہ'' کے دوسرے ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات مرکوز رکھنے میں دلچسپی رکھتا ہے اور دوسرے براعظموں کے ممالک کی نسبت لاطینی امریکہ کے ملک سے جاری بات چیت کو ترجیح دی جائے گی۔ یہ کہنے کے بعد کہ معاشی تعریف براہ راست سیاسی تعریف کی جانب لے جاتی ہے کمانڈنٹ گویرا نے کہا ''کیوبا کے وہ سیکٹر جو موجودہ انقلابی حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں سرمایہ دار طفیلیے ہیں جو کہ (انقلابی) حکومت کے کام سے براہِ راست متاثر ہوئے ہیں۔ ان میں بڑے جاگیردار (مالکان اراضی) بھی شامل ہیں۔''

اُس نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے زیر اثر 150,000 ہیکٹر قطعہ اراضی ایٹلا نٹکو ڈیل گولفو کا ذکر کیا۔ اُس نے کہا کہ ایسے مفادات امریکہ کے جاگیردارانہ سرمائے کی ایک خاص نوعیت سے منسلک ہیں۔ جس نے ''کچھ معاملات میں حال ہی میں (کیوبا کی حکومت کا) تختہ الٹانے کی سازشوں کو مالی مدد فراہم کی ہے ہمیں اس کے بارے میں کوئی شبہات نہیں ہیں۔'' اُس نے کہا کہ ''ایسی کئی اور سازشیں آئندہ بھی ہوں گی۔''

کیوبا کی انقلابی حکومت کی پاپولر (معروف) حمایت کا حوالہ دیتے ہوئے گویرا نے کہا ''یہ معاشی اور اخلاقی اصطلاحات میں کسی شئے کے حصول کے ساتھ تمام سیکٹروں سے (حمایت) آتی ہے۔ بنیادی طور پر کسانوں اور محنت کشوں سے اور درمیانے طبقے کے سیکٹروں سے جن میں ہر نوع کے پیشہ ور لوگ اور ایماندار تاجر شامل ہیں۔''

اُس نے مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا ''لوگ ایک نظریے کے اظہار کے علاوہ اور بھی کچھ ہیں، (لوگ) سوچ کا ایک طریق کار ہیں اور اس طریق کار کے تسلسل کو عوام کی وسیع بنیاد پر ہی قائم رکھا جا سکتا ہے۔ لاطینی امریکہ میں ایسی تحریکیں موجود ہیں جو اتحاد کا ایک ایسا تعلق تخلیق کر سکتی ہیں اور کسی بھی ایسی پوزیشن کے لئے حمایت حاصل کر سکتی ہیں، جس کے معنی لاطینی امریکہ کی معاشی اور سیاسی اطاعت کو رد کرنا ہو۔ میکسیکو میں جنرل کارڈینیس (Cardenas)، وینزویلا میں لارزے بال (Larrazabal)، ارجنٹائن میں پلیسی اوس (Palacios)، برازیل میں لوئی آرن با

Marfat.com

(De Aran ha)، اور دوسرے ان شرائط پر کم وبیش پورا اُترتے ہیں۔''

کمانڈنٹ گویرا نے اس جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ''کسی بھی لاطینی امریکی تحریک کا ڈھانچہ جس کے بنیادی خدوخال ہو بہو وہی ہوں اُس کا حصول مماثل معاشی ڈھانچہ رکھنے والے اور مماثل سمت رکھنے والے لوگوں میں، عوام کی خواہش کے لحاظ سے، بہت سہل ہوگا اور جو لاطینی امریکہ کی مکمل آزادی کی مستقل جدوجہد کی ترقی کے لئے ایک بہت سودمند سفر ثابت ہوگا۔''

اُس نے کہا ''اس سال 26 جولائی کو ہوانا میں جنرل 'کارڈینیس' کی شاندار تقریر نے کیوبا اور میکسیکو کی ریاست کے درمیان تعلقات کی مضبوطی کے لئے اہم کردار ادا کیا ہے۔''

آخر میں 'کمانڈنٹ' نے کہا ''یہ حقیقت کہ تمام کیوبا میں گندم کی ایک بھی ڈالی/ ڈنٹھل موجود نہیں ہے، کیوبا اور ارجنٹائن کے درمیان تجارتی معاہدوں پر پہنچنے کے لئے مباحثوں (بات چیت) کی ایک بنیاد فراہم کرسکتی ہے۔''

اُس نے وضاحت کی کہ اُس نے (شے نے) اس حقیقت کے باوجود کہ کیوبا نے اُسے ''پیدائش سے) شہریت دے دی ہے، اپنی ارجنٹائن کی شہریت کو ترک نہیں کیا، اُس نے مزید کہا لیکن اُس کے لئے اُس جگہ کا سفر جہاں اُس نے جنم لیا تھا، اختیار کرنا کٹھن ہوگا کیونکہ ''انقلابی حکومت کے اراکین جس تن دہی سے کام کررہے ہیں اُس کے باعث ملک (کیوبا) کو چھوڑنا عملی طور پر ناممکن ہے تاوقتیکہ ایسا کسی خاص مقصد کے تحت کیا جائے مثال کے طور پر مشرق کی جانب سفر کی خاطر۔''

☆☆☆

Marfat.com

شے کی تحریریں

شے ___ چنانچہ ہم ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں

'حاشیے پہ قلمبند کی گئی ایک یادداشت' ہمارے عظیم ہیرو کی ''موٹر سائیکل ڈائریوں'' سے لیا گیا ایک مختصر مضمون ہے جو 52-1951ء کے لاطینی امریکی سفر کے دوران لکھا گیا تھا۔ یاد رہے کہ 'شے' اُس وقت نہ تو ڈاکٹر تھا اور نہ ہی انقلابی۔ لاطینی امریکہ کی شب گزیدگی نے 'شے' کی روح کو زخم زخم کر دیا۔ اس سفر کے اختتام تک وہ ایک فیصلہ کر چکا تھا۔ اُس بے نام گرانبار ستم کو ختم کرنے کا فیصلہ جس نے انسانیت کو عرصہ دہر کی جھلسی ہوئی ویرانی کی نذر کر دیا تھا۔ جام و سبو کو توڑ کر خمار رسوم و قیود سے نکلنے کی گھڑی آن پہنچی تھی۔ دو ہی راستے سامنے تھے یا تو دست قاتل کو جھٹکنے کا اور یا پھر تیغ کو اپنے لہو میں نیام کرنے کا۔ اور یہ دونوں راستے ہی مقتل سے گذر کر جاتے تھے۔ فرق محض یہ تھا کہ ایک کوچہ قاتل سے قریب تھا تو دوسرا دار و رسن کے نزدیک۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ہمارا شہید شب اس سفر کے اختتام پہ ایک نئے سفر کی جانب کیسے گامزن ہوتا ہے۔ مصنف

''حاشیے پہ قلمبند کی گئی ایک یادداشت'' اکتوبر 52-1951ء

پہاڑ پر واقع اُس چھوٹے سے گاؤں کے شب گزیدہ آسمان پر ستارے اپنی روشنی بکھیرنے کی سعی کر رہے تھے۔ خاموشی اور سردی (کی شدت) نے ظلمت کو سمٹنے پر مجبور کر دیا تھا ... میں نہیں جانتا کہ میں اس کی وضاحت کیسے کروں ... ایسا لگتا تھا جیسے ہر ٹھوس شئے پگھل کر اثیر

Marfat.com

(Eather) میں غائب ہو رہی تھی تمام تر انفرادیت کو ختم کرتے ہوئے، ہم سخت گیروں کو عمیق اندھیرے میں جذب کیے جا رہی تھی۔ کوئی ایک ابر کا ٹکڑا بھی ایسا نہ تھا جو تاروں بھرے آسمان پر ٹھہری ہوئی خلا کے کسی حصے کو منظر ہی بہم پہنچا سکتا۔ کچھ ہی میٹر دور کھمبے کی دھندلی سی روشنی ظلمت کو دور بھگانے کی قوت کھو چکی تھی۔

سائے میں اُس شخص کا چہرہ غیر واضح تھا۔ میں صرف اُسے دیکھ سکتا تھا جو آنکھوں کی لو کی مانند نظر آتی تھی اور اُس کے علاوہ اُس کے چمکتے ہوئے اگلے دانت عیاں تھے۔

میں ابھی بھی (ٹھیک سے) نہیں کہہ سکتا کہ فضا ایسی تھی یا اُس فرد کی شخصیت جس نے مجھے انکشاف کرنے پہ تیار کیا لیکن میں جانتا ہوں کہ میں نے بسا اوقات بہت سے لوگوں سے ایسے ہی دلائل سنے تھے اور اُنہوں نے مجھے کبھی متاثر نہیں کیا تھا۔ ہمارا Interlocutor (گفتگو کرنے والا) درحقیقت ایک دلچسپ کردار تھا۔ وہ یورپ کے ایک ملک سے عقیدے کے چاقو (کی دھار) سے بچ نکلنے والا ایک نوجوان تھا۔ اُسے خوف کے ذائقے کا علم تھا (جو کہ اُن چند تجربات میں سے ایک ہے جو آپ کو زندگی کی قیمت کا پتہ دیتے ہیں) بعد ازاں وہ ایک ملک سے دوسرے کی خاک چھانتا رہا، اور اُس نے ہزاروں مہمات کو یکجا کیا اور بالآخر جب وہ اور اُس کی ہڈیاں اپنے انجام کو پہنچ گئیں تو وہ اس تنہا علاقے میں بس گیا۔ اور اُس نے بہت صبر کے ساتھ اپنی حساب دہی کا انتظار شروع کر دیا۔

بہت سے بے معنی الفاظ اور ابتذالات (پھیکی گفتگو) کے تبادلے (اور) اپنے اپنے علاقے کی نشاندہی کے بعد جب گفتگو بے دم ہونے لگی اور ہم تقریباً اپنی اپنی راہوں کو ماپنے کے قریب تھے تب اُس نے اپنے مخصوص انداز سے بچگانہ سا قہقہہ لگایا جس کے باعث اُس کے اگلے چار دانتوں کی غیر مناسبت واضح ہو گئی:

''مستقبل لوگوں کی ملک (ملکیت) ہے اور بتدریج یا صرف ایک ضرب کے ذریعے وہ یہاں اور ہر ملک میں قوت حاصل کر لیں گے۔

(سب سے) دشوار چیز لوگوں کو تعلیم مہیا کرنا ہے اور ایسا وہ قوت حاصل کیے بغیر نہیں کر سکتے، یہ (ایسا محض) بعد میں ہوگا۔ وہ صرف اپنی غلطیوں کی قیمت پر (ہی) سیکھ سکتے ہیں۔ جو (جس کا نتیجہ) بہت سنجیدہ ہوگا اور جس کی قیمت بہت سی معصوم زندگیوں کے زیاں سے دینا

Marfat.com

ہوگی۔ یا شاید نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ زندگیاں معصوم نہ ہوں کیونکہ انہوں نے (فطرت سے) مطابقت کی صلاحیت میں کمی کے معنوں میں فطرت کے خلاف ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہو، وہ تمام، جو (فطرت سے) مطابقت پیدا نہ کر سکے __ مثال کے طور پر جیسے آپ اور میں __ اُس قوت کو ملامت کرتے ہوئے مرجائیں گے جس کی تخلیق کی خاطر انہوں نے بہت سی قربانیوں کے ذریعے مدد کی۔ انقلاب غیر شخصی ہوتا ہے۔ وہ اُن کی زندگیاں چھین لے گا یہاں تک کہ اُن کی یادداشتوں کو ایک مثال کے طور پر استعمال کرے گا یا ایک آلے کی مانند نوجوانوں کو سدھائے گا جو اُن کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ میرا گناہ بہت بڑا ہے کیونکہ میں زیادہ راست باز ہوں اور میرا تجربہ بھی بہت زیادہ ہے، آپ اسے کچھ بھی، کوئی بھی نام دے سکتے ہیں میں یہ جانتے ہوئے مروں گا کہ میری قربانی محض بے لچک (رویہ) ہونے کے باعث ہوگی جو ہماری گلی سڑی تہذیب کی علامت ہے (اور) جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں اور یہ (علم) نہ تو تاریخ کے راستے کو تبدیل کرے گا اور نہ ہی میرے بارے میں آپ کے نقطہ نظر کو __ آپ بھنچی ہوئی مٹھیوں اور تناؤ زدہ جبڑوں کے ساتھ مریں گے جو کہ نفرت اور جدوجہد کے اختصار ہیں، کیونکہ آپ کوئی علامت (کوئی بے روح مثال) نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ایسے سماج کے جائز/اصل رکن ہیں جسے تباہ کیا جائے گا۔ مہاں (مکھیوں کے چھتے) اپنی زبان سے بیاں کرتی ہے اور آپ کے افعال کو متحرک کرتی ہے آپ اُتنے ہی کارآمد ہیں جتنا کہ میں ہوں۔ لیکن آپ کو خبر نہیں کہ آپ کا دیا گیا حصہ ایک ایسے سماج کے لئے کتنا کارآمد ہے جو آپ کو قربان کر دیتا ہے۔''

میں نے اُس کے دانتوں اور اُس کی بیباک مسکراہٹ کو دیکھا جس کے ساتھ اُس نے تاریخ کو بیان کیا۔ میں نے اُس کے مصافحے کو محسوس کیا اور کسی دور جاتی ہوئی سرسراہٹ کی مانند اُس کے رسمی 'سفر بخیر' (Good bye) کی صدا کو اُس کے الفاظ کے ربط کے ساتھ ہم آغوش ہوتی ہوئی رات مجھ پر دوبارہ غالب آ گئی، اور اُس نے مجھے اپنے اندر سمو لیا۔ لیکن اُس کے الفاظ کے باوجود اب میں جان چکا تھا __ میں جان چکا تھا کہ جب عظیم راہنما روح انسانیت کو دو مخالف برابر حصوں میں منقسم کرے گی، تو (اُس وقت) میں لوگوں کے ساتھ (کھڑا) پایا جاؤں گا۔ میں یہ جانتا ہوں۔ میں شب گذیدہ آسمان پر لکھا ہوا (یہ پیغام) دیکھ سکتا

Marfat.com

ہوں کہ میں نظریے کا ایک ریا کار معقولیا اور نظریے کا نفسیاتی تجزیہ کار کسی (غیبی قوت کے) تحویل شدہ کی طرح گونجتا ہوار کاوٹوں اور خندقوں پر حملہ کروں گا اور اپنے خون آلود ہتھیاروں کو اُٹھا کر، غیض وغضب سے بھرپور کسی بھی دشمن کو ذبح کر دوں گا جو بھی میرے ہاتھ لگے گا اور میں جانتا ہوں کہ جب ایک بڑی تھکاوٹ اس شاداب عروج/اوج کا دم بند (خاتمہ) کر دے گی تو میں خود کو ایک اصل انقلاب کی بھینٹ چڑھتے ہوئے دیکھ سکتا ہوں جو انسانی ارادے کا عظیم ہمسر ہے، جو میری اپنی کوتاہی کے باعث (میرے) انجام کی منادی کرے گا۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرے نتھنے پھول رہے ہیں، میں بارود اور لہو (یعنی) دشمن کی موت کی تلخ بو کا ذائقہ چکھ رہا ہوں/ حظ اُٹھا رہا ہوں۔ میں جنگ کی تیاری کی خاطر اپنے جسم کو فولادی بنا رہا ہوں اور اپنے اندر ایک مقدس خلا پیدا کر رہا ہوں جہاں فتح مند پرولتاری کی حیوانی گونج کی بازگشت نئی قوت اور نئی اُمید کے ساتھ سنائی دے سکے۔

یہ کہانی نہ تو کسی حیرت انگیز اولوالعزمی کی ہے اور نہ ہی محض کسی سنکی کا بیان، کم از کم میرا مدعا ہرگز یہ نہیں ہے۔ یہ دو زندگیوں کی کہانی کی جھلکی ہے جو کچھ عرصے تک ایک دوسرے کے متوازی چلیں اور جو ایک جیسی امیدوں اور ایک مرکز پر مائل ہوتے ہوئے خوابوں پر مبنی ہیں۔

انسانی زندگی کے نو مہینوں میں وہ بہت سی چیزوں کے بارے میں سوچتا ہے۔ جس میں بلند ترین فلسفیانہ استغراق سے سُوپ کے ایک پیالے کی بے آس طلب ____ جو اس کے معدے کی حالت سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہوتی ہے، تک شامل ہے اور اگر اُسی وقت (ہمہ وقت) وہ ایک مہم جو بھی ہو تو وہ دوسرے لوگوں کی دلچسپی کے واقعات کے ذریعے زندہ رہتا ہے۔ اور اس کا بے ترتیب ریکارڈ شاید کچھ اس طرح کے نوٹس کے ذریعے پڑھا تا ہے۔

سکے کو ہوا میں اچھالا گیا جو کئی مرتبہ ہوا میں بل کھانے کے بعد بعض اوقات ہیڈ (سر) کی صورت اور کبھی ٹیل (دم) کی صورت میں نیچے گرا۔ انسان جو تمام اشیاء کی پیمائش کا پیمانہ ہے آج میرے لبوں سے عرض گزار ہے اور اپنی زبان میں وہ سب کچھ بیان کر رہا ہے جو میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔

یہ بہت حد تک ممکن ہے کہ بہت سے دس ممکنہ ہیڈز (سروں) میں سے میں نے محض ایک

Marfat.com

اصل اور درست ٹیل (دم) دیکھی ہو یا اس کے برعکس ہوا ہو۔ درحقیقت اس کا غالب امکان ہے اور اس کے لیئے کوئی بہانہ جوئی ممکن بھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ہونٹ وہی کچھ ادا کر سکتے ہیں جو ان آنکھوں نے فی الحقیقت دیکھا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہماری تمام تر قوتِ بصارت کبھی بھی مکمل نہیں تھی؟ کیا یہ بہت لحاتی تھی اور ہمیشہ مکمل واقفیت کی حامل نہیں تھی؟ او۔ کے (ہو سکتا ہے) لیکن اس طرح ٹائپ رائٹر نے ان چنچل دھچکوں کی توضیح کی جو میری انگلیوں کو Keyes دبانے پر مجبور کیا کرتی تھیں۔ لیکن اب وہ دھچکے تمام ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں کسی کو ان کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

وہ شخص جس نے ان نوٹس کو لکھا وہ اسی لمحے مر چکا تھا۔ جیسے ہی اس نے ارجنٹائن کے ساحل کو چھوا تھا۔ وہ شخص جس نے اسے دوبارہ سے ترتیب دیا، اُسے تنویر عطا کی، میں، یعنی وہ میں تھا، جو اب 'وہ' نہیں ہوں، کم از کم وہ شخص نہیں ہوں جو میں ایک مرتبہ تھا۔

اس تمام آوارہ گردی کے دوران ''کیپیٹل (بڑے حروف) A سے شروع ہونے والے ہمارے امریکہ نے مجھے اس قدر تبدیل کر دیا ہے کہ میں نے اس کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں تھا'' کسی بھی تصویری کتابچے میں آپ حد نظر تک اس واضح متوثرانہ تمثالی پیکر کو دیکھ سکتے ہیں۔ جو بظاہر رات کے وقت پورے چاند کی روشنی میں لیا گیا ہو۔ شام کی تاریکی کا یہ ساحرانہ منظر عموماً ساتھ دیئے گئے نصاب کے ساتھ افشا ہوتا ہے۔ اس کتاب کے قاری میرے پردہ اول (Retina) کی حساسیت کے ساتھ نامحرم ہوں گے میں اسے خود بھی مشکل سے ہی محسوس کر سکتا ہوں، چنانچہ وہ اس تصویری پلیٹ کے پیچھے موجود اس تذکرے کو ٹھیک طور پر دریافت نہیں کر پائیں گے کہ کس لمحے میری ہر تصویر لی گئی تھی۔ (یعنی میری ہر تصویر کے پیچھے کیا مقصد یا مدعا تھا)۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر میں آپ کو ایک تمثالی پیکر (Image) دکھانے کے بعد یہ کہوں کہ یہ رات کے وقت لیا گیا تھا، تو آپ یا تو مجھ پر یقین کر سکتے ہیں اور یا نہیں۔ لیکن مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ اسے تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ اگر آپ اس منظر سے لاعلم ہیں جس کی تصویر میں نے کھینچی ہے تو آپ کے لئے یہ معلوم کرنا انتہائی مشکل ہوگا کہ اس سچائی کا متبادل کیا ہو سکتا ہے جسے میں آپ کو بیان کرنے والا ہوں۔ لیکن اب یہاں میں آپ کو اپنے ساتھ چھوڑتا

Man who is the measure of all things

Marfat.com

ہوں وہ انسان جو کہ میں (کبھی) تھا۔۔۔

☆☆☆

میری طرح کا تشکک پسند بھی شے

مجھے وسائل کے بغیر فاتح ہونا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں ایسا کروں گا۔لیکن میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ کامیابیوں کی بڑی وجہ میری فطری صلاحیتیں ہوں گی ___ جو کہ میرے لاشعور کے یقین سے کہیں عظیم ہیں ۔ بہ نسبت اس یقین کے جو انہیں (کامیابیوں کو) حاصل کرنے میں میرے ساتھ ہے جب میں نے کیوبن کو مکمل پُرسکون انداز میں پُرشکوہ دعویٰ کرتے ہوئے سنا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کہ میں ایک چھوٹا سا بچہ ہوں۔ میں ایک ایسی تقریر کر سکتا ہوں جو کئی گنا زیادہ معروضی اور بغیر کسی ابتذال کے ہو۔ میں اس سے بہتر (تقریر) کر سکتا ہوں اور سامعین کو اس پر قائل کر سکتا ہوں کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ درست ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ میں خود اپنے آپ کو قائل نہیں کر سکتا جبکہ کیوبن یہ کر سکتے ہیں۔نکو (Nico) مائیکروفون میں اپنی روح پھونک آیا ہے۔ جو مجھ جیسے تشکک پسند کو بھی جوش سے تپیدہ کر رہی ہے۔

☆☆☆

میرا نیا نام 'شے بول' ہے اور استحصال کی آمد آمد ہے (شے)

گذشتہ دو دن سیاسی واقعات سے بھرپور تھے اگرچہ ذاتی طور پر وہ مجھ پر بہت زیادہ اثر انداز نہیں ہوئے۔ واقعات یہ تھے کہ یو۔ایس ملٹری مشن کی بے تحاشا بمباری کے ذریعے حملے کی دھمکیوں اور ہانڈوراس اور نکاراگوا کے اعلان جنگ کے باعث جو یونائیٹڈ سٹیٹس کی براہ راست شمولیت کا باعث بنتا، اربینز (Arben/) نے (صدارت کا) عہدہ چھوڑ دیا ہے۔ جو قیافہ ممکنہ طور پر آربینز نہیں بھانپ پایا وہ یہ تھا کہ آئندہ کیا ہونے والا تھا۔ پہلے دن کرنل سانچیز (Sanches) اور 'نی جومون سون' جو دونوں مانے ہوئے کمیونسٹ مخالف ہیں نے ڈیاز (Dia/) کی حمایت کا اعلان کیا۔ اور پہلا حکم جو جاری کیا گیا وہ P.G.T (کمیونسٹ پارٹی آف گوئٹے مالا) پر پابندی عائد کرنے کا تھا۔ ایذا رسانی فوری طور پر شروع ہوگئی اور سفارتخانے پناہ گاہ کی تلاش میں بھر گئے۔لیکن بدترین واقعات

Marfat.com

اگلے روز صبح پیش آئے۔ جب سانچز (Sanches) اور ڈایاز (Diaz) دونوں علیحدہ ہو گئے اور موِن سوِن کو اپنے دو ماتحت لیفٹیننٹ کرنلوں کے ساتھ اقتدار سونپ دیا گیا۔ Voc populi (اخبار) کا کہنا تھا کہ ان دونوں نے اپنے آپ کو مکمل طور پر کیسٹلو آرمس کے سپرد کر دیا تھا اور مارشل لاء ہر اس شخص کے خلاف نافذ کر دیا گیا جس کے پاس ممنوع اسلحہ جات تھے۔ میری اپنی صورتحال بھی کم و بیش ایسی ہی ہے۔ مجھے غالباً کل اس چھوٹے سے ہسپتال سے نکال باہر کیا جائے گا جہاں میں اب (مقیم) ہوں۔ کیونکہ میرا نیا نام اب 'شے بول'* ہے اور جبر و استحصال کی آمد شروع ہو چکی ہے۔

☆☆☆

''پتھر''، جنگی حقیقت پہ مبنی افسانہ

پتھر شے کی وہ تصنیف ہے جسے اس نے 'کانگو' میں قلمبند کیا۔ یہ غیر اشاعت شدہ تصنیف جس کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے دس صفحات پر مشتمل ہے۔ کہانی کا لب لباب شے کی والدہ سلیا (Celia) کی ممکنہ موت کی خبر ہے جو اُسے 22 مئی 1965ء کو کسی وقت (دورانِ جنگ) موصول ہوئی اُس دن 'اوسمینی سائن فیوای گوس' (Osmany Cienfuegos) نے شے کو جنگ کی سب سے بری خبر دی کہ بیونس آئرس سے ایک ٹیلی فون پر ہونے والی بات چیت کے مطابق خبر ملی ہے کہ اس کی (شے کی) والدہ بہت بیمار ہے۔ خبر کا لہجہ کسی بڑے واقعے کے لئے تیار کرنے جیسا تھ ''اس غیر یقینی ناخوشگوار انتظار میں جس میں میرے خیال کے مطابق کچھ (برا) ہو رہا تھا ایک ماہ گزارنا پڑا، لیکن اس کے باوجود میں توقع کر رہا تھا کہ اس خبر میں (شاید) کسی غلطی کا امکان ہو، تاوقتیکہ میری والدہ کی موت کی خبر کی تصدیق بالآخر ہو گئی۔'' اس ''ناخوشگوار غیر یقینی صورتحال'' کے دوران اس نے ایک ایسی کہانی کو تشکیل دیا جو تجربے میں مشاہدۂ نفس کرنے والی تھی، جو فلسفیانہ فکر، طنز، کرب اور مشقت کو بیک وقت پیش کرتی ہے۔ یہ انتہائی گہرے گھاؤ کی شدید اور جذباتی کہانی ہے جو کہ اس کی اپنی تحریر ہے۔ [وکٹر کیسیس __ سیلف پورٹریٹ آف شے گویرا]

☆☆☆

* شے بول۔ شے تو ارجنٹائن میں بولا جانے والا ایک عام لفظ اور گویرا کو کیوبن کا دیا گیا نام ہے لیکن 'Bol' بالشویک سے اخذ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

''پتھر'' ۔ شے گویرا

اس نے مجھے یہ خبر یوں دی جیسے ایسی باتیں بہت مضبوط اعصاب کے شخص کے علم میں لانا چاہئیں جو کہ قیادت کے فرائض سرانجام دے رہا ہو۔ اور اُس کے لئے میں اس کا ممنون ہوں، اس نے اپنی تشویش اور کرب کے بارے میں غلط بیانی سے کام نہیں لیا۔ جبکہ میں نے اِن دونوں جذبوں کا اظہار نہیں کیا یہ اتنا ہی سادہ تھا۔ [کیا یہ بالکل اتنی سادگی سے ہی ہوا]۔

اس کے علاوہ مجھے سرکاری طور پر ماتم کے لئے تصدیق کا انتظار تھا۔ میں متحیر تھا کہ کیا کسی فرد کو آنسو بہانے کا تھوڑا بہت حق حاصل ہے، نہیں ___ نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔ باس (قائد) غیر ذاتی ہوتا ہے یہ نہیں کہ اسے محسوس کرنے کا حق نہیں ہوتا بلکہ یہ کہ محض جو کچھ وہ اپنے معاملات کے بارے میں محسوس کر رہا ہو اس کا اظہار نہ کرے، ___ (ہاں) البتہ جو اس کے سپاہیوں کے بارے میں ہے شاید اس کا اظہار وہ کر سکتا ہے۔

''یہ ہمارے خاندان کا دوست تھا جو فون پر مجھے مطلع کر رہا تھا کہ وہ (والدہ) سنجیدگی سے بیمار ہیں۔ لیکن (جب اس کا فون آیا) اُس دن میں وہاں نہیں تھا۔''

''سنجیدگی سے (بیمار ہیں) تمہارا مطلب ہے کہ وہ انتقال کر رہی ہیں۔''

''ہاں۔''

''اگر معاملہ اس سے کچھ مختلف ہو تو مجھے اس سے ضرور آگاہ کرنا''

''یقیناً جیسے ہی مجھے کوئی اطلاع ملے گی، لیکن ایسی بہتری کی کوئی توقع نہیں ہے، میرا خیال ہے ایسا نہیں ہو سکے گا۔''

موت کا پیامبر چلا گیا لیکن میرے پاس کوئی تصدیق نہیں تھی۔ انتظار ہی وہ واحد چیز تھی جو میں کر سکتا تھا۔ جب اس خبر کا سرکاری طور پر اعلان ہو گا تبھی میں فیصلہ کروں گا کہ کیا مجھے غم کے اظہار کا حق ہے بھی یا نہیں میں یہ سوچنے پر مجبور تھا کہ شاید میں ایسا نہیں کر سکتا۔

بارش کے بعد صبح کا سورج بہت شدید تھا اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ ہر روز بارش ہوتی تھی اور تب سورج خود کو مسلط کرنے کے لئے پھر سے طلوع ہو جاتا تھا۔ اور تمام نمی کو ساتھ لے جاتا تھا۔ شام کے وقت ندی پھر شفاف ہو جاتی حالانکہ اس دن پہاڑوں پر بہت سا پانی نہیں برسا تھا۔ یہ بھی ایک

Marfat.com

معمول تھا۔ انہوں نے کہا کہ 20 مئی کو برکھا بند ہو جائے گی اور پھر اکتوبر تک دوبارہ نہیں برسے گی۔

انہوں نے کہا لیکن وہ تو اور بہت سی باتیں بھی کہتے ہیں جو پوری نہیں ہوتیں کیا فطرت کو کیلنڈر کے ذریعے سے گائیڈ کیا جا سکتا ہے؟ مجھے اس کی ذرا سی پرواہ بھی نہیں تھی، عمومی طور پر مجھے کسی بھی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔ نہ ہی اس جبری غیر سرگرمی کی۔ نہ ہی اس بے مقصد* جنگ کی۔ شاید اس کے (جنگ کے) کوئی مقاصد ہوں، لیکن وہ اتنے مبہم، اتنے کمزور (غیر واضح) ہیں کہ وہ ناقابل حصول لگتے ہیں، جیسے کوئی عجیب و غریب جہنم جہاں ناگواری ہی دائمی سزا ہو۔ مگر اس کے باوجود مجھے (اس جنگ کی) پرواہ بھی تھی۔ بلاشبہ مجھے اس کی فکر تھی۔

میں نے سوچا مجھے خود کو اس خیال سے علیحدہ کرنے کا کوئی راستہ تلاش کرنا ہوگا۔ یہ سوچنا بہت سہل ہے۔ کوئی بھی انسان ہزاروں منصوبے بنا سکتا ہے۔ ہر منصوبہ دوسرے سے زیادہ ترغیب دینے (لبھانے) والا ہو سکتا ہے اور پھر ان میں سے بہترین کا انتخاب کر سکتا ہے۔ دو یا تین (منصوبوں) کو ملا کر انہیں ایک بنا کر اُسے سادی شکل دینے کے بعد کاغذ پر منتقل کر کے اس پر گرفت حاصل کر سکتا ہے۔ بس یہی اس کا انجام تھا اور اس کے بعد فرد ایک نیا سلسلہ شروع کر دیتا ہے۔ یہ بیوروکریسی (نوکر شاہی) کی ایک غیر معمولی ذہانت کی حاصل بینت ہے، کسی فائل کو داخل دفتر کرنے کی بجائے اسے غائب کر دو۔

میرے آدمیوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے اسے تمباکو نوشی میں اڑا دیا ہے۔ کاغذ کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا بھی تمباکو نوشی کے کام آ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے اندر کچھ (تمباکو) ہو، اس میں یہ ایک فائدہ تھا۔ اگر مجھے اس میں کوئی چیز پسند نہیں آتی تو اُسے اگلے منصوبے میں تبدیل کیا جا سکتا تھا۔ کوئی اس پر غور بھی نہیں کرے گا ایسا لگتا تھا کہ اس طرح یہ ابد تک جاری رہ سکتا تھا۔

مجھے تمباکو نوشی کی حاجت محسوس ہوئی اور میں نے اپنا پائپ نکال لیا۔ یہ ہمیشہ کی طرح میری جیب میں تھا۔ اپنے سپاہیوں کے برعکس میں نے اپنے پائپ کبھی نہیں کھوئے تھے۔ ان کی موجودگی میرے لئے بہت اہم تھی۔ کوئی بھی شخص دھوئیں کے راستوں کے ساتھ ساتھ کوئی بھی (طویل) سفر طے کر سکتا ہے۔ میں کہوں گا اس کے بغیر منصوبے تخلیق کئے جا سکتے ہیں۔ اور اس کے بغیر فتح کا دیکھا گیا خواب ایک خواب کی مانند ہی ظاہر ہوگا بلکہ ایک ایسی حقیقت کی مانند جو کہ فوقیت ...

[illegible]

بخارات میں بدل دی گئی ہو اور کہر جو کہ ہمیشہ دھوئیں کے پیچھے چلتی ہے۔[اس کے بغیر دیکھا گیا فتح کا خواب محض ایک خواب ہوگا بلکہ بخارات میں تبدیل شدہ ایک حقیقت ہوگی جس میں کہر دھوئیں کے پیچھے چلتی ہے]۔۔۔ ایک پائپ بہت اچھا ساتھی ہے یہ اتنی ضروری چیز کیونکر کھو سکتے ہیں یہ کتنے وحشی ہیں۔

وہ وحشی نہیں تھے۔ان کی ایک سرگرمی تھی۔وہ اس سرگرمی کے باعث تھکن سے نڈھال ہو چکے تھے۔چنانچہ انہیں سوچنے کی ضرورت نہیں تھی۔،اور اگر فکر کرنے اور سوچنے کی ضرورت نہ ہو پائپ کا بھلا کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔کوئی (فرد) خواب دیکھ سکتا ہے۔ہاں کوئی (بھی) خواب دیکھ سکتا ہے۔لیکن جب کوئی دور دراز سے خواب دیکھ رہا ہو تو پائپ بہت ضروری ہو جاتا ہے۔ایک مستقبل کے بارے میں خواب دیکھنا جس کا واحد راستہ دھوئیں سے گزرتا ہو۔اور ایک ایسے ماضی کے بارے میں واپس لوٹتے ہوئے خواب دیکھنا جو کہ اتنا دور ہو تو اپنے قدموں (کے نشانات) کا سراغ لگانا انتہائی اہم ہوتا ہے۔فوری تمنائیں جسم میں کہیں اور محسوس ہوتی ہیں۔ان (سپاہیوں) کے پاس قوی پاؤں اور مشتاق آنکھیں ہیں اور انہیں دھوئیں کی مدد سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میرے سپاہیوں نے اپنے پائپ اس لئے کھودیئے کہ وہ ان کے لئے لازمی نہیں تھے۔اشیاء جو لازمی ہوتی ہیں انہیں کھویا نہیں جا سکتا۔کیا میرے پاس اس (پائپ) جیسی کوئی اور چیز بھی ہے؟ (ہاں البتہ) وہ مہین سکارف مختلف تھا۔اُس نے مجھے یہ اسی لئے دیا تھا کہ اگر میں اپنے ہاتھ زخمی کر بیٹھوں تو اس صورت میں یہ ایک محبت آمیز پٹی کے طور پر کام آئے گا جس میں، میں زخمی بازو کو لٹکا سکوں گا۔مسئلہ تب پیدا ہوگا جب میں اپنی کھوپڑی کو پھوڑ بیٹھوں گا۔لیکن اس کا آسان حل ہو گا میں اسے اپنے سر کے گرد لپیٹ لوں گا تا کہ میں اپنے جبڑے کو باندھ سکوں اور پھر میں اسے اپنے ساتھ اپنے مقبرے تک لے جاؤں گا۔

یہاں تک کہ موت میں بھی وفا شعار رہوں۔لیکن اگر مجھے پہاڑ پر لیٹے ہوئے چھوڑ دیا گیا یا کسی اور نے مجھے اٹھا لیا، تو پھر کوئی مہین سکارف نہیں ہوگا۔میں گھاس پر ہی گل سڑ جاؤں گا، یا شاید وہ مجھے نمائش کے لئے رکھ دیں[جیسا کہ انہوں نے 9 اکتوبر 1967ء کو کیا۔۔۔ مصنف] ہوسکتا ہے کہ 'لائف' میگزین میں مجھے دکھایا جائے، بے آس موت کی (وہ) نگاہ جو شدید خوف کے ایک لمحے پر ٹھہری ہوگی کیونکہ فرد خوفزدہ ہوتا ہے۔اس سے انکار کیوں کیا جائے۔

Marfat.com

دھوئیں کے ذریعے میں نے پرانے راستوں کا پیچھا کیا اور خوف کے سب سے قریبی کونوں تک جا پہنچا، جن کا تعلق ہمیشہ موت سے تھا۔ یہ **پریشان کن، اور ناقابلِ سلجھاؤ وضاحت [کیا ہے یہ] "نیستی" خواہ ہم مارکسسٹ لیفیسٹ جس قدر بھی موت کو محض "نیستی" کے یقین واثق کی حیثیت سے بیان کریں۔** تو یہ "نیستی" کیا ہے؟ کچھ نہ ہونا۔ سب سے زیادہ اور سب سے زیادہ قائل کرنے والی ممکنہ وضاحت ہے۔ 'کچھ نہیں'، 'کچھ نہیں' ہے۔ اپنے دماغ کو بند کرلیں۔ اور اگر آپ چاہیں تو اسے سیاہ لبادے میں ملبوس کردیں، دور دراز کے ستاروں کے آسمانوں کے ساتھ۔ یہ ہے وہ 'نیستی': کچھ نہ ہونا مساوی ہے لامتناہی کے۔

فرد ایک نوع (یا صنف) میں زندہ رہتا ہے تاریخ میں وہ زندگی کی اُس پیچیدہ (آبلہ فریب) ہیئت میں، کارروائی عمل میں، یادوں میں زندہ رہتا ہے۔ کیا آپ نے 'ماکیو' (میکٹ) کے چاقو (machet) کے الزامات کے بارے میں پڑھتے ہوئے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑتی ہوئی سردی کی لہر کو کبھی محسوس نہیں کیا۔ یہ ہے نیستی کے بعد کی زندگی۔ اور ہمارے بچے، میں اپنے بچوں میں زندہ نہیں رہنا چاہوں گا۔ وہ تو مجھے جانتے تک نہیں۔ میں تو ایک بیرونی جسم ہوں جو کبھی کبھار ان کی پُرسکون زندگی کو بے ترتیب کرنے کے لئے ان کے اور ان کی ماں کے درمیان حائل ہو جاتا ہوں۔

میں تصور کرسکتا ہوں کہ میری سب سے بڑی بیٹی سر میں چاندنی (سفید بال) لئے سرزنش زدہ لہجے میں کہہ رہی ہے "تمہارے والد نے ایسا یا ویسا کبھی نہیں کیا ہوتا" اور یہ کہ اپنے اندر (جھانکتے ہوئے) اپنے والد کے بیٹے کی حیثیت سے میں نے بغاوت کی ایک شدید حس محسوس کی تھی۔ ایک بیٹے کی حیثیت سے مجھے کبھی بھی یہ خبر نہ ہوتی کہ کیا یہ درست تھا کہ ایک والد کی حیثیت سے میں نے فلاں۔ فلاں چیز کی ہوتی؟ یا اسے بھونڈے طریقے سے سرانجام دیا ہوتا؟ لیکن اپنے بیٹے کی حیثیت سے میں رنجیدہ و دلگیر ضرور ہوتا اور دغا زدہ محسوس کرتا کہ باپ کی حیثیت سے میری یادیں میرے چہرے پر ہر وقت چپکی جا رہی ہے۔ [یعنی مجھے باپ کی یادوں کا ہدف بنایا جا رہا ہے]۔ میرے بیٹے کو ایک مرد بننا ہے۔ اس سے بہتر کچھ اور نہیں اور نہ ہی اس سے بدتر۔ میں اپنے والد کی محبت کے شیدائی اور خود کو ہمیشہ درست سمجھنے والے رویے سے انحراف کے اظہار پر ان کا شکر گزار رہوں اور میری ماں [illegible] بیچاری بوڑھی ناتوان [illegible] طور پر مجھے ابھی اس کام کرنے کا کوئی حق نہیں اور ابھی تصدیق کا انتظار کرنا ہے۔

Marfat.com

میں دھوئیں کے پیچھے راہوں پر آوارہ گردی کر رہا تھا جب ایک سپاہی نے مجھے ٹوکا وہ میرے بارے میں سودمند ہونے کے باعث خوش تھا۔

''آپ سے کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی؟''

''کچھ نہیں'' میں نے کہا اس مخصوص کچھ نہیں کو اپنی (دوسری) محویت کے ساتھ ملاتے ہوئے میں نے جواب دیا۔

''دیکھ لیں۔''

میں نے اپنی جیبیں تلاش کیں ہر چیز ترتیب سے تھی ''نہیں کچھ نہیں'' میں نے کہا۔

''اور یہ چھوٹا سا پتھر؟'' ''میں نے اسے آپ کی چابی کے چھلّے کے ساتھ دیکھا تھا۔''

''اوہ میں کتنا بیوقوف ہوں۔''

مجھے فہمائش نے وحشیانہ انداز میں ضرب لگائی۔

کوئی شخص ایسی چیز کو گم نہیں کرتا جو اس کے لئے ضروری ہوتی ہے، کسی بھی اہم شے کو۔

اگر اشیاء غیر اہم ہو جائیں تو کیا وہ شخص زندہ ہوتا (رہتا) ہے۔

'نباتاتی' حیثیت سے __ ہاں __ لیکن ایک اخلاقی ہستی کی حیثیت سے __ نہیں۔

کم از کم میں اس پر یقین نہیں رکھتا۔

مجھے یادداشت کی خنکی کا احساس ہوا اور پھر میں نے پوری قوت سے اور احتیاط سے خود کو جیبوں کی تلاشی لیتے ہوئے پایا، جبکہ پانی پہاڑ کی مٹی سے بھوری رنگت لئے ہوئے اور اپنے راز کو مجھ سے چھپائے ہوئے میرے ساتھ سے گزر رہا تھا۔ پائپ __ سب سے پہلے پائپ، وہ وہیں تھا۔ کاغذ یا سکارف بہہ گئے ہوں گے، بھاپ لینے والا (دمہ کا Inhaler یا Vaporizer) آلہ موجود تھا۔ قلم موجود تھا۔ نوٹ بکس اپنے نائیلون میں ڈھکی ہوئی تھی۔ ماچس کی ڈبیا بھی موجود تھی۔ سبھی کچھ ترتیب میں تھا۔ خنکی کی لہر غائب ہوگئی میں لڑائی میں اپنے ساتھ محفوظ رکھنے والی محض دو چیزیں لے کر آیا تھا۔ مہین سکارف میری بیوی کی جانب سے، اور چابی کا چھلا میری والدہ کی طرف سے۔ پتھر چونکہ ڈھیلا پڑ گیا تھا، چنانچہ اُسے میں نے اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔

کیا ندی شفقت ... تھی یا انتقام ... ساتھ یا محض غیر ذاتی انداز سے جیسے کہ ایک قانون (یا ...) کیا ... اس ... سے ایسا کرنا نہیں چاہیے یا اس لئے کہ وہ ایسا

Marfat.com

کر نہیں سکتا؟ کیا بھول جانے کا کوئی حق نہیں یہاں تک کہ جنگ کی صورت میں بھی۔

مجھے معلوم نہیں، مجھے واقعی معلوم نہیں۔ میں محض یہ جانتا ہوں کہ مجھے اپنی والدہ کے جسمانی ظہور (موجودگی) کی ضرورت ہے تاکہ میں اپنا سر اس کی ہڈیوں والی گود میں رکھ سکوں، اور وہ مجھے انتہائی شفقت کے ساتھ یہ کہے کہ "میرے پیارے" میں اُس کے اناڑی (تراشیدہ) ہاتھوں کو اپنے بالوں میں محسوس کر سکوں جو ایک چابی دی گئی گڑیا کی مانند مجھے چھوئیں، جیسے کہ شفقت صرف اس کی آنکھوں اور آواز سے بہہ رہی ہو۔ ٹوٹے ہوئے دھارے انتہاؤں تک نہ جائیں۔ ہاتھ لاڈ کے بجائے محض کانپیں اور (مجھے) چھوئیں لیکن اس کے باوجود شفقت پھسل کر ان کے (ہاتھوں) گرد گھیرا ڈال دے اس طرح کہ میں خود کو اتنا اچھا، اتنا چھوٹا اور اتنا طاقتور محسوس کروں۔ اس سے معافی کے بارے میں دریافت کرنے کی کوئی احتیاج نہیں۔ وہ اس کے الفاظ "میرے پیارے" سے ہی واضح ہو جاتی ہے...!

کیا آپ اسے (خود کو) مضبوط سمجھتے ہیں؟ یہ (فقرہ) مجھ پر بھی اثر انداز ہوتا ہے، کل جب میں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی تو میں تقریباً گر پڑا۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ اسے (جگہ کو) درست طریقے سے خشک نہیں کرتے۔"

یہ بیہودگی ہے۔ میں حتماً یہ دیکھنے کے لئے منتظر ہوں کہ کیا وہ کچھ کٹا ہوا تمبا کو لا سکتے ہیں جو نصف حد تک ہی نفیس ہو۔ تمباکو نوشی کا حق تو ہر کسی کو ہے۔ خواہ وہ محض ایک خاموش اور خوشگوار ذائقے والا پائپ ہی کیوں نہ ہو۔ کیا آپ ایسا خیال نہیں کرتے۔

☆☆☆

"شک"* جنگی حقیقت پہ مبنی افسانہ

نہیں، سانڈ۔ ایسا بالکل نہیں ہو سکتا۔ کہیں نیچے بہت دور اپنے اندر مبہم سی بے چینی کی ایک علامت کو مخفی رکھتے ہوئے اور اپنی پُر اعتماد مسکراہٹ کو بلا مزاحمت اظہار کی اجازت دیتے ہوئے اس نے منظر کو دیکھا۔

وہ خشمگیں سانڈ کو اس کے تہدید آمیز سینگوں کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ وہ ماسوائے گائے کے

* یہ کہانی کانگولین کے اس جبلی یقین پہ مبنی ہے جس کے مطابق دواؤں کی تاثیر پینے کے بعد بندوق کی گولی موت کا باعث نہیں بنتی۔ [illegible]

Marfat.com

ریوڑ کی کمزور چھڑی کے علاوہ اپنی آزادی کی حدود سے آشنا نہیں تھا۔ اور اب وہ عریاں زمین پر متحیر اور تکلیف زدہ اپنے پنجے گاڑے ہوئے تھا۔ ہر کوئی دیکھ سکتا تھا کہ وہ غصے سے بے قابو ہو رہا تھا۔ اور حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار تھا۔

اسے یہ اقرار کرنا تھا کہ وہ سپاہی کو زمین پر لوٹتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کے جسم کو کسی قدر زخم آلود۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ کسی خوفناک حادثے کو ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا جو مکمل طور پر وحشت ناک ہو۔ بلکہ یہ کہ صورتحال کو اب تک سلجھ جانا چاہیے تھا۔ [یعنی تمام تر واقعات کو سمٹ کر صورتحال کو بہتر ہو جانا چاہیے تھا]

سپاہی مسکرا رہا تھا۔ اعتماد اس کے جسم کے روئیں روئیں سے پھوٹ رہا تھا۔ وہ سانڈ کی جانب ایسے تضحیک آمیز انداز سے دیکھ رہا تھا جو دل کو چھید کے رکھ دے۔

وہ زد کے قریب تھا فقط ایک گولی کام کو مکمل کر دے گی۔ یہ لوگ سیاہ فام تھے لیکن یہ مختلف تھے یوں معلوم دیتا تھا کہ یہ خود کو ارفع سمجھتے تھے۔ جیسے کہ ان کے آباؤ اجداد کے سمندر پار سفر نے انہیں نئی قوت، اور دنیاوی اشیاء کے بارے میں بہت وسیع علم عطا کر دیا ہو۔ یہ سب کچھ بہت خوب تھا۔ (کمسیار ہمیشہ سے یہ دوہرا رہا تھا کہ ترقی اور سائنس کی جانب توجہ ایک نئی دنیا کی تعمیر کے لئے لازمی ہیں) لیکن پہاڑوں کی پرانی دانشمندی سے اس طریقے سے صرفِ نظر کیوں کر کیا جائے؟ وہ نفرت آمیز تمسخر سے ان قوتوں پر کیونکر ہنس سکتے ہیں جنہوں نے انہیں دشمن کی گولیوں کے لئے ناقابلِ تسخیر بنا دیا تھا؟

اسے کھرونچ پر معمولی سی کھجلی ہوئی، اور اس نے اسے ہولے سے کھجایا جیسے کہ وہ بے محل یادداشت کو دور ہٹنا چاہتا ہو۔ زخم کے نشان*(keloid) نے اپنی بضد موجودگی کو برقرار رکھا اور اس نے کھروجن سے محتاط طریقے سے دور رہتے ہوئے اسے (keloid) شدت سے کھجانا شروع کر دیا۔

پہلے پہل وہ اس کا اقرار کرنے پر اس لئے گریزاں تھا کہ وہ شرمندگی محسوس کر رہا تھا۔ لیکن اس نے محسوس کیا کہ کہہ دینا زیادہ عالی ظرفی ہوگی۔ وہ سب 'میگنگا' کو الزام دے رہے تھے۔ [موگانگا وہ شخص تھا جس نے جادو سے بھرپور 'داوا' کی رسم بہم پہنچائی تھی۔ جو سپاہیوں کو گولیوں سے

*(Keloid۔ زخم کا ایسا نشان ہوتا ہے جہاں سے اکثر اوقات جلد سیاہ ہو کر بدنما داغ کی صورت میں ابھر کر باہر نکل آتی ہے۔ اکثر اوقات یہ گوشت کے فالتو گچھوں کی مانند بھی دیکھنے کو ملتا ہے ___ مصنف)

Marfat.com

محفوظ رکھتی ہے]۔اسے دھمکیاں دے رہے تھے لیکن اس نے اقرار کرلیا اور دوسروں سے بھی کہا کہ وہ بھی اقرار کرلیں۔

درحقیقت اپنی پوزیشن پر پہنچنے سے قبل ہی خوف ان پر غالب آ چکا تھا۔جنگل میں بہت سی عجیب اور منحوس آوازیں ہوتی ہیں۔کسی کو کبھی خبر نہیں ہوتی کہ کیا یہ کوئی جنگلی درندہ ہے جو اچانک چھلانگ لگا دے گا، یا کوئی سانپ ہے، یا کوئی جنگل کی روح ہے اور مزید برآں راستے کے اختتام پر دشمن بھی ان کا منتظر تھا۔

جیسے ہی صاف آسمان نے سحر کو نمایاں کیا اسے اپنے گلے سے اٹھتی ہوئی کرب کی لہریں یاد آئیں۔اور وہ کپکپاہٹ جس نے اس کے پورے جسم کا احاطہ کیا ہوا تھا اور جسے وہ سردی سے منسلک کررہا تھا جبکہ اسے خبر تھی کہ سردی نہیں تھی اور انتظار انہیں روند رہا تھا اور اسے بالکل علم نہیں تھا کہ کون سا عنصر زیادہ بڑا ہے۔لڑائی کا خوف یا انتظار کا خوف۔

اس سے قبل کہ شوروغل سنائی دیتا، سرخ روشنی خندقوں کے اوپر پھٹی۔

[بقول فیض زہ ہوئی سرخ شعاعوں کی کماں۔جو ت جگی تھی پہلے]

جہاں دشمن کو ہونا چاہیے تھا۔اس کے بعد جیسے جہنم کے تمام دروازے کھول دیئے گئے اور اس کے ساتھ بے خوف ہونے کی حس بھی درآئی۔بغیر کسی احساس کے کپکپاہٹ اسے چھوڑ گئی، اور اس نے بہت فخر سے غور کیا کہ کیسے چھوٹے چھوٹے شعلوں نے اس کی بندوق سے سیدھے نکل کر سفر کیا تھا___ ان بیہودہ محرابوں کا سراغ لگائے بغیر___ جو کہ دشمن کے سر پر چھت کی طرح (موجود) تھے، جنہیں وہ اپنی چارسو دیکھ سکتا تھا۔

''وہ اپنی آنکھیں بند کرکے گولیاں چلا رہے تھے انہوں نے کچھ بھی نہیں سیکھا* ہے'' اس نے سوچا۔

تب اس نے ایک سیٹی کی آواز سنی اور پھر ایک عظیم شور جیسے کہ زمین پھٹ پڑی ہو۔اس کے بعد دھوئیں اور مٹی کا ایک بادل اٹھا___ اور پھر ایک اور___ اور ایک اور___ اس نے آخری دھماکے کے بعد اپنے بائیں جانب دیکھا جو کہ پہلے والوں سے زیادہ قریب محسوس ہوا تھا۔ اور اس نے دیکھا کہ اس کا کامریڈ (ساتھی) عجیب حالت میں پڑا تھا۔اس کا ایک ہاتھ اس کے

* یہ وہ شعور ہے جو شے وکاٹگوین سے ہمیشہ رہا کہ وہ کبھی بھی کچھ سیکھنے کی سنجیدہ کوشش نہیں کرتے تھے۔

Marfat.com

جسم کے ساتھ پھنسا ہوا تھا اور ایسے متحرک تھا جیسے ٹوٹ کر آزاد ہونا چاہتا ہو، (اور) ایک عجیب و غریب دھن بجا رہا ہو جس کی مماثلت اس سر کے ساتھ ہوتی ہے جو چھاتی پر دوہرا ہوا ہو۔

سحر کے وقت اُس نے ان غبار آلود آنکھوں کی جانب دیکھا جو اس بکری سے ملتی تھیں جس کا گلہ (نرخرہ) کاٹ دیا گیا ہو۔ اس نے محسوس کیا کہ ہر حرکت کے ساتھ اس کی ٹھوڑی سے خون کی ایک دھار بہتی ہے اور وہ لہو زمین پر نشان چھوڑے جا رہا تھا۔ جو اس کی داڑھی سے اسی طرح چمٹ رہا تھا جیسے کہ بکری کی منتشر داڑھی سے۔

تب اُس وقت وہ کپکپاہٹ واپس لوٹ آئی جو پہلے سے مختلف تھی۔ اِس سے قبل اس کا مقابلہ اس کی قوتِ ارادی سے تھا لیکن اب اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اسے بھاگنے پر مجبور کر رہی ہو۔۔۔ اور تب اسے یاد آیا کہ وہ بندوق تو پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ وہ فرار ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اُس جہنم سے بچنے کے لئے اور خود کو بچانے کے لئے لیکن ایسے لگتا تھا جیسے درخت اسے پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ یا اپنی لٹکتی ہوئی شاخوں کے ساتھ اسے قابو کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ اسے زندگی سے محروم کر کے دور لے جائیں، گولیوں کی خوفناک سُروں کے میلان سے (سمفنی)، اور عجیب پھٹنے والی آوازوں سے ___ پہلے پہل تو محض کچھ چٹخنے کی آواز آئی تھی جیسے (ٹوٹنے والی) کوئی آواز اس کے جسم سے آ رہی ہو۔ اس صدا کو اس نے اسے اپنے گرنے سے بھی تعبیر نہیں کیا، (بلکہ) اسے (اس نے) دشمن درختوں کی شاخوں سے وابستہ کیا تھا۔

اسے صرف اس وقت احساس ہوا کہ وہ زخمی ہے جب اس نے دوبارہ بھاگنے کی کوشش کی۔ یہ اس کی یادداشتوں کا سیاہ ترین حصہ تھا۔ وہ اسی رفتار سے بھاگ رہا تھا جس کے ساتھ اس کا خوف دوڑ رہا تھا۔ جو اس کے اندر پگھل گیا تھا۔ جو اس کے ساتھ یکساں (ہم رنگ) ہو گیا تھا۔ چنانچہ اب وہ اُسے اس شدت سے محسوس نہیں کر رہا تھا۔

اب اس کے خوف نے اس پر غلبہ پا لیا تھا۔ اور وہ خود (خوف) پیچیدہ روئیدگیوں (نباتات) کے بیچوں بیچ بھاگ رہا تھا۔ لیکن وہ (خوف) تنہا بھاگنا نہیں چاہتا تھا۔

چنانچہ وہ واپس مڑا، اور اسے (سپاہی کو) اوپر کھینچا اور اُس لمحے اُسے لاتعلقی کا تمام تر کرب محسوس ہوا اور اُس نے چلنے کی سعی کی لیکن سوائے ایک تکلیف دہ گونج کے ساتھ گرنے کے وہ اور کچھ بھی نہیں کر سکا۔ اس کا خوف اس کا انتظار کرتے کرتے تھک گیا اور اکیلا ہی بھاگ کھڑا ہوا اُس

Marfat.com

کے (سپاہی کے) جسم کو چت پھیلائے ہوئے ایسے راستے پر جو بمشکل ہی دکھائی دیتا تھا۔ اب وہ (درد کے باعث) محض آہ وفغاں کر رہا تھا، ایک اذیت رساں، پژمردہ خاموشی کے ساتھ کیونکہ اب اس کا خوف جا چکا تھا۔

اس سپاہی میں جو خطرناک سانڈ پر ایک فاتح کی سرکشی کے ساتھ نشانہ باندھے ہوا تھا۔ وہ انسان کو، دوست کو، بھائی کو جس نے جہنم سے فرار ہونے میں اس کی مدد کی، پہچان نہیں پایا۔

وہ عالی ظرف چہرہ تشنج سے کیسے سمٹا تھا۔ جب اس کے اپنے قبیلے کا سایہ اپنی سمت اس کی طرف کئے بغیر، اس کی مدد کئے بغیر اس کے پاس سے گزرا تھا۔ کوئی بھی فرد اپنی وحشیانہ تقریر کے ہوا بستہ پردوں کے پیچھے خام الفاظ، خوب صورت ڈائن کی بیٹیوں کو غیبی طاقت سے اس میں کیسے داخل کر سکتا ہے۔

لیکن یہ تشنج طاقتور سورج تلے سپاہی کے چہرے پر پہلے کی نسبت بہت مختلف تھا۔ بھائی فاتح بن چکا تھا، کسی خدا یا دیوتا کی مانند کسی دور پار کے پہاڑ کی بلندی سے وہ ان کی جانب دیکھ رہا تھا۔

ہاں یہ درست تھا کہ 'داوا' نے ان کی حفاظت کی تھی جب تک کہ اُسے اپنے خوف پر قابو تھا۔ اُسے کچھ نہیں ہوا تھا۔ وہ تبھی زخمی ہوا جب وہ افراتفری کا شکار بن کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ وہ غضبناک تھا کہ اس کے کامریڈ میگانگا کی نااہلیت کو ہر چیز کو ذمہ دار ٹھہراتے تھے وہ 'داوا' کا انکار کرنے کے بارے میں کس قدر جھوٹے تھے۔

یقیناً ایسا کوئی موقع نہیں آیا تھا کہ عورت کو چھوا بھی جا سکے۔ اور مردہ لوگوں کی توقیر کو قائم رکھا جا سکتا تھا۔ لیکن شاید خوف موجود ہی نہیں تھا؟ وہ سب بخوبی جانتے تھے کہ اگر انہوں نے ایک عورت کو چھوا اور کوئی ایسی شے اٹھالی جو ان کی (ملکیت) نہیں تھی اور اگر وہ خوفزدہ تھے تو داوا (اس صورت میں) اثر پذیر نہیں تھی۔ ان میں سے وہی کافی حد تک واحد بہادر آدمی تھا جس نے ناراض ہجوم کے سامنے اقرار کیا کہ وہ خوفزدہ تھا۔ انہیں بھی خوف محسوس ہو رہا تھا اور انہیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے تھا۔

اُس چھوٹے سے آدمی کے محمول غصے کے اشارے کی یادداشت اسے دِق کر رہی تھی، جسے گردن پر زخم آیا تھا۔ اس نے اپنے خوف کا انکار پُرفریب شدت سے کیا۔ اُس نے انتہائی بے ادبی کے ساتھ، جلتی ہوئی آنکھوں سے 'میکنگا' پر کھ پتلی ہونے کا الزام لگایا۔ اگرچہ اس نے اپنے

Marfat.com

سر کو کبھی بھی جنبش نہیں دی جس کے بارے میں یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کہ اسے دو مضبوط ہاتھوں کی گرفت نے تھام رکھا ہو۔

وہ کچھ نظم وضبط مسلط کرنے پر مطمئن محسوس نہیں کر رہا تھا جو کہ اس کے اقرار اور موقف سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔

غیر ملکی جنہوں نے زیادہ ڈینگیں نہیں ماریں تھیں وہ بھی دوسری جنگوں سے اپنے زخمی اور مردے لے کر آئے تھے۔ اگرچہ ان کا 'داوا' لازمی طور پر زیادہ طاقتور (قوت بخش) تھا کیونکہ انہیں ہر جنگ سے پہلے تمام تر حرکات سے گزرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ لیکن وہ خود غرض لوگ تھے اور انہوں نے مسکراتے ہوئے انکار کیا کہ انہوں نے اسے استعمال کیا تھا۔ اور اِس سے بھی انکار کیا کہ ان کے کمانڈر نے اس کا استعمال کیا تھا۔ اس نے سنا تھا کہ موخرالذکر نے کس گھاچزی کے ساتھ غیر ملکیوں کے قائد کو داوا (پینے) کے لئے کہا تھا۔ اور قائد کیسے ہنس دیا تھا جیسے اس نے کوئی مزاحیہ کہانی سنی ہو۔ اور اس نے اپنی ادھوری زبان میں آگاہی اور بین الاقوامیت کے بارے میں اور ہم تمام کس طرح سے بھائی ہیں، کوئی نئی مہمل گفتگو کی تھی ___ ہاں قریبی بھائی لیکن وہ اپنی 'داوا' کو چھوڑنے کے لئے ہرگز تیار نہیں تھے۔

چوزے کے واقعے نے اسے کسی قدر متذبذب کر دیا تھا۔ میگا نگانے (جو کہ ابھی تک ایک نیا تھا، کیونکہ کمانڈر اتنا کمزور تھا کہ اس نے شکست کو تسلیم کرتے ہوئے پچھلے کو تبدیل کر دیا تھا) ہر چیز کو بڑے احتیاط سے تیار کیا تھا۔ اور انہیں یقین دلایا تھا کہ یہ ناقابل تسخیر (جو زخمی نہ ہونے دیتی) تھی۔ لیکن پہلی ہی گولی کے ساتھ چوزہ ہمیشہ کے لئے مارا جا چکا تھا اور ڈھیر ہو گیا تھا۔ اور غیر ملکی لوگ اُسے جنگجوؤں کی توہین آمیز نگاہوں کے سامنے (بھون کر) کھا چکے تھے۔

لیکن اب ___ یہ سانڈ ___ اگر یہ محض اس گستاخ/متکبر آدمی کو اپنے سینگوں کے درمیان پھنسا (اٹھا) لے تا کہ اسے 'داوا' کی قوت دکھلا سکے یا کم از کم وہ بغیر کسی نقصان کے بچ نکلے، کیونکہ ایک بھائی کے لئے نقصان کی خواہش کرنا، جس نے اسے مقابلے کے علاقے (میدانِ کارزار) سے نکالا تھا۔ جب ہر کوئی دوسرا اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ رہا تھا، اور جس نے اس کے ہسپتال میں داخلے کے لئے انتظام کیا تھا، ایسا سوچنا انتہائی تکلیف دہ تھا۔ ہسپتال کے ساتھ اس کی بری یادیں وابستہ تھیں۔ پہلی یہ کہ سفید فام ڈاکٹر جو اس لئے ہنسے تھے کہ گولی اس کے کولہوں کے

Marfat.com

درمیان سے گزری تھی۔ جیسے کہ وہ اس کا انتخاب کر سکتا تھا کہ اسے کہاں زخم دیا جائے۔ اور جب اس نے انہیں بتایا کہ وہ زخمی اس لئے ہوا تھا کیونکہ وہ خوفزدہ تھا، تو وہ اور بھی زیادہ ہنسے یہ سفید فام گھناؤنے تھے۔ اپنی رنگت اور اپنی سائنس کی بدولت وہ محسوس کرتے تھے کہ وہ ہر چیز پر ہنس سکتے ہیں ___ وہ اپنے اردگرد کی ہر شے سے ارفع تھے۔ ایک لمحے کے لئے اس نے تمنا کی کہ اسے وہیں مردہ چھوڑ دیا جاتا۔ تب اسے ایسی توہین کو برداشت نہ کرنا پڑتا۔ لیکن تب 'میکنگا' کا کیا ہوتا؟

چھوٹا آدمی جس کی گردن میں گولی کا نشان تھا اُن سے چاہتا تھا کہ وہ میکنگا کو مار ڈالیں۔ اور اگر وہ مداخلت نہ کرتا تو وہ ایسا کرنے کے قابل تھے۔ اچھی بات یہ تھی کہ وہ زندہ تھا۔ قصہ مختصر فرد کو اس بات کو تسلیم کرنا ہوگا کہ خوف زدہ ہونا برا ہوتا ہے۔

لیکن چھوٹے (قد کے) آدمی نے، جس کی گردن پر گولی کا نشان تھا بتایا کہ اس نے بہت سے لوگوں کو خوف سے بھاگتے ہوئے دیکھا اور انہیں کچھ بھی نہیں ہوا۔ اور ان میں سے سب سے بزدل وہ تھے جنہوں نے شمولیت کے بغیر پیچھے رہنے کا فیصلہ کیا وہ بھی محفوظ و مامون تھے۔ اس نے کہا کہ وہ خود بھی خوفزدہ نہیں تھا اور اس کا زخم چھوٹی توپ کا داغا ہوا زخم تھا۔ (کیونکہ وہ گردن کی پشت پر تھا۔ گدی میں) سفید لوگوں نے کہا کہ یہ چھوٹی توپ کا نشان نہیں ہے لیکن چھوٹے (قد کے) آدمی نے حجت کی کہ گولی اس کے اندر سے گزری ہے۔ اس کے باوجود اس کا زخم گدی میں تھا اور اگر واقعی ہی یہ ایک گولی ہوتی تو اس نے اس کے سر کو اُڑا کر رکھ دینا تھا۔

چھوٹے (قد کا) آدمی نے جس کی گردن پر گولی کا نشان تھا بہت حجت کی، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ اُس نے سفید فاموں سے سیکھا ہو۔ ہر کوئی اُس کے بولنے کی وجہ سے بے آرام ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر وہ یہ کہتا ''اگر 'داوا' ان لوگوں کی حفاظت نہیں کرتی جو خوفزدہ ہیں، اور ہم سب خوفزدہ ہیں، تو 'داوا' کا کیا فائدہ ہے؟''

اُس نے جواب دیا کہ تمہیں 'داوا' پر یقین رکھنا ہوگا۔ لیکن چھوٹے (قد کے) آدمی نے کہا کہ نہیں داوا کو تمہیں یقین دینا چاہیے ورنہ وہ کسی کام کی نہیں ہے۔

یہ چھوٹے (قد کا) آدمی جس کی گردن پر گولی کا نشان تھا بہت باتیں کرتا تھا۔ لیکن وہ ہسپتال ہی میں ٹھہرا۔ وہ محاذ پر جانے کے لئے تیار نہیں تھا۔ جب اس نے (چھوٹے آدمی کو) الوداع کہا، تو اس نے اُس آدمی کو (ہسپتال میں) ٹھہرنے پر بزدلی کا احساس دلایا۔ یہ ایک قسم کا انتقام تھا۔

Marfat.com

گھڑیال کی مانند دھماکے نے اسے اس کے کہرے سے باہر نکالا کیونکہ وہ اس کی توقع نہیں کر رہا تھا، سانڈ نے احمقانہ طور پر اِدھر اُدھر دیکھا زمین پر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس نے کانپنا شروع کر دیا اور انہی بجھتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اس کی سمت براہِ راست ٹکٹکی لگا کر دیکھنا شروع کر دیا۔

''بالکل بکری کی طرح ___ اور وہ آدمی'' اُس نے سوچا۔

اُس نے بمشکل ہی غیر ملکیوں کی پسندیدہ تھپکی کو اپنی کمر پر محسوس کیا ہوگا لیکن ان کے تیکھے قہقہے نے اُسے چاقو کی مانند کاٹ ڈالا۔ ایک عظیم نیم خوابی اُس پر غالب آ گئی۔ وہ کسی بھی چیز کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

جیسے ہی اُنہوں نے اکٹھے چلنا شروع کیا 'میکنگا' نے اسے پدرانہ لہجے میں سمجھایا کہ 'داوا' نے انہیں ان کے دشمنوں سے بچایا تھا۔ لیکن دوستوں کے ہتھیاروں سے ہرگز نہیں۔ یہ وجہ تھی کہ سانڈ مارا گیا تھا اور غیر ملکیوں کی دوستی کا مظاہرہ ہو گیا تھا۔

ان توجیہات (توضیعات) کے ساتھ لڑکے نے محسوس کیا کہ کوئی چیز اس پر سے اٹھالی گئی ہے۔ ایک بہت بڑا بوجھ جو وہ اٹھائے پھر رہا تھا اس پر سے اٹھالیا گیا ہے۔ لیکن کسی طرح اسے یہ بھی یقین آ گیا تھا کہ وہ کبھی بھی بوجھ سے مکمل طور پر آزاد نہیں ہو سکے گا۔ اور ابھی بھی کسی ناقابلِ بیان طریقے سے کوئی شے جو تیز تر ہو ایک نیا اور غیر تسلی بخش بھوت اپنی گہرائیوں میں اسے ہلانے لگا تھا (اور وہ تھا) ''شک۔''

☆☆☆

کیملو کے لئے

(کیملو سائن فیوگوس کی وفات پر، 1959ء)

یہ طے شدہ منصوبہ تھا کہ اس تحریر کو 'کیملو سائن فیوگوس' کی منظوری حاصل ہو گی جس نے اسے پڑھنا تھا اور اسے (غلطیوں کی صورت میں) درست کرنا تھا۔ لیکن ایک اور تقدیر نے مداخلت کر دی۔ یہ سطور اور جوان کے بعد آئیں گی اُنہیں باغی فوج کے عظیم کپتان کے لئے خراجِ تحسین تصور کیا جائے، وہ جو اس انقلاب کے ذریعے پیدا ہونے والا عظیم ترین گوریلا قائد تھا، (وہ) جو ایک بے داغ انقلابی اور یگانہ ساتھی تھا۔

Marfat.com

کیملو 100 سوجنگوں کا ساتھی تھا۔ ایک ایسا انسان جس پر فیڈل (کاسترو) جنگ کے انتہائی مشکل لمحات میں بھروسہ کیا کرتا تھا۔ اپنی ذات سے بے نیاز، ایک ایسا جنگجو جو قربانی کو اپنی خاصیت کو آب دینے کے لئے اور اپنے سپاہیوں کے خواص کی اختراع کے لئے استعمال کیا کرتا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ گوریلا کی حیثیت سے ہمارے تجربات کے بارے میں 'ہاتھ سے لکھی گئی' (مینوئل) ان تراکیب کی منظوری ضرور دے دیتا جو کہ از خود گوریلا زندگی کی پیداوار ہیں۔ تاہم یہ وہی تھا جس نے یہاں تالیف کردہ اصلی عبارتوں کے چوکھٹے میں اپنی طبع کی ناگزیر قوت، اپنی ذہانت اور جرات اس درجے تک شامل کرتے ہوئے (وہ مقام حاصل کیا ہے) جہاں تک تاریخ کی محض چند ایک عظیم شخصیات ہی پہنچی ہیں۔

لیکن 'کیملو' کو ایک ایسے تنہا ہیرو کی مانند نہیں دیکھا جانا چاہیے جس نے محض اپنی ذہانت کی قوت پر شاندار کارنامے انجام دیئے ہیں۔ اس کی بجائے اُسے اُن لوگوں کا اٹوٹ جزو سمجھا جانا چاہیے جنہوں نے اُسے یہ مقام دیا اور جو جنگ کے وسیع گروہوں اور ہو بہو ایسے ہی غیر لچکدار حالات کے زیر اثر لڑنے والے جنگجوؤں میں ہیروز، شہداء اور قائدین کو تخلیق کرتے ہیں۔

میں نہیں جانتا کہ آیا کیملو انقلابی تحریکوں کے بارے میں ڈینٹن (Danton) کے محاورے سے آگاہ ہے؟ (جو کچھ یوں ہے) ''جرات، جرات اور مزید جرات۔'' ماجرا کوئی بھی ہو لڑائی کی صورت میں اُس نے (بہرحال) اس (جرات) کے ساتھ گوریلا کی تمام دوسری ضروری شرائط یعنی صورتحال کا درست اور سریع اندازہ اور مستقبل میں حل طلب مسائل کی پہل گامی کے توسط سے آگاہی، دونوں کے میلاپ کے ذریعے اسے عملی جامہ پہنایا۔ (یعنی جرات، اور آخر الذکر دونوں شرائط کے ذریعے لڑائی کے دوران عمل پیرا ہوا)

اگرچہ یہ سطور جو ذاتی طور پر اور تمام لوگوں کی جانب سے ہمارے ہیرو کو پیش کی گئی خراج تحسین ہیں لیکن ان کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ یہ ایک خودنوشت کا کام دیں گی یا اُس کے بارے میں قصوں کہانیوں کو بیان کریں گی 'کیملو' اُن ہزاروں حکایتوں کا موضوع تھا جنہیں اُس نے فطری طور پر خود (وہاں) تخلیق کیا، جہاں بھی وہ گیا۔ لوگوں کے ساتھ اُس کی آسودگی اور اُن کی قدردانی اُس کی شخصیت کا لازمی جزو تھی۔ یہ وہ (خاصیت) ہے جو بعض اوقات غیر معروف رہتی ہے اور فراموش کر دی جاتی ہے۔ یہ وہ (خاصیت) ہے جو ہر اُس شئے پر جو اُس کی ملکیت تھی 'کیملو' کی

Marfat.com

مخصوص مہر لگا دیتی ہے۔ ایک ایسا قیمتی نشان جسے بہت کم لوگ اپنے افعال کے نتائج کے طور پر پیچھے چھوڑتے ہیں۔ فیڈل (کاسترو) نے پہلے ہی کہا تھا 'کیملو' کے پاس کتابی علم نہیں ہے لیکن اُس کے پاس لوگوں کی فطری ذہانت موجود ہے اُنہوں نے اُسے اِس مراعات یافتہ پوزیشن کے لئے ہزاروں میں سے منتخب کیا ہے جو اُس نے اپنی جرات، مستقل مزاجی، ذہانت اور ایسی ریاضت کے ذریعے حاصل کی ہے جس کا کوئی مقابل نہیں ہے۔

کیملو نے وفاداری کو بحیثیت ایک مذہب کے نبھایا۔ وہ اس کا پجاری تھا۔ اُس کا اظہار نہ صرف فیڈل (کاسترو) کی جانب اُس کی ذاتی وفاداری میں ملتا ہے ___ (فیڈل) جو کہ لوگوں کی خواہشات کو اس طرح سے مجسم کرتا ہے جیسے کوئی اور نہیں کرسکتا ___ بلکہ دوسرے لوگوں کی جانب وفاداری میں بھی عیاں ہوتا ہے، لوگ اور فیڈل متحد ہو کر آگے بڑھتے ہیں اور اسی طرح ہمیشہ فاتح گوریلا کی ریاضتیں آگے بڑھتی ہیں۔

اُسے کس نے مار ڈالا؟

(ہمیں) اپنے آپ سے پوچھنا زیادہ بہتر رہے گا۔

اُس کی جسمانی ہستی کو کس نے تمام کر دیا؟ کیملو جیسے انسانوں کی زندگی اپنی آخرت لوگوں میں تلاش کرتی ہے یہ اُس وقت تک تمام نہیں ہوتی جب تک لوگ اِس کی اجازت نہ دیں۔

دشمن نے اُس کو مار دیا۔ اُس نے اس لئے اُسے مارا کیونکہ وہ اُس کی موت چاہتا تھا۔ مکمل طور پر محفوظ منصوبے کوئی نہیں ہیں۔ ناخدا تمام ضروری تجربہ حاصل نہیں کر سکتے اور ضرورت سے زیادہ مشقت کرتے ہیں۔ وہ بہت سے گھنٹے ہوا نا میں صرف کرنا چاہتا تھا ___ اُس کی خاصیت نے اُسے مار ڈالا۔

کیملو نے خطرے کا اندازہ نہیں لگایا۔ اُس نے اُسے (خطرے کو) ایک کھیل کی طرح استعمال کیا، وہ اُس کے ساتھ کھیلا تھا۔ وہ اُسے دِق کیا کرتا تھا، وہ اُس سے عشق کرتا اور اُسے قابو میں رکھتا تھا۔ اُس کی گوریلا ذہنیت کے باعث محض ایک ابر سحاب اُس کو اُس حظ سے باز رکھنے یا انحراف کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا تھا جس پر وہ عمل پیرا تھا۔

یہ اُس لمحے واقع ہوا جب سب لوگ اُس سے واقف تھے، اُس کے مداح خواں تھے اور اُسے چاہتے تھے یہ اس سے قبل بھی ہو سکتا تھا اور تب اُس کی کہانی محض ایک گوریلا کپتان کی

Marfat.com

حیثیت سے ختم ہو جاتی، بہت سے کیملو آئیں گے، جیسا کہ فیڈل (کاسترو) کا کہنا ہے، اور بہت سے کیملو (موجود) تھے۔ اُن کی زندگی تمام ہوگئی اس سے پہلے کہ وہ اس رفیع الشان دور اپنے کو مکمل کرتے جیسا کہ اس (کیملو) نے تاریخ میں داخل ہونے کے لئے کیا ہے۔

کیملو اور وہ دوسرے بہت سے کیملو (جو کیملو بن نہ سکے اور جو آئندہ آئیں گے) لوگوں کی قوت کی نشانی ہیں۔ یہ (کسی قوم کا) بلندترین اظہار ہیں جو کوئی قوم اُسی وقت پیش کر سکتی ہے جب وہ اپنے عظیم ترین آدرشوں کے دفاع کی خاطر جنگ میں جانے کے لئے تیار ہو اور جس کی نگاہیں عظیم الشان مقاصد پر لگی ہوں۔

ہم اُسے زمروں میں تقسیم نہیں کریں گے اور نہ ہی مخصوص پیتوں میں قید کریں گے۔ یہ (ایسا کرنا) اُسے مار ڈالے گا۔ آیئے ہم اُسے ایسے ہی چھوڑ دیتے ہیں، ایک عمومی خاکے میں۔ اُس کے معاشی و سماجی نظریات کو قیمتی لمس دیئے بغیر جس کی تعریف ابھی تک اُس نے مکمل طور پر نہیں کی تھی۔ ہم زور دے کر کہتے ہیں کہ آزادی کی اس جنگ میں کوئی ایک سپاہی بھی ایسا نہیں ہے جو کیملو کا مقابلہ کر سکے، ایک مثالی انقلابی، لوگوں (عوام) کا ایک شخص، ایک ایسے انقلاب کا معمار جسے کیوبا کے لوگوں نے اپنا لیا ہے، یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ تھکاوٹ اور مایوسی کا کوئی شائبہ بھی اُس کے ذہن کے پار جا سکتا۔ کیملو___ گوریلا، جو مستقل اور روزمرہ کی یادوں کا موضوع ہے۔ وہ جس نے یہ کام انجام دیا یا وہ کیا، (یہ) کیملو کی چیزوں میں سے ایک (ہے)، وہ جس نے کیوبا کے انقلاب پر اپنا واضح اور انمٹ نشان چھوڑا، وہ جو اُن میں بھی موجود ہے جو یہاں تک نہ پہنچ سکے اور اُن میں بھی جو ابھی تک نہیں آئے ہیں۔ اپنے مسلسل اور نا قابل فنا احیاء میں کیملو لوگوں کا تمثالی پیکر ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب ہشتم

شے اور بولیویا
شے کی آخری تحریریں

Marfat.com

شے اور بولیویا

(نومبر 1966ء سے اکتوبر 1967ء)

بولیویا ___ ایک سفر کا انجام اور تسلسل جس کا آغاز نوجوان گویرا نے پندرہ سال قبل کیا تھا۔ وہ کہانی جو وہاں وقوع پذیر ہوئی اُس کا اظہار، خوش نصیبی اور بدنصیبی، اچھی اور بری نیتوں، لفظوں اور تمثالی پیکروں کے ذریعے برسوں سے کیا جا رہا ہے، اس کہانی کا مرکزی کردار ''بیسویں صدی کا (وہ) سپاہی'' ہے جو زندگی بلکہ تاریخ کے ہر موڑ پر ایک نئے جنم کے ساتھ واپس لوٹتا ہے۔

شے کی بولیویا کی ڈائری اُن تمام دلچسپ مگر کٹھن حالات و واقعات کو منظر عام پر لانے کا سبب ہے جو 'لاہیگورا' اور اُس کے گرد و پیش میں رونما ہوئے، یہ ڈائری جہاں ایک گوریلا کی جسمانی اور روحانی خصوصیات کو بیان کرتی ہے وہاں اس جدوجہد کے دوران اُس کی روزمرہ زندگی، کمین گاہوں کے واقعات اور غیر متوقع اموات کی تفصیل بھی بیان کرتی ہے۔

ارنسٹو' ہمارے امریکہ' کے راستے پر ثابت قدمی سے چلا، سائرہ میسٹرا کی بلندیوں نے اُسے آہنی اعصاب کا مالک بنا دیا جہاں وہ قوم کے ایک معمار کی صورت ابھرا، اپنی ذہانت اور اعلیٰ کردار کے بل پر وہ ایک عظیم انقلابی اور عظیم ترین انسان کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آیا۔

Marfat.com

وہ اپنے نظریے اور شاہد کی حیثیت سے اپنی طلب اور اپنے عہد وفا میں کھرا تھا۔ نہ صرف یہ کہ وہ دوسروں کا تجزیہ کیا کرتا تھا بلکہ اپنے آپ کو کٹہرے میں سب سے پہلے کھڑا کرتا تھا، وہ برملا تنقید کا قائل تھا، تیر ونشتر کے ہدف پہلے اُس کے لہو میں نیام ہوتے اور پھر دوسروں کی خامیوں کی نشاندہی کیا کرتے تھے۔

شے مطالعے کا بہت شوقین تھا، زیست کے آخری سانسوں تک کتابیں اُس کے ساتھ رہیں۔ اُس کی تحریروں میں طنز اور زندہ دلی کی مہک بسی ہے، بدترین لمحات میں جب اُس کے فگار بدن ساتھیوں کی لاشیں گزرہی تھیں اور موت اُس سے ہم کلام تھی اُس وقت بھی وہ واقعات کو قلم بند کررہا تھا۔ وہ شخص جو ایک وقت میں رامون/فرنینڈو/مونگو/ارنسٹو اور شے تھا آج اپنی اِن تحریروں کے ذریعے ہم سے مخاطب ہے۔ 'شے' جو آج ہمارے وجود کی صورت زندہ ہے اور کل آنے والی نسلوں میں زندہ رہے گا، جس کے بدن کی چاندنی آنگن آنگن پھیلی ہے اور جس کی جان زار کی مہک قریہ قریہ موجود ہے۔ جس کی یاد کا جشن اُس کی زندگی میں ایک مرتبہ پیرو میں سینٹ گویرا کے دن کی حیثیت سے منایا گیا تھا اور اب اُس وقت تک منایا جائے گا جب تک اُس کے اپنے الفاظ میں ''انسان میں کہیں بھی ہونے والی ناانصافی کے خلاف غم و غصے سے لرز اٹھنے کی صلاحیت موجود ہے۔''

☆☆☆

میری آمد کسی حادثے کے بغیر تھی......

نومبر 1966ء

مہینے کا تجزیہ

سبھی کچھ سلیقے سے ہوا، میری (بولیویا میں) آمد بغیر کسی حادثے کے تھی۔ آدھے لوگ بغیر کسی واقعے کے پہنچ گئے اگرچہ (اُن کے پہنچنے میں) تاخیر ہوئی۔ 'ریکارڈو' کے بڑے دستگیروں نے جدوجہد میں شمولیت اختیار کر لی ہے (اب خواہ) جہنم ہو یا بلند (درجے کا) پانی۔ اس دور دراز علاقے میں مجموعی صورتحال اچھی (ٹھیک) دکھائی دیتی ہے۔ ہر چیز سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم یہاں عملی طور پر تب تک قیام کر سکتے ہیں جب تک ہمارا ارادہ ہو۔ منصوبہ یہ ہے کہ باقی لوگوں کا انتظار کیا

Marfat.com

جائے اور بولیوین (گوریلوں) کی تعداد کو بیس تک بڑھایا جائے اور (پھر) حملے کا آغاز کیا جائے۔ ہمیں ابھی مونجے * کے ردِعمل کو جانچنے کی ضرورت ہے اور ہمیں دیکھنا ہوگا کہ گویرا** کے لوگ کیا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

صبح کے سورج کی تمازت منظر کو منور کرتی ہے......

10 جنوری 1967ء

آج میں ایک انتہائی خوبصورت جگہ پہ جائزہ لینے کے مقصد سے آیا ہوں اور مجھے اس حقیقت کا پچھتاوا ہے کہ میرے پاس کیمرہ نہیں ہے کہ میں اس علاقے کی تصاویر لے سکوں۔ میں ایک پہاڑ پر ہوں جو کہ اُتنا ہی دلکش ہے جتنا کہ میں فلموں میں دیکھتا آیا ہوں۔ میری دائیں جانب دریا بڑی چٹانوں پر پُرسکون طور سے بہہ رہا ہے لیکن گرجدار آبشاروں کا باعث بن رہا ہے۔ دریا کے عقب میں ایک بلند قامت پہاڑی سلسلہ ہے جو گھنی نباتات سے ڈھکا ہوا ہے۔ (یہ سلسلہ) پانی کی دھار سے تقریباً عموداً اُٹھتا ہوا بہت سی چوٹیاں بنا رہا ہے، ہر ایک کی اوج دبیز کہرے سے ڈھکی ہوئی ہے جبکہ اس سے کہیں نیچے صبح کے سورج کی تمازت منظر کو منور کر رہی ہے (اور) اس کے ساتھ میرے مطالعے میں خلل پذیر (بھی) ہو رہی ہے (میں کارٹر ہاؤس آف پارما کا مطالعہ کر رہا ہوں) اور میں اُنہیں یاد کر رہا ہوں جن سے مجھے محبت ہے: میری بیوی، ایلی ایسٹو، میری سیلیا، اور رینی سیٹو، میں اپنی والدہ کے بارے میں سوچ رہا ہوں اور اُس حیرت کے بارے میں جس کا اُس نے (تب) اظہار کیا ہوگا جب میرے والد نے اُسے بتایا ہوگا کہ میں کی طرف سے جنگ کر رہا ہوں۔

P کے ہمراہ

☆☆☆

---

* مونجے ... سیکریٹری جنرل آف بولیوین کمیونسٹ پارٹی

** گویرا ... موئیزز گویرا (Moises Guvera) جو بولیویا کے کان کنوں کا لیڈر تھا جس نے بعد ازاں چے کی گوریلا تحریک میں شمولیت اختیار کی تھی۔

Marfat.com

رولینڈو کا ارتقاء

20/2/67 ___ تین ماہ، بہت خوب۔ گو وہ سیاسی منتظم کی حیثیت سے اپنے کردار کو نہیں نبھا پایا لیکن سپاہیوں کے لئے وہ ایک مستقل تمثیل ہے۔

25/4/67 ___ وہ گولیوں کی راہ میں مارا گیا۔ (وہ) ایک مثالی رویے کا حامل (تھا)۔ ایک بہترین تمثیل بجھا دی گئی..... گوریلا قوت کا ایک ستون گر گیا..... وہ پسِ مرگ (ایسے) خراجِ تحسین کا اہل ہے جس کی اہمیت اِس سے کہیں عظیم تر ہے جو اُس کو زندگی میں دی گئی، جہاں اُس کے حلم نے اُس کی ممتاز فطرت کے خلاف بندش باندھ دی تھی۔

☆☆☆

بہادر کپتان تمہاری چھوٹی سی لاش......

(رولینڈوؒ کی موت پر)

25 اپریل 1967ء

ایک سیاہ (تاریک) دن۔ صبح 10 بجے کے قریب 'پومبو' نگرانی کے بعد واپس لوٹا تو اُس نے تنبیہ کی کہ تیس افراد چھوٹے (سے) گھر کی جانب پیش قدمی کر رہے ہیں..........

جلد ہی فوج کا اگلا یونٹ ظاہر ہو گیا۔ ہمیں حیرت ہوئی کہ وہ تین جرمن گڈریوں اور اُن کے پیش رو پر مشتمل تھا۔ جانور بے چین تھے، لیکن میرا خیال نہیں تھا کہ وہ ہمیں راستہ دیں گے۔ تاہم وہ آگے بڑھتے چلے گئے اور میں نے پہلے کتے کو ہدف بنایا لیکن میرا نشانہ خطا ہو گیا۔ جب میں نے 'پیش رو' کی جانب رخ کیا تو میری M2 جام ہو گئی۔ میں جو کچھ دیکھ سکتا تھا اُس کے مطابق 'میگوَل' (Migval) نے دوسرے کتے کو نشانہ بنایا۔ اگرچہ اس کی تصدیق نہ ہو سکی (کہ کتے کا کیا انجام ہوا)۔ کوئی بھی (ہماری) کمین گاہ میں داخل نہیں ہوا۔

فوج کے اطراف پر وقفوں سے فائرنگ شروع ہو گئی۔ جب یہ (فائرنگ) بند ہو گئی تو میں نے 'اربینو' (Urbano) کو واپسی کا حکم دینے کے لئے بھیجا۔ لیکن وہ اس خبر کے ساتھ لوٹا کہ رولینڈو مجروح ہو گیا ہے۔ کچھ ہی دیر کے بعد وہ اُس کا زندگی سے عاری جسم لے کر آئے۔ اور

Marfat.com

جیسے ہی اُنہوں نے اُسے پلازما دینا شروع کیا وہ موت نہ نیند سو گیا۔ ایک گولی نے اُس کی ران کی ہڈی، تمام ترنس اور نسوں کے گچھے کو پھاڑ دیا تھا۔ اس سے قبل کہ ہم کچھ کر پاتے خون بہہ جانے کے باعث وہ وفات پا گیا۔

ہم نے گوریلا یونٹ کے بہترین آدمی کو کھو دیا ہے، جو کہ اُس کا ستون تھا، وہ میرا اُس وقت سے ساتھی (کامریڈ) تھا جب وہ (کیوبا میں) بمشکل ایک بچہ تھا (جہاں) اُس نے کالم نمبر 4 کے لئے قاصد کی خدمات انجام دیں، یورش کے ذریعے وہ اس نئی انقلابی قسمت آزمائی تک آن پہنچا۔ اُس کی خفیہ اور بے وقت موت کے بارے میں اپنی آنکھیں قیاسی مستقبل کی جانب کرتے ہوئے جس کا امکان ہو سکتا ہے، یہی کچھ کیا جا سکتا ہے "بہادر کپتان، تمہاری چھوٹی سی لاش کا درخشاں تمثالی پیکر (Image) بیکراں انجانے (انجانی وسعتوں) میں پھیلا ہوا ہے۔

☆☆☆

میرے لئے ایک تاریک دن
'ٹوما' کی موت پر (کارلوس کوئیلا)

26 جون 1967ء

یہ میرے لئے ایک تاریک دن (سیاہ یوم) تھا۔ سب کچھ پُرسکون طریقے سے وقوع پذیر ہو رہا تھا۔ لیکن جیسے ہی میں نے پانچ افراد کو فلوریڈا روڈ پر اپنے ساتھیوں کی جگہ لینے کے لئے روانہ کیا۔ اچانک گولیوں کی آواز سنائی دی۔ ہم گھوڑوں کی پشت پر سوار ہو کر فوراً (اُس سمت) روانہ ہو گئے اور وہاں ہمیں عجیب سا منظر دیکھنے کو ملا، مکمل سکوت کے عالم میں دریا کے کنارے ریت پر چار کمسن سپاہیوں کی لاشیں دھوپ میں پڑی تھیں۔ دشمن کی پوزیشن کے بارے میں بے خبر ہونے کے باعث ہم اُن کے ہتھیاروں تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔

اس وقت شام کے پانچ بجے تھے اور ہتھیاروں کے دوبارہ حصول کے لئے ہم رات ہونے کے منتظر تھے۔ 'میگوئل' نے یہ پیغام بھیجا کہ اُس نے اپنی بائیں جانب شاخوں کے ٹوٹنے کی آواز سنی ہے۔ 'انٹونیو' اور 'پیلو' اسی جانب تھے لیکن میں نے اُس وقت تک گولی نہ چلانے کا حکم دیا جب [illegible] عین اُسی وقت [illegible]

Marfat.com

اطراف سے تھا۔ میں نے واپسی کا حکم دے دیا کیونکہ اُن حالات میں ہمیں خسارے کا احتمال تھا۔ واپسی میں تاخیر ہوگئی جس کے باعث ہمیں دو ساتھیوں کے زخمی ہونے کے بارے میں اطلاع ملی۔ پومبو کو ٹانگ میں اور ٹوما کو معدے میں گولی لگی تھی۔

ہم جلدی سے اُنہیں گھر میں لے آئے تاکہ ہمارے پاس جو کچھ میسر تھا اُس کے ذریعے اُن کا آپریشن کیا جاسکے۔ پومبو کا زخم سطحی ہے وہ محض غیر متحرک ہونے کے باعث ہمارے لئے دردِسر بنے گا، (لیکن) 'ٹوما' کے زخم نے اُس کے جگر کو تباہ کر دیا اور اُس کی آنتوں میں چھید آ گئے۔ وہ آپریشن کے دوران ہی مر گیا۔ اُس کی موت سے میں ایک کبھی جدا نہ ہونے والے کامریڈ اور حالیہ تمام برسوں کے ساتھی سے محروم ہوگیا ہوں۔ اُس کی وفاداری غیر متزلزل تھی اور میں اُس کی عدم موجودگی کو تقریباً ایسے ہی محسوس کر رہا ہوں جیسے کہ وہ میرا اپنا بیٹا تھا۔ جیسے ہی وہ (زخموں کے باعث نڈھال ہو کر نیچے) گرا اُس نے اُنہیں (ساتھیوں کو) اپنی گھڑی مجھے پہنچانے کے لئے کہا لیکن علاج کے دوران چونکہ وہ ایسا نہ کر پائے تو اُس نے گھڑی اُتار کر 'ارٹورو' کے حوالے کر دی۔ اس کنائے کا مدعا یہ تھا کہ اُس کی گھڑی اُس کے بیٹے کو دے دی جائے جس کے بارے میں وہ زیادہ کچھ نہیں جانتا تھا، جیسا کہ میں نے اپنے بہت سے ساتھیوں کی گھڑیوں کے ساتھ کیا جو کہ ماضی میں مارے گئے تھے۔ میں اس تمام لڑائی میں اسے اپنے ساتھ رکھوں گا۔ ہم نے اُس کی لاش کو جانور پر لاد لیا ہے اور ہم اُسے یہاں سے کہیں دور دفن کریں گے۔

ٹوما کا ارتقاء

2/7/67 ــــ تین ماہ ــــ میرے اسسٹنٹ (نائب) کی حیثیت سے اپنی کارکردگی میں کامل۔

5/7/67 ــــ چھ ماہ ــــ خوب۔ (وہ) پژمردگی کی ایسی کیفیت میں تھا جو تقریباً عام پائی جاتی ہے۔ لیکن اُس نے اُس کیفیت پر قابو پالیا ہے۔

26/6/67 ــــ معرکے کے دوران مارا گیا۔ یہ گوریلا قوت کے لئے ایک بڑا نقصان ہے اور بالخصوص میرے لئے کیونکہ میں اپنے سب سے وفادار ساتھی سے ہاتھ دھو بیٹھا ہوں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب نہم

شے کو پیش کیے گئے خراجِ عقیدت

Marfat.com

(i) سورج کے بغیر جنگ کا دن

شے (Che) کی شہادت کے ایک سال بعد ٹائیٹا انفینٹ (Tita-Infante) کا خراج تحسین

جب مجھے ارجنٹائن کی اس شہادت (گواہی) میں ساتھ دینے کے لئے کہا گیا تو میں سمجھ گیا اور میں نے کہا کہ یہ مہم میری بساط سے باہر ہے۔ لیکن میں ایسے اعزاز سے کیونکر انکار کر سکتا تھا؟ یا شاید ایسے فریضے سے کیونکر کنارہ کشی کر سکتا تھا۔

اب ان خالی ساکت صفحات کا سامنا کرتے ہوئے میرا مقصد ناقابلِ رسائی تھا۔ ایک عظیم انسان کی یادداشت کو صدا دینا ہمیشہ سے ہی ایک دشوار کام ہے اور اگر تحریر 1968ء کی ہو اور وہ شخص ارنسٹو شے گویرا ہو تو کام ناممکن دکھائی دینے لگتا ہے۔

اس ملک (ارجنٹائن) میں ایک لمبی طوالت کے بعد ایک سال قبل میں واپس لوٹا، جو میری نظر سے پہلا اخبار گذرا، میری آنکھیں چونک گئیں، ہاتھوں پہ کپکپی طاری ہو گئی۔ میرا سانس بے ربط ہو گیا، کیونکہ اس میں شے کی موت کے المیے کی مصدقہ خبر تھی۔ وہ ناگفتنی قتل جس کے لئے ایک روز امریکہ کے باشندے معقول وجہ کا مطالبہ کریں گے کو پہلے ہی ایک برس کا طویل عرصہ گزر چکا تھا، لیکن وہ ابھی بھی اتنا ہی نیا تھا، جیسے کہ بولیویا کی وہ زمین جس نے اس کا لہو پیا تھا۔ ان بڑی بڑی آنکھوں کی وہ نگاہ جو موت سے ماورا ہو جاتی ہے، اور زمان و مکان کی حدود سے باہر نکل جاتی ہے۔ اس کا دلیرانہ جسد جو کہ ایک قابلِ رحم خستہ کینوس (Canvas) کی چٹائی پر رکھا گیا تھا۔ اس کا حسین سر جو ایک گوریلے کی داڑھی اور لمبے گیسوؤں کے متبرک تاج کے ساتھ سجا ہوا تھا اس کا عیسیٰ

Marfat.com

کی مانند چہرہ* جس کا غنچہ، سادہن (دہنِ گل) کسی اذیت کے بغیر تھا۔**

زمین اور چوب، چشمے کا پانی، وحشیانہ قوت ___ (یہ تھا) ارنسٹو (جو) مر گیا تھا وہ پہلے ہی سے دوائی طور پر ہمیشہ کے لئے جنم لے چکا تھا*** وہ المیے کے راستے پر چلتا ہوا ہمیشہ خوش وخرم رہا۔ موت نے اس کے سفر کو ختم کر دیا۔ لیکن زندگی کے ان دروازوں کو کھول دیا جس کی اسے ہمیشہ سے تمنا تھی۔

ارنسٹو کی یاد، اس کی حیات، اس کی جدوجہد دنیا بھر کے لوگوں کی دلوں میں ہمیشہ رہے گی۔ ارنسٹو گویرا ایک ایسا شخص تھا جو انسانیت کے لئے تقدیر کے نادر اور کمیاب تحفوں میں سے ایک تھا۔

اس کی موت کے ایک سال بعد ارنسٹو کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا، مثلاً کتابیں مضامین، تعلیمات، مقالہ جات، سوانح عمریاں، اور میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

ایک قریبی دوستی نے بہت سالوں تک ہمیں متحد رکھا۔ تقریباً 6 سال تک ہمارے ذاتی تعلقات استوار رہے، اور اس کے بعد ہم نے خطوط کے ذریعے رابطہ برقرار رکھا۔

ہماری دوستی 1947ء میں شروع ہوئی۔ میڈیسن (طب) کی فیکلٹی کے اینٹمی (Anatomy) ڈیپارٹمنٹ کے Amphi Theatre (تماشا گاہ) میں میں نے اکثر ایک گرمجوش اور بھاری آواز سنی۔ اس آواز کی درشتی (Irony) مالک اور اس کے سننے والے دونوں کو ہمت عطا کرتی۔ (ہمت کفر ملے جرأت تحقیق ملے) جب کبھی بھی ہم مستقبل کے فزیشنوں نے ایک ایسے منظر کا سامنا کیا تو اسی آواز نے ہمیں قوت عطا کی جس نے ہم میں سے سب سے زیادہ بے حس لوگوں کو بھی بلا کے رکھ دیا۔ اپنے لہجے کے اعتبار سے اس کا تعلق بھی صوبوں سے تھا۔ مشابہت کے لحاظ سے وہ ایک نوجوان انسان تھا، حسین وجمیل اور خوداعتمادی سے بھرپور۔ وہ آ ے جو شے ارنسٹو کو صرف کر دینے والی تھی (شاید اسے جلا دینے والی تھی ___ مصنف) وہ س کا شفقت

---

* تیرا حسن دست عیسیٰ

** [وہ نظر بہم نہ پہنچی کہ محیط حسن کرتے
تیری دید کے وسیلے خدو خال تک نہ پہنچے]

*** ہر اک پھول کے پیراہن میں نمود میرے لہو کی ہے

Marfat.com

آمیز نا تراشیدہ التفات تھا لیکن وہ اس کی نگاہوں سے پہلے ہی شعلہ فشاں تھا[چشم میگوں ذرا ادھر کر دے دستِ قدرت کو بے اثر کر دے]اس کے شرمیلے پن اور اس کی تمکنت کی ملاوٹ نے شاید اس کی جرأت اس کی انتہائی گہری ذہانت اور سیکھنے کی کبھی نہ تمام ہونے والی خواہش پہ نقاب ڈال دیا تھا۔ وہاں، بہت نیچے محبت کی لامتناہی قابلیت پنہاں تھی۔

ہمارا کبھی بھی یکساں گروپ کے ساتھ تعلق نہیں تھا، خواہ وہ ثقافتی ہو یا پھر سیاسی نہ ہی ہمارا دوستوں کا حلقہ سانجھا تھا۔ مختلف وجوہات کی بنا پر ہم دونوں ان خصوصیات میں تھوڑے سے غیر معمولی تھے۔ ارنسٹو کے لئے وجہ شاید یہ تھی کہ اسے معلوم تھا کہ اسے وہاں سے بہت کم (علم) ملے گا۔ جس کی اُسے تلاش تھی۔ چنانچہ ہمارا رابطہ ہمیشہ انفرادی بنیادوں پر ہوتا تھا، یونیورسٹی میں، کیفے میں، میرے گھر پر اور کبھی کبھار اس کے گھر پر بھی ___ ہم ہمیشہ فطری سائنس کے عجائب گھر ضرور جاتے تھے جہاں ہم ہر بدھ کے روز جہاں ہم اعصابی نظام کی سائنس (Phylogeny) (جانوروں اور درختوں کی زندگی کے نسلی ارتقاء کے علم) کے بارے میں پڑھتے تھے۔

اُس وقت ہم نے خود کو مچھلی کا مطالعہ کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا، جس کا تبادلہ ہم چیر پھاڑ، (اس کی) تیاریوں، پیرافین، مائیکروٹومز، قتلے کی صورت کٹے ہوئے حصوں کو محفوظ کرنے اور خوردبین وغیرہ کے کام میں کیا کرتے تھے۔

بعض اوقات ہمیں کسی عمر رسیدہ جرمن پروفیسر کی مدد بھی حاصل کرنا پڑتی تھی لیکن ارنسٹو کی خوشگوار گفتگو نے ان طویل گھنٹوں کی طوالت کو تھوڑا سا کم کر دیا جو کہ اس کے بغیر بہت طویل تھے۔ وہ اپنے وعدوں کا پاسدار تھا اور وقت کا ہمیشہ پابند، وہ اپنی طلب پر ہمیشہ حاضر ہوتا تھا۔ وہ کیسا عجیب وغریب لاابالی شخص تھا۔ *

ہر مرتبہ جب کوئی فیصلہ ہمارے حق میں بخوبی آتا تو وہ گوٹا ئیرز (Gutiertz) کے اشعار کو دہرایا کرتا تھا جو ہم دونوں کو پسند تھے۔

''سورج کے بغیر لڑائی کے دن کے موقع پر فتح کے نعروں کو بلند مت کرو!''

بعد ازاں میں اکثر حیران ہوتا تھا کہ ارنسٹو نے کتنی مرتبہ ان الفاظ کو 'سائرہ میسٹرا' میں، کانگو

---

* [جب بھی آبرو نے در یار میں ارشاد کیا
جس بیاباں میں بھی ہم ہوں گے چلے آئیں گے]

Marfat.com

میں اور بولیویا میں دوہرایا ہوگا۔ اس کی تمام تر زندگی جدوجہد کی آئینہ دار تھی اور غالباً اسی وجہ سے یہ اشعار اتنے واضح طور پر اس کی ملکیت ہیں۔

کئی مرتبہ میں نے ارنسٹو کو پریشان، سنجیدہ اور متفکر دیکھا لیکن کبھی بھی اُسے افسردہ یا تلخ نہیں پایا۔ مجھے ایسی کوئی بھی مڈبھیڑ یاد نہیں جب میں نے اس کے چہرے کو مسکراہٹ سے عاری دیکھا ہو، یا اس کی گرم جوش شفقت کے بغیر جسے اس کے جاننے والے بہت قدردانی سے دیکھتے تھے۔ اس کی گفتگو میں تلخی کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ وہ مختلف جملوں میں انتہائی نکتہ چیں ہوا کرتا تھا۔ لیکن اس کے فوراً بعد ہی وہ مستقبل کی جانب رخ موڑ لیا کرتا تھا۔ ارنسٹو کے بارے میں یہ ادراک نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی چیز کا مخالف تھا بلکہ وہ ہمیشہ کسی چیز کے لئے [یا اس کی حمایت میں] مگن رہتا تھا۔ شاید اسی لئے اسے معمولی سے کمینے پن کی بیماری کو بھی برداشت نہیں کرنا پڑا۔

چونکہ ارنسٹو نے اپنے ہر لمحے کا بھرپور طریقے سے استعمال کیا یہاں تک کہ وہ بس کے سفر کے دوران بھی عموماً ہاتھوں میں کتاب تھامے ہوئے نظر آیا کرتا تھا۔ بعض اوقات یہ (ڈاکٹر سگمنڈ) فرائیڈ کی کوئی جلد (کتاب) ہوا کرتی۔ ''میں ایک کیس کے بارے میں کلینیکل (Clinical) تاریخ کو دوبارہ پڑھنا چاہتا ہوں جو میرے لئے دلچسپی کا باعث ہے۔'' اور کسی دوسرے وقت میں اس کے ہاتھ میں کوئی نصابی کتاب یا کلاسیک سے متعلق کچھ ہوتا۔

اُس کے پاس کبھی بھی فالتو پیسہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ بلکہ اکثر اس کے برعکس ہوتا تھا۔ اس وقت وہ اپنا روزگار ڈاکٹر پیسانی (Pisani) کے ساتھ الرجیوں (Allergies) پر تحقیق کر کے، کما رہا تھا۔ تاہم اس کی معاشی حدود اُس کے لئے کسی خاص پریشانی کا باعث نہیں بنتی تھیں اور نہ ہی انہوں (معاشی مجبوریوں) نے اسے کام کرنے سے روکا جسے وہ فرض کے طور پر دیکھا کرتا تھا۔ نہ ہی مختلف احتیاطوں سے اس کی ظاہری آزادی، اور نہ ہی لباس کے معاملے میں اس کی کم توجہ اس کے سنجیدہ اعزاز کو چھپانے (پوشیدہ رکھنے) میں کامیاب ہو سکی۔*

---

* [ہم خستہ تنوں سے محتسبو کیا مال منال کا پوچھتے ہو

جو عمر سے ہم نے بھر پایا سب سامنے لائے دیتے ہیں

دامن میں ہے مشت خاک جگر، دل میں ہے خون حسرت ے

لو ہم نے دامن جھاڑ دیا لو جام الٹائے دیتے ہیں]

Marfat.com

ایک عام سی یاد ذہن میں آتی ہے ہم بسا اوقات کتابوں کا تبادلہ کیا کرتے تھے اور ایک مرتبہ میں نے ارنسٹو کو 'Sponge'Fisherman' [ڈھیروں جذب کرنے والا مچھیرا] کی کتاب جو کہ 'پیناٹ اسٹراٹی' (Panait Istrati) کی تصنیف تھی ادھار دی۔ وہ اسے بہت پسند آئی۔ اور ہم نے اکٹھے اس پر بہت بحث بھی کی۔ میری کتاب کو دوبارہ پڑھتے وقت اس نے اسے کھو دیا۔ اور اُسے (میری کتاب) واپس کرنے کے لئے کسی دوسری (جلد) خریدنے کے لئے محو انتظار رہا۔ بالآخر اُسے اسی کتاب کی وہی نقل مل گئی۔ جبکہ میری کتاب Che کی واپس کی گئی کتاب کی نسبت ایک عامیانہ چھوٹی سی کتاب تھی، جس کی جلد بھی بہت معمولی سی تھی۔ اور میں نے اسے 'ایوینڈا کوریاینٹس' (Avnida Corrientis) میں پرانی کتابوں کی دوکانوں سے خریدا تھا۔

ہم ایک عظیم اعتماد اور قربت کے رشتے سے بندھے ہوئے تھے۔ جس نے ہمیں ہماری ذاتی زندگی کے تمام پُر مسرت اور شرمسار دونوں قسم کے واقعات پر (ایک دوسرے کو) اعتماد میں لینے کا موقع دیا۔ حالانکہ وہ انکساری جو اس کی خصوصیت تھی۔ اس کے معنی یہ تھے کہ ہم ایک دوسرے کو زیادہ گفتگو کئے بغیر بہت کچھ بتا سکتے تھے۔ (گویا ہمیں سے اپنی نوا ہم کلام ہوتی رہی)

ایک طالب علم کی حیثیت سے ارنسٹو نے زیادہ کام نہیں کیا۔ بلکہ جو کچھ اس نے کیا اسے مؤثر طریقے سے انجام دیا، اس نوجوان شخص کے بہت اندر ''مہم جوئی'' کی خواہش ہر دم کروٹیں لیتی رہتی۔ وہ اپنی ایڑیوں تلے ''روسی نینٹ'' (Rocinent) کی پسلیوں کو محسوس کر رہا تھا، جو اسے رخصت لینے پر مجبور کر رہی تھیں۔ اسے علم کی بہت پیاس تھی۔ اسے اپنے پیچیدہ ذہن میں خزانے جمع کرنے کی تلاش نہیں تھی۔ بلکہ اس کی بجائے وہ بلا تھکان سچ کے لئے لڑا، اور اسی سچ کے ساتھ اپنی تقدیر سے بھی۔ ارنسٹو کے بارے میں ہر شے باربط تھی اور ہر تجربہ باحقیقت، خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو اس کی ہستی میں مجتمع تھا۔

ارنسٹو نے 6 سال سے کم عرصے میں اپنی گریجویشن مکمل کر لی۔ اپنی سیاحت، کام، کھیل (اس وقت وہ رگبی اور گولف کھیلتا تھا) اور اپنی زندگی کے اُس بڑے حصے کے باوجود جس کے دوران اس نے تعلیم پر توجہ دی اور دوستیوں کو پروان چڑھایا۔ ارنسٹو جانتا تھا کہ تعلیم کیسے حاصل کی جاتی ہے۔ وہ مسئلے کے دل تک پہنچا کرتا تھا۔ اور وہاں سے وہ خود کو (اپنی فکر کو) باہر کی جانب وسعت دیا کرتا تھا جہاں تک اس کا منصوبہ اسے اجازت دیتا تھا۔ وہ انتظار * کر سکتا تھا۔ اور وہ

* گویا ہرمن ہیس (Hermen Hass) کے ''سدھارتھ'' کا نمونہ تھا جس کا اپنا بارے میں کہنا تھا۔

I can wait. I can fast. I can ednure.

Marfat.com

مسئلہ، جیسے کہ کوڑھ (برص) یا الرجیاں ذہنی جسمانیت (Neuro. physiology) نفسیات ــــ جو اسے اکسایا کرتی تھیں وہ عظیم گہرائیوں تک ان کا تجزیہ کیا کرتا تھا۔

اسی طریقے سے امتحان سے ایک رات قبل ارنسٹو فون پر (پلانٹس) پودوں کی B،A اور C ان میں موجود پروٹین اور حراروں (Calones) کی فیصد نسبت سے ان کی درجہ بندی کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا ــــ وہ پریکٹیکلز (Practicals) اور تھیوری کی کلاسوں سے اسی آسانی سے غائب ہو جایا کرتا تھا جیسے کہ وہ مشکلات پر جھپٹتا تھا۔ جب وہ وعدہ کر لیتا تھا تو وہ کسی بھی قیمت پر اپنے وعدے کی تکریم کیا کرتا تھا میں نے اسے 'نیوٹریشن' کے پریکٹیکلز کو آخری امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد مکمل کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

'ارنسٹو' نے دوستی کی افزائش نہایت ایثار اور حتیاط کے جذبے سے کی۔*

اس کے لئے دوستی مقدس فرائض کو مسلط کرنے کا نام تھا۔ اور وہ اسی تناسب کے اختیارات کی اجازت بھی دیتی تھی۔ اس نے دونوں پر عمل کیا۔ اس نے اسی برجستگی سے دوسروں سے وہی چاہا جیسے کہ اس نے (خود) زندگی کے تمام شعبوں پر نچھاور کیا۔

ارنسٹو کے نزدیک فاصلوں کا مطلب غیر موجودگی نہیں تھی۔ اس کے ہر سفر کے کم و بیش مسلسل خطوط (سڑک کی حالت کے مطابق یا پھر اس کے اپنے مالی معاملات کے باعث) نے درستی کے مکالمات کے تسلسل کو جاری رکھا۔ فوٹوگرافی کے ایک شوقین کی حیثیت سے اس نے بسا اوقات اپنے انتہائی مختلف الانوع حالات کے تمثیلی پیکر (Images) ارسال کئے مثلاً (ارجنٹائن کے) جنوب میں ہڈیوں کے ڈھانچے کی طرح دبلے ناشناخت شخص کے طور پر برازیل کے جنگلات میں مقامی (انڈینز) لوگوں کے درمیان پہیے پر سوار، کچھ ہفتوں کے آرام کے بعد فربہی کی جانب مائل ہوتے ہوئے یا Graficoکے کسی اشتہار میں خود کو نمایاں کرتے ہوئے وہ اپنے دوستوں کے خطوط کو بحفاظت رکھتا، اور کسی کو بھی جواب سے محروم نہیں کیا کرتا تھا۔

ایک جوان آدمی کی حیثیت سے جب وہ آخری سے پہلے سفر سے لوٹ رہا تھا تب ارنسٹو

---

* [بقول انیس

قرار خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو]

Marfat.com

نے یاد دلایا کہ اس نے 'میامی' میں اپنی زندگی کے بیس (20) دشوار ترین اور تلخ ترین دن گزارے۔ اور اس کی وجہ محض اس کے معاشی حالات نہیں تھے جن کے تحت اُسے مشکلات میں رہنا پڑا (میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا، کیونکہ اس عرصے کے بارے میں اس کی تمام سوانح عمریوں میں ذکر موجود ہے)۔

جب وہ اپنی بھرپور جوانی کے آخری سفر کے لئے تیاری کر رہا تھا۔ اُس لمحے ارنسٹو میرے گھر مجھے ایک کہانی سنانے کے لئے آیا، اس نے اس کا (کہانی کا) ذکر بہت سے قہقہوں اور تھوڑی سی خفگی سے کیا کہ کیسے وینزویلا کے کونسل (جنرل) نے [اپنے سابقہ قیام کے دوران ارنسٹو نے ہمارے امریکہ کے گورنروں کے لئے بلاشبہ ایک 'بری یادز رقم کی تھی] دمے کے حملے کو ہیضے کے تہدیدآمیز حملے سے گڈمڈ کر دیا تھا، اور اس وجہ سے اُسے ویزا دینے سے انکار کر دیا تھا۔

اس دن تک جن ہم نے ارنسٹو کو اس کے قریب ترین دوست کے گھر ملاقات کے بعد الوداع کہا تو میں نے اس کی عظیم سنجیدگی (بردباری) پر غور کیا اس نے تمباکو نوشی بالکل نہیں کی، اور نہ ہی الکوحل یا کافی کو چھوا۔ *

اور اس کی خوراک انتہائی سخت (محتاط) تھی۔ اس کے دمے نے اس پر دائمی پابندیاں عائد کر دی تھیں جنہیں وہ مکمل ڈسپلن کے ساتھ برقرار رکھے ہوئے تھا۔

ارنسٹو کا ہر خط ادب (لٹریچر) سے مرصع تھا۔ محبت سے لبریز، پُروقار اور طنز سے بھرپور۔ اس نے اپنی مہمات اور ناکام مہم جوئیوں کو پُر مزاح زورِ قلم سے یوں بیان کیا تھا کہ دشوار ترین لمحات کی شدت بھی یکسر غائب ہوگئی تھی۔ ہر ملک میں ارنسٹو نے ہر اس معاملے میں جو مقامی سطح پر سب سے زیادہ مستند و معتبر تھا خود کو مستغرق کیا تھا۔ اور اس کی دلچسپیاں اسے 'اِن کین' (Incan) کے کھنڈرات سے کوڑھیوں کی کالونیوں تک اور وہاں سے تانبے اور ٹنگسٹن (Tungsten) کی کانوں تک لے گئی تھیں۔ وہ بہت جلد لوگوں کی زندگیوں کا حصہ بن گیا اور اس نے اپنے لئے سماجی اور سیاسی حلقوں میں جگہ تلاش کر لی تھی۔ اس کی کہانیاں خوشگوار تھیں اور اس کی نثر سادہ لیکن لطافت سے مزین تھی۔ اس نے اشیاء اور لوگوں کو حقیقت پسندی اور معروضیت پر مبنی پیش کیا اور وہ بھی کسی

---

* [نہ گل کھلے ہیں نہ ان سے ملے ہیں نہ مے پی ہے
عجیب رنگ میں اب کے بہار گذری ہے]

Marfat.com

شکر ریزی یا کومل بانی (Euphemism) کے بغیر ــــ جب ارنسٹو نے اپنی ذاتی زندگی کا تذکرہ کیا خواہ وہ مسرت کے حوالے سے تھا یا رنج والم کے حوالے سے اس نے اس کا اظہار انتہائی انکساری کے ساتھ کیا اور اپنے سننے والوں کے مکمل گیان (شعور) کی موجودگی کا مطالبہ کیا۔

میرے خیال میں اس کی زندگی کے بدترین حالات میں بھی، زندگی سے 'ارنسٹو' کی محبت اتنی زیادہ تھی کہ اس نے اپنی اندرونی منطق کے ذریعے رجائیت کو ڈھونڈ نکالا'' جب چیزیں بری طرح سے جاری ہوں تو یہ سوچ کر میری ڈھارس بندھتی ہے کہ یہ بدتر بھی ہو سکتی تھی۔ اور کسی بھی حالت میں یہ بہتر بھی ہو سکتی ہیں۔''

اگست 1958ء میں جب میں ارجنٹائن کو چھوڑنے کی تیاری میں مصروف تھا، ایک نوجوان صحافی جسے میں نہیں جانتا تھا، نے مجھے ایک کیفے میں ملاقات کے انتظام کے لئے کہا۔ یہ میسیٹی (Mesetti) تھا۔ اُس نے محض دو ماہ 'سائرہ میسٹرا' میں گزارے تھے اور وہ دو خطوط لے کر آیا تھا ایک ارنسٹو کی والدہ کے لئے اور دوسرا میرے لئے۔ وہ یہ خاص درخواست لے کر آیا تھا کہ ہم جس قدر جلد ممکن ہو اسے (جواب) لکھیں۔ مجھے ارنسٹو کا جعلی نام 'ٹیٹ کیل ویک' (Tete Calvache) ابھی تک یاد ہے اور اس کے تمام ان مختلف پتوں (addresses) کا جو 'ہوانا' میں تھے۔ اس کی محبت بھری فطرت، جدوجہد کے دوران درشت ہونے کی بجائے چاہت کی کلیوں سے زیادہ بھرپور ہو گئی تھی۔ اور وہ اپنے دیس، اپنی والدہ، اور اپنے دوستوں کے بارے میں گزشتہ زمانوں کی پُرمسرت یادوں کے بارے میں زیادہ سوچتا تھا۔ میسیٹی (Mesetti) نے 'سائرہ میسٹرا' کے بارے میں، ہر معاملے کے بارے میں اور ہر کسی کے بارے میں فیڈل، راؤل، اور کیمیوں (کے بارے میں) تفصیلاً بتایا۔ لیکن ''اس کے'' بارے میں کچھ بھی نہیں کہا اور نہ اس (اعلیٰ) مقام کے بارے میں جو ارنسٹو نے اپنی انسانی خصوصیات، اپنی جرأت مندی، اور کثیرالجہت قابلیتوں کے باعث حاصل کیا تھا۔ اگر کہیں سول رجسٹری یا ایک سکول، یا ڈبل روٹی بنانے کی مشین یا ہتھیاروں کو ٹھیک کرنے، اور بنانے کی تنظیم کی ضرورت ہوتی تھی تو وہاں بھی ارنسٹو (موجود) ہوتا تھا جو اُسے اپنی ذمہ داری بنالیتا اور اُسے عمل میں لایا کرتا تھا۔ اور میدان جنگ میں وہ ہمیشہ اول (سب سے آگے بام پر ایک کھلے سینہء مہتاب کی طرح) ہوتا تھا۔

اس کی افسانوی بہادری کے بارے میں پہلے ہی سے باتیں کی جارہی تھیں اور حکایتوں کا

Marfat.com

ایک مجموعہ گوئٹے مالا کے ان نوجوانوں کی بدولت جو اسے (ارنسٹو کو) جانتے تھے دھیرے دھیرے ہیئت اختیار کر رہا تھا [وہ جو کبھی دل کو لہو کرتا تھا اور کبھی گریباں کو رفو] اور جنہوں نے آربینز (Arbenz) کا تختہ الٹائے جانے کے بعد ارجنٹائن میں مخصوص طرح سے پناہ حاصل کی تھی۔

میں نے پہلی مرتبہ 2 جنوری کو فلورینس (اٹلی) میں کیوبا کے انقلاب کی فتح کے بارے میں سنا تھا۔

چنانچہ اس دن یعنی 2 جنوری 1959ء سے ارنسٹو کی زندگی ذاتی دائرے سے نکل کر تاریخ کی ملکیت بن چکی تھی۔ اس سے زیادہ میں اور کوئی اضافہ نہیں کر پاؤں گا۔ [کہ بقول مومن: ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا]۔

چنانچہ مجھے اسے گہرائی سے جاننے کی ایک مراعات حاصل تھی۔ اس کے اعتماد کی مراعات اور ایک ایسی عظیم دوستی کی جس میں نہ تو محتاط ہونے کی احتیاج تھی اور نہ ہی کم سخنی کی۔ [گویا نہ صحبتِ کم سخناں نہ شور و فا طلبی] میں اسے تب ملا تھا جب وہ بہت کم عمر تھا جب وہ محض ارنسٹو تھا۔ اس کی نوجوانی کے دنوں سے میں نے ارنسٹو کو ہمیشہ آگے بڑھتے ہوئے پایا، کبھی نہ رکتے ہوئے ___ *

وہ جو ارنسٹو کو بخوبی جانتے تھے۔ اس سے پوری طرح سے باخبر تھے کہ "وہ کبھی بھی نہیں رکا جب تک کہ قطبین (منزل مقصود) تک پہنچ نہیں گیا" مگر یہ کہ وہ اپنی تقدیر کی جانب جا رہا تھا، ایک (ایسی) تقدیر جو کسی عام زندگی کے لئے نہیں تھی۔ میں نہیں جانتا کہ کب اور کیسے، لیکن مجھے ہمیشہ یقین تھا کہ ایک لمبے سفر کے بعد وہ اسی سرنوشت پر جا پہنچے گا۔ **

میں ہمیشہ اُس کے خط، اُس بلاوے، خبروں میں (اُس کے) مضمون پر متحیر ہوا کرتا تھا۔ لیکن اس مرتبہ میں فی الحقیقت متعجب نہیں تھا۔ ***

---

* [جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گذر گئے
رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا]

** [وہ جا رہا ہے کوئی شب غم گذار کے]

*** [نارسائی اگر اپنی تقدیر تھی
تیری الفت تو اپنی ہی تدبیر تھی
کس کو شکوہ ہے گر شوق کے سلسلے
ہجر کی قتل گاہوں سے سب جا ملے]

Marfat.com

آج اس کی موت کے ایک سال بعد بھی میرے لئے ان بے شمار (اَن گنت) یادوں اور ذہن میں موجود تمثالی پیکروں (تصورات) کو ترتیب دینا ایک انتہائی مشکل امر ہے وہ محبت کی چاشنی سے بھرپور ہیں، دکھ اور تعریف کے ساتھ اتنے مخلوط ہیں کہ انہیں ترتیب دینا ناممکن ہے۔

اُس کی عظیم شخصیت کے اتنے قریب اور اس کے ساتھ ساتھ اس قدر دور ہونے کا احساس ہی دشوار ہے۔ وہ 'دیوتا' جو افسانوں، یونانی دیومالاؤں اور قرونِ وسطیٰ کے ہیروز کی یاد دلاتا ہے۔

ایسے شکوہ اور جلال کو اس کی زود حس شفقت اور اس کے انسانی تمول (اس کی انسانی نگری) کے ساتھ متحد کرنا انتہائی مشکل ہے۔

پتھر سے اسے (اس کے مجسمے کو) تراشنا ناممکن حد تک جان تپید گی ہوگی۔

اُسے ''اپنا'' تصور کرنا ناممکنہ حد تک (بزرگی) عظمت ہوگی۔

ارنسٹو گویرا بحیثیت ایک ارجنٹائنین (ارجنٹائن کے شہری) کے عظیم ترین تھا۔ اور شاید وہ دنیا کا سب سے مستند و معتبر شہری تھا۔

ٹائیٹا انفینٹ

اکتوبر 1968ء

☆☆☆

Marfat.com

(ii) Che's Revolutionary Humanism

Global neoliberalism parades victoriously through our era, monopolizing its discouse and ideology. To confront the inherent perversity of the capitalist system's universal domination we need, more than ever, alternative modes of thinking and acting that are universal, global planetary. We need ideas and models that, in a thoroughly radical fastion, confront the worship of the market and of money which has beceome the dominant credo of the moment. As is the case with very few other leftist leaders of the twentieth century, the legacy of Ernesto 'Che" Guevara__ universal spirit, internationalist and consistent revolutionary__ continues to mount such a challenge.

The interest generated by Che Guevara is not surprising. The number of books, conference, articles, films and discussions about Che cannot be explained simply as a commemorative result of the Fortieth anniversary of his demise. For who was interested in Stalin in 1983, thirty years

Marfat.com

after his death?

Years go by, fads change, modernisms are succeeded by postmodernism, dictatorships are replaced by "hard democracies," Keynesianism by neoliberal politics, and the Berlin Wall is replaced by a wall of money. Yet Che's message still shines like a beacon in this dark and cold end of the century.

In his "Theses on the concept of History", the Jewish-German Marxist walter Benjamin, who in 1940 committed suicide to avoid falling in the hands of the Gestapo, wrote that for the oppressed, the memory of their defeated and slain ancestors is a deep source of inspiration for revolutionary action. Ernesto Guevara, together with Jose Marti, Emiliano Zapata, Augusto Sandino, Farabundo Marti and Camilo Torres, is one such martyr: fallen as he stood tall, gun in hand, another seed of a different future planted in the Latin American soil; a star in the firmament of hopes of the people, a coal smoldering under the ashes of despair.

In every revolutionary process happening in Latin America in recent years_ from Nicaragua to El Salvador, from Guatemala to Mexico _ one can detect, sometimes visibly, sometimes not, the influence of "guevarismo". Che's legacy lives in the collective imagination of the fighters and in debates about the methods, the strategies, and the nature of

Marfat.com

their struggles. His message is a seed that in the last 40 years has taken root in the political culture of the Latin American left, growing branches and leaves, bearing fruit. Or as one of the red-dyed threads that, from Patagonia to the Rio Grande, is woven into the fabric of dreams, uptopianism and revolutionary actions.

Are Che's ideas outmoded? Is it now feasible to transform, without a revolution, Latin American societies, where regional oligarchies have encroached the political power for centuries, monopolizing its resources, its wealth and weapons, in order to exploit and oppress. Such a suggestion has been made in recent years by some theoreticians of the Latin America "realistic" left, starting with the talented Mexican journalist and writer Jorge Castaneda, in his latest book La utopia desarmada (The Unarmed Utopia, 1993). Shortly after the book's release, however, an Indian uprising took place in Chiapas, Mexico, under the leadership of the armed utopians of the Zapatista National Liberation Army (EZLN), whose most prominent leaders trace their origins to "guevarismo". It is true that, unlike traditional guerrillas, the Zapatistas do not want to seize power, but rather to transform the Mexican social and political system by catalyzing the self-organizing action of their country's civil society. Yet if not for their January 1, 1994, armed uprising the Zap[illegible]

Marfat.com

not have become the powerful symbol they are today for the victims of neoliberal politics, not only in Mexico but in all of Latin America and the world.

Oddly enough, in a recent article in Newsweek, Jorge Castaneda himself has begurn to wonder whether in Latin America it is at all possible to redistribute wealth and power and change its ancestral social structures through democratic methods. If by the end of the century, Castaneda says, this task shall remain as daunting as before, we may find that, "Guevara had a point after all."[1]

Che was not just a heroic combatant. He was also a revolutionary thinker, a harbinger of a political and ethical project for which he fought and died. The philosophy that gives cohesiveness color and warmth to his ideological thrust is a profound and original revolutionary humanism.[2] For Che, the true communist, the true revolutionary is one who regards the greater problems of mankind as his own personal problems; one who "feels deeply troubled every time a man is killed, anywhere in the world; and is filled with great joy whenever the flag of liberty unfolds anywhere in the world." His internationalism, in addition to a way of life, secular faith, a categorical imperative, and a spiritual abode was the most original, purest, combative and concrete expression of this revolutionary humanism.[3]

Marfat.com

Che often quoted a phrase coined by 'Marti' that summarized 'the true colors of human dignity'. "All true men," Marti said, "must feel a sting when another man is slapped in the face". His struggle to achieve this kind of dignity was the driving force behind all of his actions, from the Battle of Santa Clara to his final desperate gamble in the mountains of Bolivia. Perhaps his attitude comes from Don Quixote, the novel Guevara read atop the Sierra Maestra and throught in his classes of literature among peasant recruits, as well as the hero with whom he identified ironically in his last letter to his parents. Yet not even then does he stray from Marxism. For wasn't it Marx who said, "The proletarian needs his dignity more that he needs bread".

Che's humanism was no doubt Marxist, but his was an unorthodox type of Marxism-which differed radically from the dogmas found in Soviet booklets or in the "structuralist" and "antihumanist" interpretations that emerged in interest in the young Marx of the Economic and Philosophic Manuscripts of 1844 it is because that work concretely suggest "that man is an individual being, whereas the problems of his liberation belong in the social being," stressing the relevance of the struggle of human consciousness against alienation: "Without this type of consciousness enveloping man's social being, communism is not possible". With great sensitivity, Che also

Marfat.com

discovers this humanistic outlook in Das Kapital: "The magnitude of this monomental achievement of human intelligence is such that we are often oblivious to the profoundly humanist (in the best sense of the word) nature of its interest. To a certain extent, the mechanism of the relations of production__ and its most obvious consequence, i.e., class struggle__ conceals the fact that it is man who peoples history.

Mortal enemy of capitalism and imperialism Ernesto Guevara dreamed of a world of justice and liberty, where men would cease to prey on other men. The human being of this new society who Che called the "new man" or the "man of the 21st century' would be an individual who, after breaking the shackes of alienation, would bond with his neighbors in true solidarity and concrete universal brotherhood.[5] This new world must be a world of socialism. Che's famous remark in his "Letter to the Tricontinental" (1967) is very much apropos: "no other alternatives are left, either a socialist revolution or a travesty of the revolution".

Although Che never elaborated a finished theory of the role of democracy in the socialist transition, perhaps his work's biggest shortcoming, he rejected authoritarian and dictatorial conceptions that did so much damage to this century's socialist beliefs.[6] To those who purported that people needed to "be educated" from above, that false dogma sharply rebuffed by

Marfat.com

Marx in his Theses on Feuerabach, i.e., "then who will teach the teacher?" Che responded in a 1960 speech: "The first step to educate the people is to introduce them to the revolution. Never pretend you can help them conquer their rights by education alone, While they must endure a despotic government. First and foremost, teach them to conquer their rights and, as they gain representation in the government, they wil learn whatever they are taught and much more; with no great effort they shall soon become the teachers, towering above the rest," In other words, the only pedagogy that is liberating is one that enable people to educate themselves through their revolutionary practice or, as Marx put it in the German Ideology, "in revolutionary activity, personal change coincides with a modification of conditions."[7]

Though Che's ideas on socialism and democracy were still in flux at the time of his demise, an increasingly critical stance against Stalin's successors and their "actually-existing socialism" was evident in his speeches and writings. In his famous February 1965 "Speech at Algeria", he called upon those countries that considered themselves socialist to "liquidate their tacit complicity with exploitative Western Nations" that maintained unequal trade relations with those peoples who had waged a war against imperialism. For Che, "socialism cannot exist without a change in consciousness that

Marfat.com

will bring about a more brotherly disposition toward humanity, both at the individual level in those nations where socialism was being, or had been, built__ and at the world level, with all the nations that are victims or imperialistic oppression".[8]

In his March 1965 essay, "Socialism and Man in Cuba", Che scrutinized the socialist models prevalent in Eastern European countries and, always from a humanistic and revolutionary standpoint, he repudiated those notions that purported to defeat capitalism by relying on its own fetishes, "in pursuing the Quixotic goal of building socialism by resorting to worn tools inherited from capitalism __ merchandise as the cell of the economy, profitability, individual material interest as an incentive, etc. _ we may find ourselves in a dead end... To build Communism while strengthening society's material foundations we must create a new man." While giving an interview to a French Journalist Jean Daniel in July 1963 Che said "I am not interested in economic socialism without communist principle. We fight against misery but also against alienation. If communism overlooks the acts of consciousness, it may well be a system of redistribution but hardly a revolutionary ethic".__

One of the greater risks inherent in the Soviet model is the toleration of increasing social disparities and the emergenc

Marfat.com

of a privileged stratum of technocrats and bureaucrats. Under such a system of rewards, "it is the managers who increasingly are earning more. A quick glance at the recent project of the German Democratic Republic reveals the relevance attributed to the manager's role__better yet, his earning, for his performance".[10]

Socialism in America, said Jose Carlos Mariategui, can neither be copy nor imitation, but heroic creation. That is precisely what Che, while refusing to copy the models imported from "actually-existing socialist" nations, tried to do. He sought instead new roads to socialism, roads that would be more radical, more egalitarian, more brotherly, more humane, and more consistent with Communist principles.

October 8, 1967 is a date that will stand eternally in the millennial march of oppressed humanity toward its own emancipation. Bullets may kill a freedom fighter, but not his ideals. These will continue to live on, provided that they take root in the minds of those generations who will resume the struggle. That is what the wretches who slaughtered Rosa Luxemburg, Leon Trotsky, Emiliano Zapata, and Che Guevara, discovered, much to their frustration.

After the demise of so-called "actually-existing socialism", the neoliberal faith and its obsessive worship of money stand supreme, in stark contrast to the society Che

Marfat.com

dreams of and fought for. But for those who reject the pseudo-Hegelian notion of the "end of history" with its primal belief in the eternal nature of capitalist exploitation, as for those who condemn the heinous crimes generated by this system and he imperialist New World Order's exclusion of the people of southern nations from the global polity, Che's humanist revolutionary outlook remains a window opened to future of a different sort.

Thanks to "Monthly Review"__on Che's death anniversary

☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب دہم

”لاطینی امریکہ کے حوالے سے سوویت یونین اور کیوبا کے اختلافات“

Marfat.com

لاطینی امریکہ کے حوالے سے سوویت یونین اور کیوبا کے اختلافات

سوویت یونین اور کیوبا وہ کمیونسٹ ممالک تھے جو تمام لاطینی امریکہ میں انقلابی جدوجہد کے حوالے سے مصروف عمل تھے۔ ان دونوں ممالک کی جغرافیائی حدود کو سامنے رکھتے ہوئے ہماری توجہ جس انتہائی اہم عنصر کی جانب سمندِ فکر کا رخ موڑتی ہے وہ ہے نظریاتی بقا۔ کیوبا امریکہ سے محض 90 میل کی دوری پر ایک چھوٹا سادہ جزیرہ تھا جہاں کاسترو اور شے گویرا جیسے عظیم انقلابیوں نے محض اپنے نظریات کو یقین کی بنیاد بنا کر جدوجہد کا آغاز کیا اور مٹھی بھر انقلابیوں نے جنہیں بظاہر داخلی عناصر *، انقلابی اٹھان ** اور معروضی حالات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، گوریلا 'فوکو' قائم کرنے کے بعد کسانوں کی مدد سے 'بٹیسٹا' حکومت کو اُس کے منطقی انجام تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان انقلابیوں نے معروضی حالات کے عنصر کو مکمل طور پر خارج از بحث قرار دے کر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ انقلابی کا کام معروضی حالات کو اپنی ضروریات کے مطابق تبدیل کرنا ہے نہ کہ کہیں اور بیٹھ کر معروضی حالات کی بلوغت اور پختگی کا انتظار کرنا۔ اسی لئے شے گویرا کا وہ جملہ جسے دوہرانے کی ضرورت پیش آ رہی ہے اسی نتیجے کا اعادہ کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے جس کے مطابق ''اگر کاسترو معروضی حالات کی بلوغت کا منتظر رہتا تو وہ ابھی تک میکسیکو میں ہی موجود ہوتا اور کیوبا کا

* داخلی عناصر یعنی کمیونسٹ پارٹی، ٹریڈ یونینیں اور پرولتاریہ

** انقلابی اٹھان یعنی پرولتاریہ کا جوش وجذبہ

Marfat.com

انقلاب محض ایک خواب رہتا۔'' جبکہ سوویت یونین کے نزدیک یہ تمام عمل ''مہم جوئی'' تھا جسے اُنہوں نے (یا شاید خود کاسترو نے)، فیڈلیسٹا (یعنی فیڈل کاسترو کا طریق کار) قرار دیا اور اسی اصطلاح کو ناقدین نے بھی اپنا لیا۔ 'فیڈلیسٹا' کیا ہے یا کیا تھا، اُسے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کیوں رد کرتی تھی یا کم از کم اُس کی حوصلہ افزائی کیوں نہیں کرتی تھی اور کاسترو کے نزدیک وہ کیوں ایک اہم انقلابی طریقہ کار تھا اس کا ہم تفصیلی جائزہ آئندہ کے صفحات میں لیں گے، جبکہ اس کی فوری وجہ وہی ہے جس کا تذکرہ ہم نے اُس مضمون کے آغاز میں کیا ہے۔ یعنی 'نظریاتی بقا'۔

کاسترو کے انقلاب کی کامیابی امریکن سامراج کو بری طرح کھٹک رہی تھی۔ اپنی سرحدوں سے محض 90 میل دور ایک سامراج دشمن حکومت سے امریکہ ایک تو اُس ملک کے نظریات کے باعث اور دوسرے قرب و جوار میں موجود لاطینی امریکہ میں موجود ریاستوں میں ایسے انقلاب کی برآمد کے خطرے کی وجہ سے خائف تھا۔ چونکہ لاطینی امریکہ کے عوام کا عمومی کردار ہمیشہ سے ہی سامراج دشمن رہا ہے، اس لئے ایسے انقلاب کا در آنا کچھ بڑی بات نہیں تھی خاص طور پر جبکہ پورا لاطینی امریکہ 1954ء سے 1988ء تک مسلسل امریکہ نواز آمروں کے زیر تسلط تھا۔ اور خاص طور پر ایک ایسے انقلاب کی کامیابی جو محض چند نظریاتی گوریلوں پر مشتمل ہو اور جس کے لئے تمام وسائل مقامی آبادی ہی سے مہیا ہو سکیں اور مقامی کسان جس کے علمبردار بن جائیں اور گوریلا قیادت جسے بہت سے وسائل کی ضرورت نہ ہو یا وسائل میسر نہ ہوں، اپنی اپنی حکومتوں کو بے بس کر کے اُن کا تختہ الٹ دیں۔ امریکی مفادات کے لئے خطرے کا باعث تھی۔ اپنے ہی 'بیک یارڈ' میں ایسی تبدیلیوں کا محض آغاز ہی امریکہ کے لئے اندیشے کا سبب تھا۔ ان حالات کے پیش نظر اور ردِ انقلاب کے خطرے کو بھانپتے ہوئے کاسترو نے فوری طور پر دو اقدامات اٹھانے کا فیصلہ کیا۔ ایک تو سوویت یونین کی جانب جھکاؤ اور دوسرے لاطینی امریکہ میں انقلاب کی برآمد۔ سوویت یونین سے تعلقات بڑھانے میں شے گویرا کا کردار بہت نمایاں رہا۔ جس نے اس نیشنلسٹ انقلاب کو سوشلسٹ انقلاب میں بدلنے میں اہم کردار ادا کیا۔ کاسترو کا سوویت یونین کی جانب جھکاؤ جہاں سوویت یونین کے لئے خوش آئند تھا وہاں وہ بہت سی ذمہ داریوں کا متقاضی بھی تھا۔ سوویت یونین کو اپنی سرحدوں سے بہت دور ایک ایسے ملک کا دفاع کرنا تھا جس کے لئے بہت بڑی مالی، اخلاقی اور سماجی قیمت ادا کرنا پڑتی تھی۔ کیوبا کو اقتصادی امداد کی فراہمی، ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے اُس کا تحفظ اور اندرونی ردِ انقلاب کی کوششوں کے خاتمے میں مدد سوویت یونین کے

Marfat.com

لئے ایک دشوار راہگذر پر چلنے کے مترادف تھا۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی اپنی فکر کے مطابق کاسترو زیادہ دیر تک انقلاب پر قابو رکھنے کے قابل نہیں تھا اور اس کا امریکہ کی جانب جھکاؤ کچھ ہی دیر کی بات تھی۔ کیونکہ لاطینی امریکہ کے 1930ء کے بائیں بازو نے سماجی اصلاحات کے لئے زیادہ تر امریکی سمجھوتوں پر انحصار کیا تھا۔ سوویت یونین کے دوسرے نقطہ نظر کے مطابق کہ اگر کاسترو نے امریکی حکومت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے سے انکار کیا تو امریکہ براہ راست مداخلت کے ذریعے کاسترو کی حکومت کو ختم کر دے گا۔ یہ دو امکانات تھے جن کی بنا پر سوویت یونین نے اپنی سرحدوں سے ہزاروں میل دور ایک ایسے انقلاب کا دفاع نہ کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے اُس کی مدد کا فیصلہ کیا۔ سوویت یونین کے نزدیک کاسترو اور اس کا گروپ ویسے بھی پیٹی بورژوازی کی نمائندگی کر رہا تھا اس لئے بھی اس کا ریاستہائے متحدہ امریکہ کی جانب جھکاؤ بہت حد تک ممکن تھا۔ جبکہ کاسترو 1954ء کے گوئٹے مالا کے ردِ انقلاب کے بعد اس نتیجے پر پہنچ چکا تھا کہ انقلابی تبدیلیوں کے آغاز کے ساتھ ہی امریکہ کی مداخلت کا عمل شروع ہو جائے گا چنانچہ امریکہ کے دشمنوں کے ساتھ مضبوط تعلقات ہی میں اس کی بقا کا دارومدار تھا۔ دوسرے سوویت یونین کو اپنی حمایت پر مجبور کرنے کے بعد اسے یقین تھا کہ کسی بھی طرح کی امریکی مداخلت سوویت یونین کے لئے انا کا مسئلہ بن جائے گی اور وہ ہر حال میں کیوبا کے تحفظ پر مجبور ہو جائے گا۔ ناقدین کے مطابق جیسا کہ 'ہربرٹ۔ ایس۔ ڈائنرسٹین' (Herbart. S. Dinerstein) نے لکھا ہے کہ کاسترو* جو بنیادی طور پر کمیونسٹ پارٹی کا ممبر (رکن) نہیں تھا اور مارکسزم کے محض عمومی قوانین سے واقف تھا، نے اپنی اور انقلاب کی بقا کی خاطر مارکسزم کو قبول کیا۔ اور اُسے نافذ کرنا شروع کر دیا۔ ویسے بھی 1943ء میں کمنٹرن (Comintern) کے خاتمہ کے بعد نئی کمیونسٹ تحریکوں پر سوویت یونین کا اثر نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور کمیونسٹ انٹرنیشنل ختم کر دیئے جانے کے بعد جو واحد رسمی مشینری تھی جو کمیونسٹ پارٹیوں یا افراد کو کسی بھی طرح کے یکطرفہ اعلانات سے روکنے کا باعث تھی، اب کسی بھی پارٹی یا فرد کے دعوے کو جھٹلانا ناممکن تھا۔ چنانچہ کاسترو کے مارکسسٹ ہونے کے دعوے کو بقول ناقدین پرکھنے کی کوئی ایسی کسوٹی موجود نہیں تھی چنانچہ سوویت یونین کو بہر حال اس کے اس دعویٰ کو کسی حد تک پذیرائی دینا پڑی لیکن 1943ء میں جب سوویت یونین اپنی بقا کی جنگ لڑ رہا تھا کون کہہ سکتا تھا کہ بیس سال بعد ایک غیر کمیونسٹ لیڈر محض دنیا کی سب سے بڑی کمیونسٹ طاقت کی مدد حاصل کرنے کی خاطر خود کو کمیونسٹ کے طور پر پیش کرنے کو تیار ہو گا۔

---

*نیڈ گرانٹ نے کاسترو کو محض ''پیٹی بورژوا ڈیموکریٹک'' کہا ہے۔ خود شے گویرا نے بھی اُسے ''قوم پرست'' سے ہی تعبیر کیا ہے۔

Marfat.com

اسی دوران 1961ء میں صدر جان۔ایف۔کینیڈی نے کیوبا کے کچھ جلاوطنوں کو ساتھ ملا کر C.I.A کی زیر قیادت 'بے۔آف۔پگ' (Bay-of-Pig) کا تنازعہ شروع کر دیا۔ مقصد کاسترو حکومت کو ختم کرنا تھا۔ سوویت یونین نے آغاز میں تو محض خود کو اخلاقی مدد تک محدود رکھنے کا فیصلہ کیا۔ 'پراودا' (PRAVDA) کے اداریے میں لکھا گیا کہ امریکہ گوئٹے مالا جیسا تجربہ کرنا چاہتا ہے لیکن اب لاطینی امریکہ کے عوام اور کیوبا کے عوام اس جارحیت کے خلاف متحدہ محاذ قائم کریں گے۔ جہاں تک سوویت یونین کی مدد کا تعلق تھا تو 'پراودا*' نے لکھا۔

''سوویت عوام ناراضگی اور درشتگی سے سامراجیوں اور اُن کے گماشتوں کی اس جارحیت کی مذمت کرتے ہیں اور تمام دنیا کے عوام کے ساتھ متحد ہو کر مطالبہ کرتے ہیں کہ: کیوبا سے ہاتھ ہٹا لو'' اگلے روز ماسکو میں امریکن سفیر کو جو مراسلہ دیا گیا اُس میں ایک قدم اور آگے بڑھایا گیا تھا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ سوویت یونین اقوام متحدہ سے مطالبہ کرے گا کہ وہ کیوبا کے خلاف اس جارحیت کو ختم کروائے، اور اگر ایسا نہ ہوا تو سوویت یونین دوسری اقوام کے ساتھ مل کر کیوبا کو مدد فراہم کرنے کا حق محفوظ رکھے گا۔

کینیڈی کی کوشش کی ناکامی کے بعد کسی بڑی جنگ کے خطرے کے پیش نظر امریکہ نے مزید فوری کوشش ترک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ امریکہ کی شکست کو سامنے رکھتے ہوئے خردشیف نے اندازہ لگایا کہ غیر ملکی امریکی فوجی اڈوں کے تدارک کے لئے سوویت یونین کو بھی اپنے دوست ممالک میں فوجی اڈے قائم کرنا چاہیں۔ چنانچہ پہلی مرتبہ کیوبا پر دباؤ ڈالا جانے لگا کہ وہ ترکی اور اٹلی، جو کہ امریکن سامراج کے ساتھی تھے، کی طرح کیوبا میں سوویت اڈے قائم کرے لیکن اسی دوران سوویت یونین کو 'کیوبا کے میزائل کے بحران' میں شکست کھانا پڑی جس کے سبب اُس نے اپنے عزائم کو محدود کر لیا۔ اسی دوران کاسترو نے امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان اس معاہدے کو مسترد کر دیا جس کے مطابق امریکہ کیوبا کی زمینی 'تفتیش کے بعد' کیوبا پر حملہ نہ کرنے کا پابند ہو گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ کیوبا نے اپنی فضائی حدود کو امریکی طیاروں کی پرواز کے لئے کھولنے کی اجازت بھی دے دی۔ چنانچہ اس طرح کاسترو کیوبا کے بارے میں امریکہ کی اس عملی

* پراودا (Paravda) سوویت یونین کا سرکاری اخبار (روزنامہ تھا) جس کے معنی ''سچ'' کے ہیں اس کا پہلا شمارہ 1899ء میں لینن نے اپنی جلاوطنی کے دوران شائع کیا تھا۔

Marfat.com

یقین دہانی حاصل کرنے کے قابل ہو گیا کہ اُس پر امریکی جارحیت نہیں کی جائے گی۔ بہت کم لوگوں کو یہ شک تھا کہ یہ تمام واقعہ سوویت یونین کی مدد کے بغیر بھی رونما ہو سکتا تھا۔

1945ء کے بعد سوویت یونین جو اس سے قبل دنیا میں کسی بڑے کمیونسٹ انقلاب کی کامیابی کا صلہ اپنے نام کرنے میں ناکام رہا تھا۔ شمالی کوریا کے بعد کیوبا کے انقلاب کی کامیابی اپنے نام کرنے کے بعد سوشلسٹ بلاک میں خصوصاً اور عالمی سطح پر عموماً دنیا بھر میں کمیونزم پھیلانے کا صلہ حاصل کرنے میں کسی حد تک کامیاب رہا۔ اس سے قبل 1949ء میں عوامی جمہوریہ چین اور 1954ء میں شمالی ویتنام کے انقلاب ملکی اور عوامی کوششوں کی پیداوار تھے۔ اور ان میں محض کسان تحریک نے ہی ماؤزے تنگ اور ہوچی منہ کی قیادت میں انتہائی اہم کردار ادا کیا تھا اور چونکہ ان انقلابات میں مراعات یافتہ جاگیردار طبقے کو شکست دے کر براہ راست انقلاب کی باگ دوڑ کمیونسٹوں کے ہاتھ منتقل ہو گئی تھی چنانچہ ان دونوں انقلابات کا روسی انقلاب سے اختلاف تاریخی اور یقینی امر تھا۔ کیونکہ دونوں میں نیشنل بورژوازی اور شہری محنت کش (پرولتاریہ) کی عدم موجودگی کے باعث پورے مارکسی نظام کی ایک زنجیر موجود نہیں تھی اور یہ دونوں ممالک زرعی سے صنعتی انقلاب کی جانب انقلاب کے بعد منتقل ہو رہے تھے اور ان انقلابات کے دوران سوویت یونین نے کسی بھی جگہ انقلابی کردار کی پرورش میں کوئی مدد فراہم نہیں کی تھی، اس لئے سوویت یونین نے کیوبا کے انقلاب کو سرخاب کے پر کی مانند اپنے تاج میں سجا لیا۔ حالانکہ کیوبا کا انقلاب اپنی طرز میں کسی نہ کسی طور چائنہ کے انقلاب سے زیادہ قریب تر تھا جس کے باعث بعد ازاں شے گویرا پر چین دوست ہونے کا الزام بھی لگایا گیا۔

ادھر سوویت یونین کیوبا کے انقلاب کا داعی بننے کا دعویدار تو ضرور تھا لیکن کاسترو کے لئے کیوبا پر امریکی جارحیت نہ ہونے کے وعدوں کی چنداں کوئی اہمیت نہ تھی، کیونکہ کیوبا پر امریکی جارحیت کی صورت میں خروشیف کو براہ راست کوئی خطرہ نہیں تھا۔ نہ تو سوویت یونین کو جغرافیائی سطح پر کسی دباؤ تلے لایا جا سکتا تھا اور نہ ہی سوویت یونین کے نظریات کے تحت کیوبا کے انقلاب کا تحفظ لازم تھا۔ کیوبا میں کاسترو پر جارحیت کی صورت میں خروشیف کے لئے یہ محض ایک سیاسی شکست تھی اور ایسی سیاسی شکست سوویت یونین 1919ء میں ہنگری میں انقلابی حکومت کا تختہ الٹائے جانے کے بعد برداشت کر چکا تھا چنانچہ کاسترو اس خطرے کو بھانپ چکا تھا کہ کسی بڑی جارحیت کی صورت

Marfat.com

کے دوران کیوبا کا تنہا رہ جانا ایک واضح امکان تھا۔ سو وہ محض سوویت یونین پر تکیہ کیے طوفان کے آنے کا انتظار نہیں کرسکتا تھا۔ اس لئے دوراندیشی کے تقاضے کے تحت کاسترو نے لاطینی امریکہ میں مختلف جگہوں پر انقلاب برپا کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں اور اُسے معلوم تھا کہ کسی بھی بڑے اور زیادہ وسائل رکھنے والے لاطینی امریکی ملک میں کامیابی کے معنی اُسے نہ صرف تحفظ فراہم کرنے کا باعث ہوں گے بلکہ وہ دنیا کا سب سے عظیم انقلابی قائد بن کر بھی ابھرے گا۔

کیوبا کی انقلابی فکر

کیوبا کے انقلاب میں ایک چھوٹے سے 'فوکا' نے جدوجہد کا آغاز کیا تھا اور وہی 'فوکا' (دستہ) کسانوں کی مدد سے انقلابی جدوجہد میں تبدیل ہو کر کیوبا میں انقلاب کا باعث بنا۔ چنانچہ کاسترو، اور گویرا کو یقین تھا کہ اسی طرح کے مختلف 'فوکا' لاطینی امریکی ممالک میں انقلاب لانے کا باعث بنیں گے۔ اُن کے اس دعوے میں یقیناً کشش بھی موجود تھی۔ کیونکہ لاطینی امریکہ کے نوجوان، کمیونسٹ پارٹیوں کی سست روی اور اُن سیاسی تجزیوں جن کے مطابق لاطینی امریکہ کے معروضی حالات ابھی انقلاب کے لئے پختہ نہیں تھے، سے بہت حد تک عاجز آ چکے تھے چنانچہ اُنہوں نے کاسترو کے اندازِ فکر کو اپنانا شروع کر دیا لیکن 'بالشوزم' کے طالب علم کے اندازِ فکر سے دیکھا جائے تو سوال یہ تھا کہ ''کون کس پر غالب ہے''، انقلابی پارٹیاں یا انقلابی 'فوکا'۔

ناقدین کے مطابق کاسترو کو لاطینی امریکہ کی طبقاتی بناوٹ کی شناخت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسی طرح وہ لاطینی امریکہ میں کلاسیکل مارکسی طرز کے انقلاب کا پابند بھی نظر نہیں آتا تھا وہ کسانوں اور محنت کشوں کی مخفی انقلابی قوت کو تسلیم کرتا تھا۔ لیکن اس کے یہاں انقلابی دانشوروں کا مقام بہت بلند تھا جو ہراول گوریلا کے طور پر ''انقلابی عمل کو تیز تر کرنے کا کام سرانجام دیتے تھے۔'' 1960-70ء تک کیوبا میں یہ طرزِ فکر بہت ممتاز نظر آتا ہے۔ 1968ء میں فیڈل کاسترو مصر ہے کہ ''طبقاتی تجزیے کے بہت سے ابہام 'چلی' کے معاملے میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ آئن ڈے کی سوشلسٹ پارٹی کا 'پرولتاری کردار' اتنا ہی قابل اعتراض ہے جتنا کہ ریڈیکل پارٹی (جس نے فاتح اتحادی پارٹیوں کے ساتھ مل کر حکومت بنائی تھی) کا 'انقلابی کردار' کیونکہ یہ درمیانے طبقے کی پارٹی سیاسی اعانت پر زور دینے میں بدنام ہے۔ علاوہ ازیں ستمبر الیکشن کی سہ رخی دوڑ میں 'ایلنڈے'

Marfat.com

محض عوامی ووٹ کا 36.2 فیصد لینے میں کامیاب ہوا ہے جبکہ اس کا قریبی حریف قدامت پسند ایلسنڈری (Allesendry) 34.9 فیصد ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ جبکہ کرسچین ڈیموکریٹ کے امیدوار ٹومک (Tomic) کو 27.8 فیصد ووٹ ملے ہیں، اگر چلی' کا آئین صدر 'فریا' (Frei) کو دوبارہ الیکشن میں امیدوار بننے سے نہ روک دیتا تو عمومی خیال یہ تھا کہ وہ اس عہدے کے لئے دوبارہ منتخب ہو جاتا۔ گوریلا کو انقلابی مہم کا مرکزہ بننا ہے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ بالآخر نتیجہ ایک ہی برآمد ہوگا۔ جیسا کہ (OLAS) 'لاطینی امریکہ سوشلسٹ آرگنائزیشن' کے اعلانیے میں کہا گیا ہے کہ لاطینی امریکہ میں گوریلا جنگی طریق کار"۔

لیکن اب یہاں ابہام یہ پیدا ہوتا ہے کہ مارکسی نقطہ نظر سے کسی خاص طبقے (پرولتاریہ) کو اس انقلاب کی قیادت کرنا ہے مگر کاسترو یہاں طبقے کی بجائے فیصلہ عمل کرنے والوں پر چھوڑ دیتا ہے۔ یاد رہے کہ شے گویرا نے بھی ایک جگہ یہ کہا ہے کہ "صرف انقلابی ہی جانتا ہے کہ اُسے کن حالات سے کیسے نمٹنا ہے" اور یہ کہ "انقلاب سے بہتر کوئی استاد نہیں ہے۔"

یہاں کاسترو کا اصرار گوریلا جنگی طریق کار پر ہے نہ کہ اس پر کہ مسلح جدوجہد کی قیادت کون کرے گا۔ جس کے معنی صرف یہ نکلتے ہیں کہ صرف کیوبا کا آزمودہ طریق کار ہی انقلابی جدوجہد کا موزوں ترین طریقہ ہے اور کسی خاص طبقے یا خاص سماجی پرت کا کوئی انقلابی کردار نہیں ہے۔

ناقدین کی رائے میں کچھ طبقات کو قبل از تجربی (apriori) بنیاد پر انقلابی تحریک سے علیحدہ کر دیا گیا یا اس میں شامل کر دیا گیا۔ 4 فروری 1962ء کو 'اعلان ہوانا' (decleration Havana) کے مطابق نیشنل بورژوازی کو 'جاگیردارانہ مخالف' اور سامراج مخالف جدوجہد سے نکال باہر کیا گیا کیونکہ "یہ سماجی انقلاب کے خوف سے مفلوج ہو جاتی ہے اور استحصال زدہ عوام کی چیخ سن کر خوفزدہ ہوتی ہے۔" جبکہ دوسری طرف اگرچہ کسان، گوریلا قوتوں کا بڑا حصہ قرار پاتے ہیں لیکن دوسرا اعلانیہ تسلسل سے کہتا ہے کہ

"۔۔۔ کسان طبقہ چونکہ بدترین پسماندگی اور تنہائی میں رکھا جاتا ہے چنانچہ اُسے انقلابی دانشوروں اور محنت کش طبقے کی انقلابی اور سیاسی قیادت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جن کے بغیر وہ خود سے جدوجہد میں شامل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی فتح کا حصول ممکن بنا سکتا ہے۔"*

---

* کلاسیکل مارکسی طرزِ فکر یہی ہے۔

Marfat.com

تاہم دوسرے اعلامیے کا بنیادی زور لاطینی امریکہ میں گوریلا جدوجہد کی ضرورت پر ہے۔ کیونکہ گویرا کے بقول ''ہر انقلابی کا فریضہ انقلاب لانا ہے''۔ گویرا اپنے مضمون ''گوریلا کے جنگی طریق کار'' میں اسے زیادہ واضح طور پر بیان کرتا ہے: یعنی ''گوریلا طریق کار ایک ذریعہ'' میں گویرا لکھتا ہے۔

''پہلے تو یہ بات واضح کر دینی چاہیئے کہ جدوجہد کی ہیئت ایک ذریعہ ہے۔

۔۔۔۔ایک ذریعہ جو کہ ایک مقصد کے حصول کے لئے بروئے کار لایا جاتا ہے۔۔۔ (مقصد ہے) قوت کا حصول۔۔۔ یہ تمام انقلابیوں کے لئے لازمی اور اٹل مقصد ہے۔ چنانچہ لاطینی امریکہ کے مختلف ممالک کے ٹھوس حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے ہمیں خود کو ''گوریلا جنگی طریق کار'' کی اصطلاح کے تنگ مفہوم تک محدود رکھنا ہوگا یعنی بحیثیت ایک ذریعے کے جس سے ریاستی قوت کو جیتا جا سکتا ہے۔''

قصہ مختصر بالخصوص دیہی علاقوں کی عوامی حمایت پر انحصار کرتے ہوئے گوریلا جنگی طریق کار کا نچوڑ یا اساس انقلابیوں کو سیاسی قوت کی فتح کا مختصر راستہ فراہم کرنا تھا۔

سوویت یونین کی رائے میں قوت حاصل کرنے کے اس مخصوص طریق کار کے مطابق کیوبا جدوجہد کا تقریباً مکمل غیر طبقاتی ماڈل (نمونہ) مہیا کر رہا تھا، منطقی طور پر کسی سماجی طبقے کے برعکس کوئی ''سیاسی کردار'' اس طریق کار کو اپنا سکتا ہے خواہ اس کی طبقاتی بنیاد کوئی بھی ہو۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ''ہوانا'' کسی گروپ کو۔۔۔ خواہ اس کی طبقاتی یا پارٹی وابستگی کسی سے بھی ہو۔۔۔ انقلابی دستاویزات عطا کر سکتا ہے۔۔۔ بشرطیکہ وہ دیہی علاقوں میں جا کر مسلح جدوجہد کا آغاز کر دے۔ جیسا کہ ''بٹیسٹا مخالف'' جدوجہد کے دوران کیوبا میں کمیونسٹ پارٹیوں اور پرولتاریہ کو پس پشت ڈال کر انقلابی قیادت پیٹی بورژوا اور انقلابی دانشوروں کو دی گئی تھی۔

اسی طرز پر مارکسی اصولوں کے بالکل برعکس ''ہوانا'' (ان تمام) کمیونسٹ پارٹیوں اور پرولتاریہ کو انقلابی مختار نامہ دینے سے انکار کر سکتا ہے اگر وہ انقلابی جنگ میں شامل ہونے میں (کسی طور بھی) ناکام رہیں۔ ''فیڈل ازموٗ'' کی یہ صورتحال نہ صرف بنیادی مارکسی قوانین کے بالکل برعکس تھی بلکہ اس نے انقلابی تحریک کے دوران کمیونسٹ پارٹی کے کردار کو بھی چیلنج کیا تھا۔

کاسترو نے اس مسئلے کو سیدھے سبھاؤ OLAS کے سامنے کانفرنس میں واضح طور پر پیش کیا

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

جو فیڈل ازم' کو (سوویت) کمیونسٹوں سے علیحدہ کرتا تھا۔ کاسترو نے کہا۔

''یہ اُن کے درمیان نظریاتی تنازعہ ہے جو انقلاب لانا چاہتے ہیں اور جو اسے نہیں لانا چاہتے۔ یہ تنازعہ ان کے مابین ہے جو عمل کرنا چاہتے ہیں اور وہ جو عمل نہیں کرنا چاہتے۔''

''اسی کانفرنس میں کاسترو نے کہا تھا کہ کچھ قابل تعظیم اور عالی منصب انقلابی مفکرین کے لئے ہم محض پیٹی بورژوا 'مہم جو' ہیں جن کے پاس انقلابی بلوغت کا فقدان ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ انقلاب بلوغت سے پہلے ہی آ گیا کیونکہ بالآخر، وہ (انقلابات کے معروضی حالات) پختہ ہوتے ہیں، زیادہ پختہ ہو جاتے ہیں اور وہ اتنے زیادہ پک جاتے ہیں کہ وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔

''بعدازاں اس نے کہا OLAS ایک ایسی تنظیم ہے جو سچے انقلابیوں پر مشتمل ہے اور ہم کسی انقلابی کے خلاف تعصب نہیں رکھیں گے'' (گرینما اگست 20، 1967ء، صفحہ 3)

اس کے علاوہ اس نے یہ بھی اشارہ دیا کہ محض کمیونسٹ ہونا انقلابی تحریک کی قیادت کے لئے کافی نہیں ہے اور وہ بھی محض اپنے نظریاتی دستاویزات مختار ناموں کے ساتھ۔ کاسترو کے بیانات کو کسی قدر مسخ کئے جانے کے امکانات پر بھی نظر رکھنا ضروری ہوگا۔ کاسترو یقیناً یہاں لاطینی امریکہ کے کمیونسٹوں کا تذکرہ کر رہا ہوگا جن کے بارے میں اس کے خیالات مثبت نہیں تھے بلکہ شے گویرا جیسا مارکسسٹ لیننسٹ کہلوانے والا انقلابی لاطینی امریکہ کی کمیونسٹ پارٹیوں کو موٹی اور کاہل الوجود کہتا ہے۔۔۔ کاسترو کی یہ مندرجہ ذیل تقریر اس صورتحال کو کسی قدر واضح کرتی ہے۔

''اس براعظم میں لاطینی امریکہ کی کیمونسٹ پارٹیوں کے علاوہ بھی بہت بڑی تحریکیں جاری ہیں۔ ہم ان بڑی تحریکوں کے ساتھ ہیں اور ہم کسی تنظیم کے کردار کا اندازہ اس سے نہیں لگائیں گے کہ وہ کیا کہتی ہے بلکہ اس سے کہ وہ (تنظیمیں) اپنے چال چلن سے کیا کرتی ہیں اور کیا ثابت کر پاتی ہیں۔''

Orignal wording of Castro. "to some illustrious revolutionary thinkers, we are only petit-bourgiosis adventurers without revolutionary maturity, we are lucky that Revolution came before maturity, because at the end, the mature ones, the over maure ones, have gotten so ripe, that they are rotten".

Marfat.com

سوویت یونین کے ناقدین کے مطابق نظریات اور طبقاتی وابستگی کی نسبت (کیوبا کے نزدیک) انقلابی عمل کسی انقلابی جدوجہد میں شامل ہونے کے لئے یا اس کی قیادت کرنے کے لئے زیادہ اہم تھا۔ غیر جانب دار (جن کا تعلق بائیں بازو سے نہیں ہے) مبصرین کے خیال میں "بتیستا مخالف" جدوجہد کے آغاز میں اور اس کے دوران کاسترو کا اپنا تجربہ اس رویے کی عکاسی کرتا تھا اور یہ کیوبا کی انقلابی روایت کی گہری جڑوں میں موجود سیاسی رویے کے طریق کار کا اظہار بھی کرتا ہے۔ یہ انقلابی عمل انیسویں صدی کے آخری عشرے میں سپین (Spain) کی نوآبادیاتی حکومت کے خلاف طویل گوریلا جدوجہد کے دوران دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہ میکیڈو (Machado) آمریت کے خلاف وہ جدوجہد ہے جو 1933ء کے بے آس انقلاب پر تمام ہوئی۔ اور اس انقلاب کی تباہی میں بچنے والے "ایکشن گروپوں" کے ساتھ بعدازاں دوسری عالمی جنگ کے بعد کاسترو کا عملی تعاون شروع ہوا تھا۔

عمل کے ساتھ کیوبا کا لگاؤ بظاہر مارکسسٹ لیننسٹ اصولوں کی نفی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے، لیکن یہ رویہ لاطینی امریکہ کے حوالے نئے ہے۔ لاطینی امریکہ کے حوالے سے نظریات کے کمیونسٹ استعمال کو کاسترو "استفسار نامہ"، دُعا با جماعت، مالا و تسبیح سے تعبیر کرتا ہے اور لاطینی امریکہ کے بارے میں کہتا ہے کہ

"۔۔۔ ہر کوئی جو خود کو مارکسسٹ کہتا ہے فی الحقیقت اِس یا اُس منشور کا پابند محسوس کرتا ہے اور وہ 25 مختلف تنظیموں کے منشور پڑھتا ہے اور وہ سب کے سب ایک جیسے ہیں جن کو نمونوں سے نقل کیا گیا ہے اور وہ کسی کو بھی متاثر کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے اور کوئی بھی چیز مارکسزم کے بانی کے خیالات اور طریق کار سے اس قدر دور نہیں لے جاتی جتنا کہ کھوکھلے الفاظ اور پھر ان خیالات پر سیدھی جیکٹ کا چڑھایا جانا۔۔۔ کیونکہ یہ تھیسس 40 سال پرانے ہیں۔ مثال کے طور پر نیشنل بورژوازی کے کردار کے بارے میں لکھا گیا معروف تھیسس، بالآخر نجانے خود کو قائل کرنے کے لئے کتنا زور لگانا پڑا ہوگا کہ اس براعظم کے لئے یہ خیال ایک بیہودگی ہے۔ کتنے کاغذ، کتنے جملے، کتنے کھوکھلے الفاظ محض اس انتظار میں ضائع کئے گئے ہوں گے کہ ایک لبرل، (آزاد خیال) ترقی پسند، سامراج مخالف بورژوازی کو تخلیق کیا جا سکے۔"

کاسترو کے foco 'فوکو' کے نظریے پر تنقید کرتے ہوئے بعض نقادوں نے اسے ایک

Marfat.com

مخصوص اعلیٰ گروپ کا نظریہ* (elite concept) قرار دیا ہے جس کے مطابق چند لوگ جن کی تعداد نصف درجن یا زیادہ سے زیادہ ایک درجن ہو انقلابی جدوجہد کا آغاز کر سکتے ہیں۔ بقول انہی ناقدین کے 'فیڈلسٹ' کا تصور یہ ہے کہ معروف لیکن جہالت زدہ عوام کی قیادت دانشور اور ثقافتی لحاظ سے برتر مخصوص گروپ کو محض انقلابی عمل کے ذریعے کرنا ہوگی۔

'ہوانا' (Havana) کے دوسرے اعلانیے کے مطابق'' جامد اور پسماندہ دیہی آبادی کو انقلابی دانشور (محنت کشوں کے ہمراہ) ناقابل گریز'' انقلابی اور سیاسی قیادت بہم پہنچائی گے۔ OLAS کے اجلاس میں فیڈل نے ''عوام'' کا لفظ وسیع معنوں میں استعمال کرتے ہوئے کہا کہ ''اُن کی قیادت'' سچے انقلابی'' کریں گے جو کہ گوریلا کے ہراول کا کام انجام دیں گے۔''

فیڈل نے کہا'' یہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو سمجھتے ہیں عمل سے پہلے خیالات کو عوام میں کامیابی سے پھیلانا اہم ہے اور دوسرے یہ سمجھتے ہیں کہ عمل ہی سب سے اہم آلہ ہے جو عوام میں خیالات کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے کام آ سکتا ہے۔ وہ جو انقلابی عمل کو شروع کرنے سے پہلے ہچکچاتے ہیں تاکہ خیالات کو عوام کے ایک انبوہ کثیر میں کامیابی سے ہمکنار کیا جا سکے۔ کبھی بھی انقلابی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایسے انقلابی اور امیر کبیر جاگیردار یا ایک دولت مند بورژوا میں کیا فرق ہو سکتا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔'' کاسترو کو اس اندازِ فکر سے کسی حد تک لاطینی امریکہ کے ممالک میں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ وہ اس طرح کہ 'فوکا' کے نظریے کے تحت بہت سے نوجوانوں نے لاطینی امریکہ کے مختلف ممالک مثلاً پیرو، السلواڈور، بولیویا، چلی، وینزویلا، کولمبیا وغیرہ سے کیوبا پہنچ کر تربیت حاصل کی اور واپس اپنے ممالک میں جا کر انقلابی عمل میں مصروف ہو گئے۔ لیکن یہ سب کچھ لاطینی امریکہ کی کمیونسٹ پارٹیوں کے لئے مشکلات کا سبب بن رہا تھا۔ اس کے علاوہ

* نیڈگرانٹ کے بقول ایک ایسا انقلاب جو ماؤ اور کاسترو کا مرہون منت تھا۔ تاریخ کے پیش کردہ فرائض کی سطح سے کبھی بلند نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی بنیادی طاقت کسان تھے۔ کسان کبھی بھی ایک آزاد کردار ادا نہیں کر سکتے چنانچہ ایسے انقلابات کا انجام پرولتاری بوناپارٹ ازم کی صورت میں پیش ہوتا ہے۔

Marfat.com

'فیڈلسٹ' تحریک کے باعث کاسترو کو سوویت یونین* کے ساتھ تبادلے کی اپنی پوزیشن کو مضبوط بنانے کا موقع بھی مل گیا۔ 1962ء کے ''میزائل کے بحران'' کے بعد 'فیڈلسٹ' تحریک پہلے وینزویلا، پھر 'پیرو' گوئٹے مالا اور کولمبیا میں پھیل گئی جس کے سبب ماسکو کو 63-1962ء میں ''ہوانا'' کو بہت سی سیاسی اور معاشی مراعات دینا پڑیں۔ چنانچہ کیوبا کو اس طرح دوہرے فوائد حاصل ہوئے علاوہ ازیں کیوبا سوویت یونین سے امداد حاصل کرنے کے باوجود سوویت یونین پر کھلے عام تنقید بھی کر رہا تھا۔ جس سے تیسری دنیا اور کمیونسٹ بلاک میں بھی اس کی حیثیت زیادہ اہم ہوگئی۔ کیوبا کھلے عام لاطینی امریکہ کی کمیونسٹ پارٹیوں کو انقلاب دشمن کہتا تھا۔ جبکہ 1964ء کے معاہدے کے مطابق جس میں سوویت یونین، کیوبا اور لاطینی امریکہ کی کمیونسٹ پارٹیاں شامل تھیں، تمام پارٹیوں کو اپنا راستہ منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا تھا چونکہ یہ معاہدہ زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا چنانچہ کیوبا نے ان کمیونسٹ پارٹیوں پر دباؤ بڑھانے کے لئے تابڑتوڑ حملے شروع کر دیئے۔ انہیں انقلاب دشمن قرار دینے کے معنی سوویت یونین کو انقلاب دشمن قرار دینے کے مترادف تھے۔ اگلے سالوں میں کیوبا کے سوویت یونین سے اختلافات کا دائرہ اور بھی وسیع ہو گیا جب کیوبا نے تمام انقلابی پارٹیوں، یاد رہے کہ اس میں تمام کمیونسٹ پارٹیوں کا ذکر نہیں ہو رہا، کا اجلاس بلایا، اور تمام لاطینی امریکہ میں پرتشدد انقلاب کی قراردادیں منظور کیں جو تمام کی تمام لاطینی امریکہ کی کمیونسٹ پارٹیوں کے خلاف تھیں۔ سوویت یونین کا وفد جسے اس اجلاس میں نمائندہ حیثیت سے دعوت دی گئی، خود پر بھرپور حملوں کے باعث محض پہلو بدلنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکا۔ اُدھر گویرا نے سوویت یونین کی نظریاتی وابستگیوں کے خلاف بھرپور تنقید کا اظہار شروع کر دیا۔ کیوبا کی زیرنگرانی عمل پذیر صنعتی ترقی میں سوویت یونین کی رکاوٹ کے باعث جو گویرا کی زیرِ نگرانی عمل پذیر تھی، گویرا نے سوویت یونین کو کھلے عام اس کا ذمہ دار ٹھہرانا شروع کر دیا۔ مصر اور الجزائر میں اپنی تقاریر کے

*1960 کی دہائی سے لے کر سوویت یونین کے انہدام تک کیوبا کو ایک ملین ڈالر روزانہ کی چھوٹ دی جاتی تھی۔ مثلاً 1970 میں روس نے کیوبا سے 40 سینٹ فی پاونڈ کے حساب سے چینی خریدی جبکہ عالمی منڈی میں اس کی قیمت 18 سینٹ فی پاونڈ تھی۔ 1977 میں کیوبا نے روسی تیل 7.40 ڈالر فی بیرل کے حساب سے خریدا جبکہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمت 20.25 ڈالر فی بیرل تھی یعنی (60) فیصد کی رعایت 1966 سے 1978 کے عرصے میں سوویت یونین نے کیوبا کو 13 بلین ڈالر کی امداد دی اس میں بلاسود قرضے بھی شامل تھے ___ نیڈ گرانٹ، صفحہ 362-361

Marfat.com

دوران اس نے ترقی پذیر ممالک کے سرمایہ دارانہ استحصال کو سوویت یونین کے موجودہ طرز عمل اور افعال کے مساوی ٹھہرایا۔ گویرا نے سوویت یونین کے ترقی پذیر ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات کو عالمی منڈی کی قیمتوں کی بنیاد پر طے کرنے کے عمل پر نقطہ چینی کرتے ہوئے کہا ''اگر ہم دو اقوام (ترقی پذیر اور ترقی یافتہ) کے گروہوں کے درمیان اس طرح کے تعلقات قائم کریں گے تو ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ سوشلسٹ ممالک، کسی حد تک، سامراجی استحصال میں شریک جرم ہیں۔''

سوویت یونین کے دباؤ کے تحت کیوبا کو صنعتی ترقی کی رفتار بہت آہستہ کرنا پڑی اور اس کا زیادہ سے زیادہ انحصار چینی کی پیداوار پر ہو گیا۔ اس کے باوجود کاسترو نے خود کو سوویت یونین کے دباؤ سے آزاد رکھنے کی کوششیں جاری رکھیں۔ اُس نے نہ صرف یہ کہ سوویت یونین پر کھلم کھلا حملے شروع کر دیئے بلکہ کیوبا کی کمیونسٹ پارٹی میں سوویت یونین کے حامی اراکین کو پارٹی سے نکالنا شروع کر دیا۔ 1968ء کے شروع میں یہ مہم ''گروہ بندیوں'' (Factionalists) کے نام پر شروع کی گئی اور زیادہ تر اس کا ہدف وہ اراکین تھے جن کا تعلق سوویت سفارتخانے سے تھا۔

سوویت یونین کا دوسرے سوشلسٹ* ممالک کے اندرونی مسائل میں عمل دخل کوئی مخفی عمل نہیں تھا لیکن کاسترو نے پہلی مرتبہ سوویت سفارتخانے کو ایسے اقدامات کا مجرم ٹھہرایا اور سوویت سفارتخانے سے تعلقات رکھنے والے کیوبن کمیونسٹ پارٹی کے اراکین کو 'غیر وفادار' قرار دیا۔ البانیہ، چین اور یوگوسلاویہ کے مصنفین نے بھی سوویت یونین پر ایسے الزامات عائد کیے لیکن یہ اس وقت ہوا جب ان ممالک کو امداد بند کی جا چکی تھی۔ البتہ کاسترو اور کیوبا کی امداد جاری رہی جس کی وجوہات پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

اس سے قبل 1965ء میں سوویت یونین نے لاطینی امریکہ کے ان تمام ممالک سے اپنے سفارتی تعلقات بہتر بنانے کا عمل شروع کر دیا تھا جو 'کاسترو۔مخالف' تھے۔ سوویت یونین کی ویتنام اور عرب۔اسرائیل جنگ میں براہ راست مداخلت میں ناکامی کے باعث کیوبا اور کاسترو کو عالمی تنہائی کا احساس زیادہ شدت سے ہونا شروع ہو گیا تھا۔ جون 1967ء میں 'گلاس بورو

* سٹالن نے مشرقی یورپ میں 'ٹیٹو' کے فرضی حامیوں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کیے۔ چیکوسلاواکیہ میں 'سلانکی' ہنگری میں 'رائک' اور بلغاریہ میں کوسٹوف پر جاسوسی اور تخریب کاری کے مقدمات بنائے گئے اور پرولتاریہ کی مارکسی جدوجہد کو کچل کر 'امرے ناگی' کی حکومت مسلط کر دی گئی جو سوویت بیوروکریسی کی طرح ریاستی سرمایہ داری کی نقیب تھی۔

Marfat.com

(Glassboro) میں کوسیجین (روسی وزیر خارجہ) اور لنڈن۔ بی۔ جانسن (امریکن صدر) کے درمیان مذاکرات کے بعد گوریلا تحریکوں کو تمام تر لاطینی امریکہ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ کیوبا ان تمام واقعات کا جائزہ لے رہا تھا چنانچہ اُس نے اِس سے قبل 1966ء میں سہ براعظمی کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں تمام براعظموں میں بہت سے 'ویتنام' بنانے کی بات کی گئی، اور اسی میں شے گویرا نے بولیویا میں 'فوکا' قائم کرنے کی تجویز بھی پیش کی۔ اور مارچ 1967ء میں 'وینزویلا' میں کیوبا کے فوجی افسروں کو بھی تعینات کیا گیا اور اگست 1967ء میں براعظم کے انقلاب کو ادارے کی حیثیت دینے کے لئے پہلی (OLAS) کانفرنس کا اہتمام بھی کیا گیا۔

اگست 1968ء میں سوویت یونین نے جب چیکوسلاواکیہ میں براہ راست مداخلت کی تاکہ کمیونسٹ پارٹی اور سوشلزم کو شکست سے دوچار ہونے سے بچایا جاسکے تو کاسترو کی سوویت یونین کو دی جانے والی حمایت مشروط تھی۔ اُس نے تاس (سوویت رپورٹنگ ایجنسی جس کا مکمل نام 'اتار۔تاس' تھا) کے اس بیان پر تعجب کا اظہار کیا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ''سوویت یونین کسی کو بھی سوشلسٹ کمیونٹی کا ایک انچ چھیننے کی اجازت نہیں دے گا''، اور اُس نے دریافت کیا کہ کیا اس سوشلسٹ کمیونٹی میں ویتنام، کوریا اور کیوبا بھی شامل ہیں یا نہیں؟ کاسترو نے حسب معمول سوویت یونین کے لاطینی امریکہ کے دائیں بازو کے ممالک کے ساتھ تعلقات پر نکتہ چینی کی لیکن اس کے ساتھ ساتھ چونکہ اس معاملے میں کیوبا کے پاس انتخاب کے کچھ زیادہ راستے موجود نہیں تھے، اس لئے اُس نے سوویت یونین کے اس بیان پر کہ وہ ہمیشہ سوشلسٹ بلاک کو خطرات سے تحفظ فراہم کرتا رہے گا شک کا اظہار کرتے ہوئے چیکوسلاواکیہ میں سوشلزم کے تحفظ * کے 'سوویتی' ایکشن پر تصدیق اور تائید کی مہر لگا دی۔ کیوبا نے کہا کہ بہرحال سوویت یونین نے چیکوسلاواکیہ میں سوشلزم کو تحفظ فراہم کیا ہے اور شاید یہ ضرورت مشرقی یورپ کے مختلف ممالک میں پھر بھی درپیش آتی رہے۔ 'برزنیف' (سوویت یونین کا صدر) کا نظریہ جہاں مشرقی بلاک کے لئے تحفظ تھا، وہاں کیوبا کے لئے ایک 'دعدہ' بھی تھا۔

---

* مارکس نے سوشلسٹ انقلاب اور سوشلزم کے تحفظ کی ذمہ داری پرولتاریہ پر ڈالی ہے۔ مزدور طبقے کی آزادی بذات خود مزدور طبقے کا فریضہ ہے۔ کوئی بیرونی فوجی کوشش سوشلزم کا دفاع نہیں کرسکتی۔ مشرقی یورپ میں مارکسزم کا راستہ روسی مداخلت کے باعث بند کیا گیا تھا کیونکہ عالمی پرولتاریہ کی اٹھان سے خود سوویتی بیوروکریسی کے اقتدار کو خطرہ لاحق تھا۔

Marfat.com

گویرا کی بولیویا میں مرگ ناگہانی 'فیڈلسٹا' تحریک کے لئے شکست کا پیغام لائی۔ اُس کے بعد کاسترو کو لاطینی امریکہ میں اپنی پوزیشن کا دوبارہ جائزہ لینا پڑا اور اس کے بعد ہی کیوبا اور سوویت یونین کے درمیان تعلقات میں بہتری آنا شروع ہوئی۔ لیکن یاد رہے کہ کیوبا نے اپنی اس مہم کو افریقہ کے بیشتر ممالک میں جاری رکھا اور 1980ء کے عشرے میں 27000 (ستائیس ہزار) سے زائد کیوبن انقلابی افریقہ کے مختلف ممالک میں موجود تھے۔

لاطینی امریکہ میں یہ مہم گویرا کی شخصیت کے حوالے سے جاری رہی۔ اب یہ 'فیڈلسٹا' یا 'فیدل ازموٗ سے زیادہ ''گویرا ازم'' کے نام سے جاری تھی جسے کیوبا کی حمایت حاصل رہی۔ جیسے کہ کسیٹانیڈا (Castaneda) نے لکھا ہے۔ ''جو 1960ء کی دہائی میں ہر جگہ مصنوعی یا ساختہ تھا، پہلے سیاست، معیشت اور ریاست سے باہر سماج میں قوت کی موجودگی کا اقرار بنا اور بعدازاں ان سامراجی طاقتوں کے خلاف مزاحمت کی ضرورت، ان کے امتیازی حق کی شکست، ان کے جائز ہونے کے جواز کو چیلنج اور ان کے دوائم کا انکار بن کر ابھرا۔ یہ اس دہائی کی ہمیشہ قائم رہنے والی میراث ہے۔۔۔ یہ وہ سب کچھ تھا جس نے شے کو مکمل طور پر درست ثابت کر دیا۔ اس ثقافتی بغاوت کی سب سے عظیم یادگار۔۔ ایک ایسا انسان جس کی سیاست تو روایتی تھی لیکن قوت اور سیاست کی جانب اس کا رویہ رزمیہ اور بےنظیر و یکتا وقعت کا حامل تھا۔''

کسٹانیڈا کا کہنا ہے کہ ''شے کو ثقافتی تمثیلوں کے محفوظ جھروکوں میں تلاش کیا جا سکتا ہے اور سماجی بغاوتوں کی اُن علامتوں میں بھی جو سماج کی مٹی کے اندر بہت دور تک جا چکی ہوں۔''

جبکہ ان دعوؤں میں سچ کا عنصر شامل ہے یہ بھی واضح ہے کہ شے کی میراث اس سے کہیں زیادہ عظیم تھی۔

ٹائبو (1996:10) ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ''شے لاطینی امریکہ کے اُس انقلاب کا آج بھی ''نقیب'' ہے جو کہ ''جتنا دشوار ہوا اتنا ہی لازمی ہوتا ہے'' کے زمرے میں آتا ہے۔ اُس کی روح تمام دنیا کے لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہے اور اس کی انقلابی شخصیت بلند تر۔ وہ انقلابی آدرش جن کے لئے وہ جیا اور مارا گیا وہ نسلوں اور ثقافتوں کے درمیان موجود خلاؤں سے ماوراء ہیں اور 1960ء اور 1970ء کے درمیان کا وہ نعرہ 'شے ویوٗ (Che Vive) یعنی ''شے زندہ ہے'' آج بھی انہی معنوں میں جانا جاتا ہے جن میں وہ اس دور میں جانا جاتا تھا۔ اس کی انقلابی میراث نہ

Marfat.com

صرف ہمیں جو اس سے متاثر ہوئے تھے، تخلیقی تحریک دیتی رہے گی بلکہ انہیں بھی جو آج اُسے تلاش کر رہے ہیں۔''

یہ تھے وہ اثرات جو ایک شخصیت نے نہ صرف کیوبا اور لاطینی امریکہ کی سیاست، معیشت اور ثقافت پر چھوڑے بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کو اپنے سحر میں سمولیا۔ کیوبا اور سوویت یونین کے درمیان جو کچھ بھی ہوا وہ قصہ پارینہ بن گیا لیکن شے کی شخصیت، عظمت اور اس کی قربانی آج بھی تمام دنیا کے محروم انسانوں کو مسحور کر رہی اور ان کے لئے دعوتِ انقلاب ہے۔'فوکا' کو ارفع لوگوں کی تحریک کہا گیا تھا لیکن شے کے لہو نے اسے رائیگاں ہونے سے بچالیا۔ وہ پیغام جو بڑی قوتیں، اور مملکتیں اپنے تمام تر وسائل کے باوجود عوام تک نہ پہنچا سکیں۔ گویرا کے لہو نے لوگوں کے دلوں پر کندہ کر دیا۔ یہ ایسے انمٹ الفاظ ہیں جن سے دنیا کے تمام کچلے ہوئے پسماندہ عوام تحریک حاصل کرتے رہیں گے اور کئی گویرا انسانیت کی تقدیر بدلنے کی خاطر اس وقت تک اپنے خون کا نذرانہ پیش کرتے رہیں گے جب تک کہ دنیا کے تمام مظلوم لوگ انقلاب کے دھارے میں شامل ہو کر اپنی نجات حاصل نہیں کر لیتے۔

آج جب مارکسزم کچھ زیادہ مقبول لفظ نہیں ہے یہ سب کچھ شاید ذومعنی لگے گا لیکن جو لوگ مارکسزم کی روح سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں اس راہ میں کئی ایسے لمحے آتے ہیں جب نشانِ منزل گریز پا ہوتا ہے لیکن راہ مقصد کی خاک بڑی غیور واقع ہوئی ہے۔ وہ راہ روکی جبینِ نیاز کے سارے سجدے ایسے سمیٹ لیتی ہے کہ اگلی چوکھٹ کے لئے کچھ باقی ہی نہیں بچتا۔ مارکسزم ایک سائنسی عمل ہے جو ایک راستہ بند ہونے کے بعد کئی دوسرے ناتراشیدہ راستے تراش لے گا۔ یہ زندہ حقیقت ہے سو اسے لوٹنا ہوگا اور یہی اس کا آغاز ہے اور یہی انجام۔

'فیڈلسیٹ' تھیوری کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ فکری انداز کیوبا نے کیوبن انقلاب کے کامیاب تجربے کے بعد اپنایا تھا۔ اس انداز فکر کو 1965ء میں شے گویرا کی غیر معمولی عدم موجودگی کے بعد ایک نوجوان فرانسیسی مارکسی ''ریگز ڈیبرے'' (Regis-Debray) نے آگے بڑھایا تھا۔ ڈیبرے نے ''انقلاب میں ایک انقلاب'' کے عنوان (Revalution in the revolution) سے ایک کتابچہ لکھا تھا جس میں اس نے شے گویرا اور اُس کے اپنے انداز فکر میں بنیادی تبدیلی کی جانب اشارہ کیا تھا۔ جس کے مطابق مستقبل کے انقلابات کے لئے محض کیوبا کا نمونہ ہی کافی رہے گا۔ کیونکہ اس سے قبل گویرا نے انقلاب کے بارے میں اصرار کیا تھا کہ انقلاب

Marfat.com

وہیں کامیاب ہوسکتا ہے جہاں حکومت عوام کی حمایت بالکل کھودے۔لیکن ڈیبرے کے مطابق یہ انقلاب لاطینی امریکہ میں کسی بھی جگہ پر شروع کیا جاسکتا ہے۔محض انقلاب کا آغاز ہی بہت ہے اس کے بعد انقلابی قوتیں اور کسان خود بخود انقلاب کے مرکز کی جانب کھچے چلے آئیں گے۔ ''کاسترو۔ڈیبرے'' فارمولے نے دشمنوں کو خوفزدہ کردیا تھا کیونکہ اس کا پیغام چین اور ویتنام کے انقلاب سے حاصل کیا گیا تھا، جس کے مطابق دیہی گوریلا کو شہروں میں موجود افواج پر ناقابل عبور فائدہ حاصل تھا۔''

سوویت یونین کا اندازفکر

پروفیسر ''ہمبرگ'' کے مضمون کے مطابق سوویت یونین کا لاطینی امریکہ کی ترقی کے بارے میں ادراک اور تجزیہ نظریاتی طور پر طبقاتی تجزیے پر موقوف تھا۔مجموعی سماجی، معاشی طبقات کو لاطینی امریکہ کے پس منظر میں سیاسی کرداروں کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔صنعت کاری، شہری آبادی کی ترقی (Ubanization) اور جدید بنانے (Modernization) کے عمل کو ان مظاہر کی طرح دیکھا جاتا تھا جن کا تخمینہ طبقاتی قوتوں کے درمیان باہمی تعلقات اور انتظامات اور طبقات کے درمیان دائمی آویزش/ جدوجہد کے اثرات کے ذریعے لگایا جاتا تھا۔سوویت یونین کی تحریروں میں سیاسی کردار کو واضح طور پر ''بورژوازی''، ''درمیانہ طبقہ/ پرت'' محنت کش یا ''پرولتاریہ'' کے طور پر دیکھا جاتا تھا اور کمیونسٹ پارٹی کو ''پرولتاریہ'' کا ہراول دستہ قرار دیا جاتا تھا۔''ہمبرگ'' کے مطابق سوویت یونین کے مصنفین کیوبا کے انقلاب کی توضیع ایک سخت شدت پسندانہ نظریاتی چوکھٹے کے ذریعے کرتے تھے حالانکہ واقعات اپنی شہادت کے اعتبار سے قطعی مختلف تھے۔1968ء میں ''اے سیولوبیو'' (A.Sivolobav) نے ''بٹیسٹا'' کے خلاف جدوجہد میں انقلاب کی کامیابی کو ''محنت کش طبقے کے کردار'' اور عمومی تحریکوں سے وابستہ کیا تھا جبکہ کاسترو کی گوریلا جنگ کو ''جدوجہد کی اہم مائیتوں میں سے ایک قرار دیا تھا'' حالانکہ کیوبن کمیونسٹ (پارٹی) خود بھی اس انقلاب میں شہری اور دیہی پرولتاریہ کے کردار کی تقریباً نفی کرتے تھے (یعنی اُن کے نزدیک اس انقلاب میں دیہی اور شہری پرولتاریہ کا کوئی خاص کردار نہیں تھا) اور کاسترو اور اس کی باغی فوج کے کلیدی انقلابی کردار کو تسلیم کرتے تھے۔

Marfat.com

سوویت یونین کے مصنفین کی تحریروں میں اس قسم کی مسخ شدگی محض نظریاتی شدت پسندی پر مبنی نہیں تھی۔ جیسا کہ ''ہمبرگ'' بیان کرتا ہے۔ ماسکو نہ صرف یہ کہ لاطینی امریکہ میں انقلاب کے لئے ''معروضی'' اور ''موضوعی'' حالات کی عدم موجودگی کا اظہار کرتا تھا بلکہ وہاں پر کسی قسم کے مسلح انقلاب کی آمد کی کوششوں کو سوویت یونین کے مفادات کے خلاف بھی سمجھتا تھا۔ کیونکہ اس طرح سوویت یونین کو اپنی حدود سے کہیں باہر جا کر کیوبا کی طرح ایسے انقلاب کی بقا کی جدوجہد میں شامل ہونا پڑتا تھا، جو کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے زیادہ قریب تر علاقوں میں شامل ہونا تھا۔ چنانچہ اس خطے کے بارے میں سوویت یونین کی حکمت عملی ''نفی'' پر مبنی تھی۔ جبکہ اس کے نزدیک قومیت کی بنیاد پر مبنی بہت سی تحریکوں کا ابھرنا ہی اس خطے میں امریکی مفادات پر زور ڈالنے کے لئے کافی تھا، اور اس ذریعے سے سوویت یونین ان ممالک میں اپنے لئے راستہ صاف کر سکتا تھا۔

1960ء میں ''فیڈلسٹ'' کو تقویت فراہم کرنے کے بعد سوویت یونین واپس ''کاسترو سے پہلے'' کے دور میں لوٹ گیا جس کے مطابق لاطینی امریکی ممالک کے ساتھ ''ریاست سے ریاست'' کے تعلقات کے ذریعے امریکی مفادات کو کمزور کرنا تھا۔ 1965ء کے آغاز میں سوویت یونین نے بہت سے لاطینی امریکی ممالک سے اپنے سفارتی تعلقات کو بحال کر لیا جس میں ''چلی'' میں موجود ''کرسچین ڈیموکریٹک پارٹی'' سے لے کر ''برازیل'' میں ''کیسٹلو۔ برانکو'' (Castello-Branco) کی فوجی حکومت شامل تھی، اس کے علاوہ سوویت یونین نے 1970ء کے موسم بہار میں ''پیرو'' (Peru) میں آنے والے تباہ کن زلزلے کے دوران نہ صرف یہ کہ ایمرجنسی امداد بہم پہنچائی بلکہ فضائی امداد بھی فراہم کی جس کے ذریعے متاثرین کو ہوائی جہازوں کے ذریعے تباہ شدہ حصوں سے اٹھا کر محفوظ مقامات پر پہنچانا بھی شامل تھا۔

اس طریقے سے سوویت یونین لاطینی امریکہ میں ڈرامائی انداز میں داخل ہونا چاہتا تھا، جس میں کامیابی ایک لازمی امر کے طور پر شامل نہیں تھی۔ چنانچہ سوویت یونین کے نزدیک کاسترو کی نوع کے انقلابات کی حمایت اور کامیابی کی صورت میں ان کے تحفظ کی ذمہ داری ایک ایسا دردِ سر تھا جسے وہ مزید پالنا نہیں چاہتا تھا۔ اور نہ ہی ایسے انقلابات کو مدد فراہم کر کے وہ لاطینی امریکہ کے ممالک سے اپنے تعلقات کو خراب کرنے کا قائل تھا۔

اس کے برعکس ''طبقاتی تجزیہ'' لاطینی امریکی حکومتوں کے ساتھ سوویت یونین کی بڑھتی

Marfat.com

ہوئی تجارت اور سفارتی تعلقات کے عذر یا داجبیت کو درست ثابت کرنے کے لئے بہت تھا، خواہ وہ ممالک ارجنٹائن اور برازیل میں کیوں نہ ہوں جہاں دائیں بازو کی استحصالی فوجی حکومتیں غاصبانہ قبضہ کیے ہوئے بیٹھی تھیں۔

پہلی بات تو یہ تھی کہ دوسرے خطوں کے برعکس۔۔۔ لاطینی امریکہ میں ترقی یافتہ سرمایہ دارانہ نظام رکھنے والی حکومتوں میں، سماج میں بورژوا اور درمیانے طبقے کی بڑھتی ہوئی قوت، ملکی سطح پر نیم جاگیردارانہ تعلقات کی تباہی کا باعث بن رہی تھی اور روایتی حکومتی امرا (Oligarchy) کو نقصان پہنچا رہی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ان نئے طبقات کو غیر ملکی سرمایے اور خارجی سامراجیت کے ساتھ مفادات کے تنازعات میں الجھا رہی تھی۔ چنانچہ سوویت یونین کے ساتھ ان ملکوں کے تعلقات بڑھنے کی صورت میں سرمایہ دارانہ نظام کی افزائش میں تیزی آ رہی تھی اور سامراجی امریکی حکومت پر ان کا انحصار کم ہو رہا تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ سرمایہ دارانہ نظام کی افزائش و ترقی کی صورت میں دیہی، صنعتی پرولتاریہ اور نیم پرولتاریہ پرتیں پروان چڑھ رہی تھیں جو کہ بقول سوویت یونین، قومی آزادی اور جمہوری انقلابات کو آگے بڑھانے میں موثر کردار ادا کر سکتی تھیں۔ چنانچہ سوویت یونین کے رجعت پسند فوجی آمریتوں کے ساتھ تعلقات کو بھی ''مستقبل میں پرولتاریہ کے پروان چڑھنے کے تاریخی عمل'' کے ساتھ جوڑنے کے ذریعے کو استدلالی جواز بنایا جاتا تھا۔ اور اس طریقے سے سوویت یونین نہ صرف یہ کہ مختلف انواع کی سیاسی قوتوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو درست کر رہا تھا بلکہ اُس کے نزدیک اس سیاسی عمل کے ذریعے اگر پرولتاریہ کو مضبوط نہیں بنایا جا سکتا تو کم از کم اس طریقے سے ان سماجوں میں ترقی پسند بورژوازی کو آگے بڑھایا جا سکتا تھا۔

اس کے علاوہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے اثر کو کم کرنے کے لئے سوویت یونین کے پاس خارجی پالیسی کا ہتھیار بھی موجود تھا۔ ایک تو یہ کہ لاطینی امریکہ کے ممالک میں تجارت، معیشت اور تکنیکی امداد کی گنجائش موجود تھی۔ دوسرے ان ممالک کی اہم جنسوں (Commodities) کی منتخب خرید کے ذریعے سوویت یونین ان ممالک کا امریکہ پر انحصار کم کر رہا تھا۔ ان جنسوں کی برآمد، ان ممالک کے لئے کلیدی حیثیت کی حامل تھی۔ اگرچہ یہ دونوں مقاصد بہت محدود پیمانے پر عمل پذیر ہو رہے تھے لیکن ان کے ذریعے ان ممالک کا امریکہ پر انحصار کسی حد تک کم ہو رہا تھا۔

سوویت یونین کے پاس بڑھتی ہوئی روایتی اور فوجی حکمتِ عملی کی ٹیکنالوجی بھی موجود تھی جو ان

Marfat.com

ممالک میں امریکی مفادات پر ضرب لگانے کی اہل تھی۔ جیسا کہ ''ہمبرگ'' لکھتا ہے کہ 1968ء میں سوویت یونین کی ''کریبین'' (Carribbean) میں بحری یلغار اور 'ساین فیوا یگوس' میں 'آبدوزوں کی سروس فراہمی کی آسانی' کم از کم اس خطے میں سوویت فوجی موجودگی کا پتہ دے رہی تھی۔

آخر میں سوویت یونین کے پاس لاطینی امریکہ میں کمیونسٹ پارٹیوں کی شکل میں جو کہ خالصتاً ماسکو سے وفادار تھیں، ایک ملکی اتحادی 'نیٹ ورک' موجود تھا۔ پیکنگ کی مداخلت، 1960ء میں 'فیڈل ازمو' کی کامیابی، سوویت یونین اور مشرقی بلاک کے ممالک میں بگڑتے ہوئے حالات کی بازگشت کے باوجود لاطینی امریکہ کی کمیونسٹ پارٹیاں عالمی سطح پر سوویت یونین کی وفادار رہیں اور ملکی سطح پر انہوں نے سوویت یونین کے مفادات کو پروان چڑھایا۔

چنانچہ لاطینی امریکہ کے کمیونسٹوں نے ہمیشہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے غلبے کے خلاف ایک کھلے سامراج مخالف محاذ کی تشکیل اور قومی آزادی کی جدوجہد پر زور دیا۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے ماسکو کے ساتھ مل کر نہ صرف یہ کہ کاسترو اور گویزا کی مسلح جدوجہد کی حکمت عملی کو مشروط حمایت فراہم کی بلکہ وینزویلا، کولمبیا اور گوئٹے مالا میں بھی اس کا اطلاق منتخب طریقے سے کیا اور پھر نہ صرف یہ کہ 1965ء کی ''ڈومنیکین'' (Dominican) کی مسلح جدوجہد سے عبارت بغاوت کو دھوکہ دیا بلکہ نام نہاد شہری دہشت گردی سے بھی علیحدگی اختیار کر لی۔ اسی طرح ''چلی'' کی کمیونسٹ پارٹی نے ''فیڈل ازمو'' کے مقابلے میں سوویت مفادات کو آگے بڑھایا اور 1960ء کے درمیانی عرصے میں ''سوشلزم کی جانب پرامن راستے'' پر چلتے ہوئے نومبر 1970ء میں ''آئن ڈے'' کی حکومت کی تشکیل بھی کی۔ (یہ کامیابی جسے پہلے پہل فیڈل کاسترو نے مسترد کر دیا تھا، بعدازاں اپنی پالیسی میں کسی قدر تبدیلی لاتے ہوئے ''ایلنڈے'' کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا لیکن اُسے تنبیہ بھی کی کہ اگر اس نے انقلابی تبدیلیوں کا راستہ چنا تو امریکہ براہ راست مداخلت کے ذریعے اس کی حکومت کا قصہ تمام کر دے گا۔ اس موقعہ پر فیڈل نے ''ڈاکٹر ایلنڈے'' کو ایک پستول بھی تحفے میں دیا تھا اور اسے یقین دلایا تھا کہ یہ کسی روز اُس کے کام آئے گا، اور ایسا ہی ہوا، یکم ستمبر 1970ء کو اُس کے چیف آف آرمی سٹاف نے پنوشے نے اُس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور فضائیہ کے ساتھ مل کر صدارتی محل کا محاصرہ کر لیا اور اُس پر فائرنگ شروع کر دی، ''ایلنڈے'' وہی پستول لے کر باہر نکلا اور اپنی بیٹی کو یہ کہہ کر لڑتے ہوئے جان دیدی کہ ''کاسترو سے کہنا کہ میں نے اپنے قول وفعل کے مطابق

Marfat.com

لڑتے ہوئے اپنی جان اپنے نظریات کی خاطر دی ہے۔'' پنوشے نے 1973ء سے 1990ء تک ''چلی'' پر آمرانہ انداز میں حکومت کی۔ 10 لاکھ کے قریب کمیونسٹوں کو اذیتیں دے کر نذر دار کیا۔ اور سوویت یونین سوائے بیانات جاری کرنے کے اور کچھ بھی کرنے کا اہل نہیں تھا۔ (مصنف)

اب ہم 1967ء میں بولیویا کی جانب آتے ہیں جہاں ہمارے عظیم انقلابی شے گویرا نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ اس تجزیے میں ہم سوویت یونین کے نقطہ نظر کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوویت یونین کے ایک لاطینی امریکہ کے ماہر کی رپورٹ کے مطابق، عوام کی سیاسی ناپختگی، جمہوری قوتوں کی نظریاتی اور تنظیمی کمزوری جو آمریت پر مبنی حکومتوں کی اذیت رسانی کا نتیجہ تھی۔ اُس کے باعث درمیانے طبقے اور پیٹی بورژوازی نے کسانوں کو اپنی قوت کے بل پر زیر اثر لاتے ہوئے اور محنت کشوں کے خلاف جدوجہد کو تیز تر کرتے ہوئے (زرعی) اصلاحات کو حاصل کیا ہے۔

اور اُسی لمحے استحصالی طبقوں، بورژوازی اور زمینداروں نے عوامی حمایت کو، کسانوں کے خلاف اور بڑے زمینداروں کے حق میں جو زرعی اصلاحات کے ذریعے ''ہدف'' بنے تھے اور کسانوں کے حملوں، اور جاگیرداروں کی جائیداد کی قرقی کے باعث ''تکالیف'' برداشت کر رہے تھے، تبدیل کرنے کی کوششیں تیز کر دیں اور اس میں اُنہیں کسی قدر کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ بورژوازی اور جاگیرداروں نے شہری آبادی میں ''کسان انارکی'' کا خوف پیدا کرنے کی کوشش کی اور بورژوازی نے ایک طرف توانہی کوششوں کا رخ اصلاحات کی 'جاگیردارانہ مخالف' خصوصیت کو طاقتور بنانے میں صرف کیا اور دوسری طرف محنت کشوں کو کسانوں سے بھی لڑوادیا۔ نہ صرف یہ کہ شہری آبادی بشمول محنت کش کے تمام کسانوں کے خلاف ہو گئے، بلکہ زرعی اصلاحات کی اُدھوری کامیابی کے بعد کسانوں کا ایک بڑا حصہ بورژوازی کی جانب کھنچتا چلا گیا۔

صورتحال کی اس قنوطیت کے نتیجے کے طور پر بولیویا کی کمیونسٹ پارٹی نے اپنے مضمون کے آخری پیراگراف میں حکومت پر زرعی اصلاحات کو مکمل کرنے کے اپنے موقف پر زور دیا۔ سوویت مصنف دوسرے بہت سے کمیونسٹ مخالف مبصرین کے ساتھ اس پر متفق تھے کہ بولیویا میں انتہائی غربت کے باوجود کسان اور شہری آبادی کے لوگ اصلاحات کی اُمید لگائے بیٹھے تھے اور اُن کا رویہ انقلابی نہیں تھا۔

بقول سوویت یونین کے ان حالات میں گویرا کا بولیویا کو منتخب کرنا سوائے اس کے اور کوئی

Marfat.com

وضاحت پیش نہیں کرتا کہ ''اگر بولیویا نہیں تو پھر کس جگہ''۔۔۔ چونکہ گوئٹے مالا اور وینز ویلا میں پہلے ہی سے انقلابی تحریکیں جاری تھیں چنانچہ قیادت کے لئے محض بولیویا ہی ایک ایسی جگہ باقی تھی جہاں شے قسمت آزمائی کرسکتا تھا۔ چنانچہ سوویت یونین کے مصنفین کے بقول شے نے یہ کیا اور اُس کا نتیجہ سوائے تباہی کے اور کچھ نہ نکلا۔

ان تمام حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا کہ کمیونسٹ پارٹی آف بولیویا نے پہلے کاسترو اور گویرا کو غلط اطلاعات فراہم کیوں کی؟ اور بعدازاں جب گویرا 'فوکا' کے قیام کے لئے بولیویا پہنچا تو 'مونجے' نے ان تمام حالات کے باوجود خود کو قیادت کے لئے کیوں پیش کیا؟ اور گویرا کے انکار کرنے پر وہ حمایت کا کوئی وعدہ کئے بغیر واپس کیوں لوٹ گیا۔ گویرا کی بولیویا میں موجودگی کی اطلاعات وقت سے پہلے کیسے حکومت تک پہنچ گئیں؟ اور وہ کردار کون سے تھے جنہوں نے حکومتِ وقت کو گویرا کی پوزیشن کے بارے میں معلومات فراہم کیں اور ابھی گویرا کا 'فوکا' کسی بڑے حملے کے لئے تیار ہی نہیں تھا تو اُس لمحے اچانک اُسے ''کس'' کے ایما پر گھیر لیا گیا اور اُس کے 'فوکا' کو تباہ کر کے اُسے موت کی نیند سلا دیا گیا؟

ان تمام سوالات کے جواب ہم ٹائبو، اینڈرسن اور کسیٹانیڈا کے حوالوں سے دے چکے ہیں۔ جواب وہی ہے کہ بولیوین کمیونسٹ پارٹی کی غداری، سوویت یونین کی مخالفت، مونجے کا کردار، غلط معلومات کی فراہمی اور تیاری سے پہلے 'فوکا' کی تباہی، یہ تھے وہ اسباب جس نے ایک عظیم انقلابی کی جان لے لی۔

یہ ہمیں تھے جن کے لباس پر سر رو سیاہی لکھی گئی
یہی داغ تھے جو سجا کے ہم سرِ کوئے یار چلے گئے

معروضی حالات یقیناً ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن محض معروضی حالات کی پختگی ہی کسی انقلاب کی کامیابی کا پیش خیمہ ثابت نہیں ہوسکتی اور محض ان حالات کی عدم موجودگی کو بہانہ بنا کر جدوجہد کی نفی نہیں کی جاسکتی۔ سوویت یونین کے دوغلے کردار کے بارے میں محض یہی کہا جاسکتا ہے کہ

اتنی نہ بڑھا پاکیء داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

☆☆☆☆

Marfat.com

Bibliography

1. Daniel. L. Widner__ *Recent Writing on Life and times of Che Guevera-* Radical History review 1999

2. Edward Gonzales__ *A Comparison of Soviet and Cuba approach - In Latin America.*

3. Gordon, H. McCormick__ *Che Guevera: The legacy of a revolutionary Man* __ World Policy Journal Winter 1997-98.

4. Granma__ *Speeches of Fiedal Castro* __ August 20, 1967, Page 3.

(Ibid)__ *Speeches of Fiedal Castro*__ August 29, 1967, Page 4

5. Guevera, Ernesto, Che.__ *Motorcycle diaries*__ Ocean press Melbourne, New York 2004.

6. Guevera, Ernesto, Che __ *Self portrait*__ Ocean press Melbuorne, New York 2005

7. Guevera, Ernesto, Che __ *On Revolutionary medicine*__ Speech delivered at Cuban militia August 19, 1960 - Motorcycle diaries 2004

8. Harris, Richard __ *Reflections on Che Guevera's legacy*__ (essay dilivered at University of California Los Angeles October 24-25, 1997)

9. Herbert S. Dinerstein__ *Soviet policy in Latin America*__ March 1967, article was originally written in 1966, republished in American political science review in 1977

Marfat.com

10. Herbert. S. Dinerstein__ *Soviet and Cuban conception of Revolution__*

11. IAN Gravy__ *Stalin the man of History__* Weidenfield and Nicolson London 1979.

12. John, Lee, Anderson__ *Che Guevera: A revolutionary life__* New York Grove press 1997.

13. Jorge, G. Castaneda__ *Companero__* New York Alfred A Knopf 1997.

14. Kunzle, David__ *Che Guevera: Icon, Myth and Message__* Los Angles, University of California press 1997.

15. Leon Trotsky__ *Revolution betrayed__* New York 1972 reprinted London 1982.

16. Lenin. V.I__ *Selected Works (State and revolution)__* Progress publisher Moscow 1968.

17. Lowy, Micheal__ *Che's Revolutionary Humanism__* Monthly Review October 1997.

18. Mike Hoare__ Congo Mercenry__ London 1967.

19. Paco. Ignacio, Taibo II.__ *Guevera also Known as Che__* New York: St Martin press 1997.

20. Richard, Gott__ *Che Guevera and Congo.*

21. Ted Grant__ *Russia Revolution's & Counter revolution__* P. 347, 1997 London.

☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

قرونِ وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

فکشن ہاؤس

18- مزنگ روڈ لاہور

E-mail: fictionhouse2004@hotmail.com
Ph:042-7249218, 7237430

Marfat.com